جملہ حقوق محفوظ ہیں

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

اسرار تصوف کا مخزن، روحانیت کا بحر زخار، سلوک کا مجمع، معرفت الٰہیہ کا سرچشمہ
مقامات مجددیہ کا رہنما، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا پیشوا، وصول الی اللہ کا زینہ
حقائق و معارف لدنیہ کا آئینہ، نکات طریقت کا دفینہ، حکم و دقائق کا خزینہ

یعنی رسالہ

ہدایۃ الطالبین

از تالیفات
حضرت صاحبزادہ حافظ شاہ ابو سعید صاحب دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ
مع ترجمہ اردو و تصحیح
جناب علامہ اجل حضرت الحاج مولٰنا مولوی نور احمد صاحب مدظلہ العالی

سنہ ۱۳۴۴ھ
۱۹۲۶ء

ملنے کا پتہ:- الفیض دار الاشاعت چوک فرید امرتسر (پنجاب)

وزیر بازار الیکٹرک پریس امرتسر میں باہتمام شیخ غلام حسین پرنٹر و پبلشر چھپا

بار اول ۱۰۰۰ سلسلہ اشاعت نمبر ۳۱ قیمت ۱۲/

Marfat.com

سیرت امام ربانی اُردو

کون شخص ہے جو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی فاروقی قدس سرہ السامی کے اسم گرامی اور نام نامی سے واقف نہیں،

آپ تصوف کے امام اور مجدد تھے

آجتک آپکے مفصل جامع سوانح حالات اُردو زبان میں قلمبند نہیں ہوئے تھے، چنانچہ سیرت نے اس ضرورت کو پورا کردیا

سیرت بالکل نئے طرز پر لکھی گئی ہے، ابتدا میں حضرت مجدد الفثانی علیہ الرحمۃ کے سلسلہ نسب کے مشاہیر کے حالات لکھکر آخر میں آپکے والد ماجد کے مفصل حالات قلمبند کردیئے گئے ہیں، اسکے بعد ایک "مقدمہ ضرورت مجدد" پر لکھا ہے، جس میں حدیث مجدد کی تشریح کر کے تمام شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے، اسکے بعد آپکی ولادت، زمانہ طفولیت، تحصیل علم شریعت وطریقت کے واقعات درج کئے گئے ہیں، اس کے بعد تجدید کے تئیس سالوں کے حالات ہر ایک سال کے علیحدہ علیحدہ ترتیب وار تحریر کئے گئے ہیں، ان کے ضمن میں ہزارہا علمائے کرام وصوفیائے عظام کا آپکے حلقہ ارادت میں داخل ہونا، اکبر کے الحاد وزندقہ کو مٹانا، جہانگیر کو سجدہ نہ کرنا، گوالیار کے قلعہ میں نظربندی، جہانگیر کی معافی، روافض کی سرکوبی، مکتوبات کی نشرواشاعت اور وفات کے عجیب وغریب حیرت انگیز حالات قلمبند کی گئی ہیں، اسکے بعد "اولیاء اللہ اور کرامات" کے عنوان سے ایک مقدمہ لکھا گیا ہے، جسمیں اولیاء اللہ سے کرامات کا ظہور برحق ثابت کرکے مخالفین کے اعتراضات حل کردیئے گئے ہیں، بعدہٗ آپکی کرامات، مکاشفات، عبادات، شبانہ روز کے اعمال، عقائد، پوشش، حلیہ، بالخصوص کمالات شیوخ وسلاسل، تصانیف، اولاد، اصحاب خانقاہ اور چالیس مشاہیر خلفاء کے مفصل حالات درج کئے گئے ہیں

واقعات کی تصویر اسطرح کھینچی گئی ہے، کہ گویا پڑھنے والا پڑھتا ہی نہیں، بلکہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کررہا ہے

الغرض بہت ہی محنت ومشقت اور جانفشانی کے بعد بامحاورہ سلیس اُردو میں نہایت ہی اعلیٰ سفید موٹے کاغذ پر بہت ہی عمدہ کتابت وطباعت کیساتھ ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۲۹۲ صفحات پر شائع کی ہے،

اگر آپنے خدا کی محبت کے چشمہ سے جام کے جام چڑھانے ہوں، اگر آپنے صوفیانہ مجالس کا کیف مشاہدہ کرنا ہو اگر آپنے اللہ والوں کی ایک نظر کا اثر دیکھنا ہو، تو جلد از جلد کتاب **سیرت امام ربانی** منگا لیجئے

درخواستیں جلدی آنی چاہئیں، ورنہ دوسری طباعت کا انتظار کرنا پڑے گا، قیمت **غیر مجلد دو روپیہ آٹھ آنہ مجلد تین روپیہ چار آنہ** جلد نہایت خوبصورت ولایتی طرز کی ہے، جلد پر کتاب اور مصنف کا نام سنہری جلی حروف میں لکھا ہوا ہے، **محصولڈاک علاوہ**،

کنز الہدایات فارسی

یہ کتاب مکتوبات مجددیہ اور معصومیہ کا نہایت عمدہ خلاصہ ہے، بیش بہا ہدایات اس میں درج ہیں، مجدد صاحب کی مختصر سوانح درج کی گئی ہے نیز دو اور رسائل کحل الجواہر اور رسالہ ملا جامی بھی شامل ہیں، قیمت صرف ایک روپیہ

ملنے کا پتہ:- **مینجر رسالہ "الفیض" چوک فرید امرتسر** (پنجاب)

Marfat.com

فہرست جدید رسالہ ہدایۃ الطالبین از تالیف شاہ ابو سعید صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

نمبر صفحہ	مضمون
۱و۲و۳	سبب تالیف رسالہ ہذا
۴و۵	رسیدن مصنف بخدمت پیر خود
ء	توجہ نمودن پیر ایشاں بر لطائف ایشان
۵و۶	فصل در بیان لطائف عشرہ و مشغولی آں و بیان دائرہ امکان
۶	بیان معنی عالم امر و عالم خلق
۶و۷	بیان محلہائے لطائف عالم امر از بدن انسان
۸	امر فرمودن پیران نقشبندیہ بہ توسط و اعتدال در عبادات و اعمال
۸	ترجیح ذکر خفی بر ذکر جہر و فضیلت آن
۹	بیان اشتغال سہ گانہ کہ معمول بہا است در طریقہ نقشبندیہ
″	شغل اول ذکر است اسم ذات باشد یا نفی و اثبات
″	بیان طریق ذکر اسم ذات و تصور صورت شیخ
۱۰	بیان معنی وقوف قلبی و شرط بودن آں،
۱۰	بیان سلطان الاذکار
۱۰	بیان طریق ذکر نفی و اثبات
۱۱	بیان معنی بازگشت و وقوف عددی
۱۲	بیان علامت تصفیہ باطن
۱۲	بیان رنگہائے انوار لطائف
″	بیان حدود سیر آفاقی و انفسی
۱۳	بیان فرق بیان کشف عیانی و وجدانی

نمبر صفحہ	مضمون
۱۳	شغل دوم مراقبہ است
″	بیان معنی مراقبہ
۱۴	مراقبہ احدیت
″	شغل سوم ذکر رابطہ است
″	بیان معنی ذکر رابطہ
۱۵	ذکر تنہا بے رابطہ و بے فنا فی الشیخ موصل نیست بخلاف رابطہ،
″	فصل در بیان سیر و سلوک ارباب قلوب در دائرہ ولایت صغریٰ،
″	بیان طریق توجہ کردن
۱۶	بیان معنی جمعیت و حضور
۱۷	تمثیل دل انسان قبل از رسیدن بصحبت شیخ و بعد ازاں
	بیان معنی فتحیاب در طریقہ مظہریہ
۱۸	بیان معنی برآمدن لطیفہ از قالب
″	بیان اختلاف استعداد طالباں
″	بدوں توجہ شیخ پائے سعی دریں راہ لنگ ست
۱۹	تقدم جذبہ بر سلوک اندریں طریق و بیان خلاصہ سلوک
″	بیان مقامات عشر مشہورہ
	بیان تضرع و زاری کردن خواجہ نقشبند پانزدہ روز سر بسجدہ نہادہ و طلب طریقہ کہ البتہ موصل باشد
۱۹	لابد و ضرور بودن شیخ کامل و مکمل کہ ظاہر تر بکمال نعت شریعت است

Marfat.com

نمبر صفحہ	مضمون
۲۰	اکابر نقشبندیہ بنائے کار بر حضور و جمعیت داشتہ اند
۲۰	ایشاں طالب را بچہار چیز رغبت میفرمایند
"	بیان معنی واردات و جذبات و عدم وجود علم
۲۱	وقت تحقق فنائے قلب و محل آں
ازا تا ۲۴	بیان معنے توحید وجودی و احوال صاحب آں
۲۵	بیان سیر قلب در دائرہ امکان بتفصیل تمام
"	بیان سیر قلب در دائرہ ولایت صغریٰ
"	بیان معنی عالم ملک و ملکوت
"	بیان غلطی بسیارے از صوفیہ نارسیدہ
۲۶	دائرہ ولایت صغریٰ و معنی آں
	قول شاہ نقشبند کہ اہل اللہ بعد از فنا و بقا ہر چہ مے بینند الخ
"	علامت رسیدہ قلب در دائرہ ولایت صغریٰ
۲۷	بیان منشاء اسرار توحید وجودی
۲۸	دور بودن ارباب توحید وجودی از ظلمات و طعن
۲۹	قبل از رسیدن قلب در دائرہ ثانی سخناں توحید گفتن خلاف شریعت ست
"	مشایخ وقت را خدا انصاف دہد کہ بمحاذ اتفاق بمریداں تلقین میفرمایند و از راہ راست منحرف میسازند
۲۸	باید دانست کہ بعضے سالکانرا قبل از قطع کردن
۳۰	دائرہ امکان بلکہ قبل از بر آمدن لطیفہ حالتی شبیہ بتوحید وجودی و ہمہ اوست الخ
۳۱	و بعضے بسبب انکشاف عالم ارواح و بیچونی آں عالم آنرا قیوم عالم تصور مینمایند و بخدائی مے پرستند الخ

نمبر صفحہ	مضمون
۳۲	صوفیہ کہ احوال توحید دارند و بوحدت وجود قائلند وجود را پنج مراتب معین کردہ اند
۳۲	مرتبہ اولیٰ را وحدت میگویند و تعین اول و حقیقۃ الحقائق و حقیقت محمدی و مرتبہ لاہوت مے نامند
"	مرتبہ ثانیہ را احدیت و تعین ثانی و مرتبہ تفصیل اسما و صفات و مرتبہ جبروت میگویند
"	مرتبہ ثالثہ را مرتبہ عالم ارواح و ملکوت مے نامند
۳۲	مرتبہ رابعہ را مرتبہ عالم مثال و مرتبہ خامسہ را مرتبہ
۳۳ و	عالم اجسام و ناسوت قرار دادہ اند
"	بہ تعمق نظر معلوم میشود کہ ایں ہمہ داخل ولایت صغریٰ اند
۳۳	اسم و حکم یک مرتبہ بر مرتبہ دیگر اطلاق کردن و جاری ساختن نزد ایشاں کفر ست
۳۵	بیان رسیدن فیوضات بہر فردے از افراد عالم علی التواتر
"	معنی ایں قول کہ الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق
۳۶	بیان فنا لطیفہ روح و ولایت حضرت آدم علیہ السلام
۳۷	ولایت حضرت نوح و ابراہیم علیہما السلام
"	سوال متعلق بولایت ابراہیمی و جواب اول
۳۸	جواب دوم و سوم
۳۹	جواب چہارم و فنا لطیفہ سر و ولایت موسوی
۴۰	فنا لطیفہ خفی و اخفی و ولایت عیسوی

Marfat.com

نمبر صفحہ	مضمون
۴۱	بیان تہذیب لطائف نزد امام ربانی و حضرت
	ایشاں و شاہ غلام علی رح
۴۲و۴۳	بیان طریق مراقبہ لطائف خمسہ عالم امر
۴۴	فصل در بیان ولایت کبریٰ و بیان مکشوفات
و ۴۵	حضرت مصنف اندریں باب
۴۶	بیان معنے توحید شہودی و اقربیت و فرق
	درمیان آں و معیت
۴۷	بیان دائرہ ولایت کبریٰ کہ متضمن سہ دائرہ
و ۴۸	و یک قوس است
۴۹	بیان طریق مراقبہ ایں دوائر
۵۰	علامت قطع شدن و تمام شدن ہر دائرہ و
	تمام شدن دائرہ ولایت کبریٰ،
۵۱	علامت شرح صدر بطریق وجدان
۵۲	فصل در بیان ولایت علیا و سیر عناصر ثلثہ
	سوائے عنصر خاک
۵۳	مناسبت بملائکہ کرام و زیارت ایشاں
"	فرق درمیان اسم الظاہر و اسم الباطن
"	ظہور دائرہ ولایت علیا
۵۴	ولایت علیا مانند مغز ست و ولایت کبریٰ مانند پوست
۵۶	عطا فرمودن پیر دستگیر خلعت خلافت و مرحمت
	نمودن ملبوس خاص خود بحضرت مصنف رح
"	توجہ دادن در خاندان قادری و چشتی
۵۶	زیارت نمودن مصنف در مراقبہ مر حضرت غوث
و ۵۷	الثقلین و پیران چشت رح

نمبر صفحہ	مضمون
۵۸	عنایت فرمودن اجازت نامہ مزین بمہر و
	دست خاص خود
از ۵۸	نقل اجازت نامہ بالاختصار
تا ۶۱	فصل در بیان کمالات ثلثہ یعنی نبوت و رسالت
تا ۶۱	اولوالعزم
۶۱	دائرہ کمالات نبوت و بیان تجلی ذاتی دائمی
و ۶۲	و معارف ایں مقام و وسعت آں
۶۳	بیان معاملہ شبیہ برویت و فضیلت عنصر خاک و
	بدلیت احکام شرعیہ اخبار غیب و معاملہ قبر و حشر و جنت و دوزخ
۶۴	معاملہ عجب تر بشنو
۶۵	مقام انکشاف سر قاب قوسین او ادنیٰ
۶۶	مقام انکشاف سر دنیٰ فتدلیٰ و دائرہ کمالات رسالت
۶۶	بیان ہیئت وحدانی مجموع عالم امر و خلق و
و ۶۷	توجہ برآں و بیان عروجات
۶۸	دائرہ کمالات اولوالعزم و محل مراقبہ ایں مقام
	و کشف اسرار مقطعات قرآنی الخ
۶۹	مقام ترقی باطن بمحض تفضل کہ اسباب را
	ہم دخلے نہ باشد،
۷۰	مقام ترقی بواسطہ قرآن مجید،
۷۰	از مقام کمالات اولوالعزم بدو طرف سلوک کردہ میشود
۷۱	فصل در بیان حقائق الٰہیہ یعنی حقیقت کعبہ و قرآن و صلوٰۃ
"	دائرہ حقیقت کعبہ ربانی و محل مراقبہ اینجائے الخ
۷۲	فنا و بقا بایں مرتبہ مقدسہ و نتائج آن
۷۳	معنی ایں قول کہ حقائق نسبت بکمالات مانند امواج اند

Marfat.com

نمبر صفحہ	مضمون
۷۴	دائرہ حقیقت قرآن و درمعاملہ دیدن مصنف کہ درون سیر اوقات الخ
۷۵	بواطن کلام اللہ دریں مقام ظاہر میگردد، و حکمت بالغہ حق سبحانہٗ الخ
〃	نکتہ قرآنی عجیب و غریب
۷۶	دائرہ حقیقت صلوٰۃ تفصیل احوال کیفیات آں
۷۷و۷۸	بیان نکات و اسرار اجزائے نماز
۸۰	بندکردن چشم درقیام نماز بدعت است
۸۱	دائرہ معبودیت صرفہ
〃	بعد توجہ پیر درنمقام درمعاملہ دیدم کہ در مقامے ہستم کہ فوق آن مقامے الخ
۸۲	مقام توحید خالص و قطع شرک بالکلیہ ازبیخ و بن
۸۲	فصل دربیان حقائق انبیاء یعنی حقیقت ابراہیمی و موسوی و محمدی و احمدی
۸۳	دائرہ خلت حقیقت ابراہیمی
۸۴	بیان محبوبیت صفاتی و محبوبیت ذاتی و تمثیل ایں ہر دو ا
۸۵	دائرہ محبت صرفہ و محل مراقبہ این مقام
〃	معنے آنکہ بعضے از بزرگان حضرت موسیٰ را محبوبیت اثبات فرمودہ اند
۸۶	مقام ظہور استغنا و بے نیازی با وجود محبت ذاتی کہ ضدین اند
۸۷	دائرہ محبوبیت ذاتیہ ممتزجہ و محل مراقبہ ایں مقام
۸۸	معنے مرقع توسط کہ اکابر اولیا، بآں قائلند، انیجا یعنی
۸۸	ظہور سر سخن امام طریقہ کہ خدائے را برائے آں دوست میدارم کہ رب محمد است
۸۹	مجلس شریف پیر دستگیر شبیہ بمجلس صحابہ است رضی
	دائرہ محبوبیت ذاتیہ و محل مراقبہ اینجائے
۹۰	دریں مقام روزے بریں معاملہ گذشت کہ نوہ راعریاں محض طفلی بین یدی الرحمٰن یافتم معنی
〃	دائرہ حب صرفہ ذاتیہ
۹۲	دائرہ لاتعین و ایں ہر دو از مقامات مخصوصہ پیغمبر ماست
۹۳	فصل دربیان بعضے مقامات کہ از راہ سلوک علیحدہ اند
۹۳	دائرہ سیف قاطع و وجہ تسمیہ آں
۹۴	دائرہ قیومیت کہ منصب انبیاء اولو العزم ست
〃	وبایں منصب عظیم دریں امت حضرت مجدد و حضرت ایشاں و بعضے فرزندان و خلفائے ایشاں را سرفراز ساختہ اند
۹۵	بشارت قیومیت مرحضرت مصنف را از طرف پیر دستگیر ایشاں
۹۶	مکتوب اول از طرف پیر دستگیر ایشاں
۹۷	مکتوب ثانی از پیر دستگیر ایشاں
۱۰۱	دائرہ حقیقت صوم و بشارت منصب ضمنیت
۱۰۳	نقل اجازت نامہ کہ در اجازت نامہ سابق بعضے عبارات زیادہ فرمودہ حضرت مصنف رح عطا شد
۱۰۷	نقل عبارتیکہ بعد از مطالعہ ایں رسالہ حضرت پیر دستگیر ارقام فرمودند

تمام شد فہرست جدید ایں رسالہ از مصحح مکتوبات حضرت امام ربانی سلمہ اللہ تعالےٰ،

یا اللہ

حق حق

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَہُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

بعد از حمد و صلوٰۃ کمینۂ درویشاں بلکہ ننگ و عار ایشاں ابو سعید مجددی[ل] نسباً وَطریقۃً عُفِیَ عَنہُ وَکَانَ اللّٰہُ[ل] دہلوی ۱۲ لَہٗ عِوَضاً عَن کُلِّ شَیٍٔ واضح مینماید کہ بعضے یارانِ طریقہ کہ للہ فی اللہ جلیسِ صحبت بودند، متصدع گردیدند، کہ آنچہ در راہِ سُلوک اَسرار و وَارادت بر تو وارد

حمد و صلوٰۃ کے بعد کمینہ درویش بلکہ درویشوں کی ننگ و عار ابو سعید (دہلوی) مجددی النسب والطریقت (اُسکے قصور معاف ہوں، اور ہر چیز کے عوض میں اُسکو خدا ہی ملے) بیان کرتا ہے کہ بعضے اَحباب طریقت جو للہ فی اللہ میری صحبت میں رہتے تھے، اس امر کے درپے ہوئے، کہ جو اسرار اور واردات راہِ سلوک میں آپ

ل اما نسباً فالشیخ ابو سعید قدس سرہ ابن الشیخ صفی القدر وہو ابن الشیخ عزیز القدر وہو ابن الشیخ محمد عیسٰی وہو ابن الشیخ سیف الدین وہو ابن الشیخ محمد معصوم وہو ابن الشیخ احمد سرہندی الملقب بالمجدد للالف الثانی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم، واما طریقۃً فالشیخ ابو سعید اخذ ہا عن الشیخ غلام علی وہو اخذ ہا عن الشیخ میرزا مظہر جانجاناں عن الشیخ السید نور محمد البدایونی عن الشیخ سیف الدین عن الشیخ محمد معصوم عن الشیخ احمد السرہندی رحمہم اللہ تعالےٰ وافاض علینا من برکاتہم آمین یارب العالمین ۱۲ لمصحح سلمہ اللہ تعالےٰ

ل لِکُلِّ شَیٍٔ اِذَا فَارَقْتَہٗ عِوَضٌ ۝ وَلَیْسَ لِلّٰہِ اِنْ فَارَقْتَ مِنْ عِوَضٍ لمصحح سلمہ اللہ تعالےٰ

Marfat.com

شدہ اند، و توجہ مشائخ کرام دریں راہ
کشفاً و وِجداناً دریافتہ، و اذکار و مراقبات
کہ در ہر مقام بعمل آوردہ، برائے ما بنویسں
کہ آنرا سند خود دانستہ موافقِ آں
معمول خود سازیم، حقیر گفت کہ مکتوباتِ
قدسی آیاتِ امام ربّانی مجددِ الفِ ثانی
حضرت شیخ احمد سرہندی و کلام فرزندانِ
آنحضرت کہ بتفصیل تمام از مسائل و
اسرارِ جمیع اقسام مستغنی فرمائے ہر
خاص و عام است، و ہمچنیں با وجودِ
اختصار و ایجاز رسائلِ قطب الاقطاب
حضرت پیر دستگیرِ ما[1] کہ در نصائح و بیانِ
طریقہ تحریر یافتہ برائے طالبان راہِ
یقین کافی اند و بندہ را باایں ہمہ عدم لیاقت
کہ حاصلِ روزگارِ خود دارد، دریں راہ
چیزے نگاشتن تحصیل حاصل است
چونکہ آں مخلصاں را باایں کمترین حسن
ظنے بمیاں بود ہرگز از سوال خود باز
نماندند و گفتند، کہ ہر کسے را بوقت
رخصت از مشائخ خود تبرّکے عنایت

پروارد ہوئے ہیں، اور مشائخ کرام کی توجہ سے
اس راہ میں کشف و وجدان کے ذریعہ آپ نے
معلوم کئے ہیں، اور جو اذکار و مراقبات ہر مقام میں
آپکے عمل میں آئے ہیں، آپ ان سبکو ہمارے
واسطے تحریر فرمائیں، تاکہ ہم لوگ اُنکو اپنی سند سمجھکر
اُنکے موافق اپنا معمول ٹھیرائیں، اس حقیر نے جواباً
کہا، کہ امام ربانی مجدد الفثانی حضرت شیخ احمد سرہندی
کے مکتوبات قدسی آیات اور آپکے فرزندوں کا کلام جو
کہ پوری تفصیل کیساتھ تمام قسموں کے مسائل و
اسرار سے ہر خاص و عام کو استغنا بخشنے والا ہے،
اور نیز ہمارے پیر دستگیر قطب الاقطاب کے رسائل جو کہ
نصائح و بیان طریقت میں معرض تحریر میں آچکے ہیں
باوجود اختصار و ایجاز کے طالباں راہ کیلئے کافی
وافی ہیں، اور بندہ کو باوجود اپنی عدم استعداد کے
اس بارہ میں قلم اُٹھانا محض تحصیل حاصل ہے
اُن مخلصوں کو اس کمترین کے ساتھ چونکہ حسن
عقیدت تھی، لہٰذا اپنے اُسی سوال پر مُصر
رہے، اور کہنے لگے، کہ ہر ایک شخص کو رخصت
کے وقت اپنے بزرگوں سے کچھ نہ کچھ
تبرک عنایت ہوا ہی کرتا ہے، ہم لوگ

[1] یعنی صاحب کمالات سنیہ و مقامات رفیعہ حضرت خواجہ عبداللہ المعروف بشاہ غلام علی نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ تعالے ۱۲ منہم سلمہ اللہ تعالے

Marfat.com

میشود ماکہ باوطانِ خود باز گردیم، ہمیں تحریر بہ ترا تبرکِ خود سازیم، ہرچند از باعثِ عدمِ فرصت بلیت ولعل می پرداختم، لیکن از سوالِ ایشان چارہ نداشتم، چونکہ از اتفاقاتِ زمانہ واردِ بلدۂ لکھنؤ گردیدم، فی الجملہ فرصتے دست داد، لہٰذا باوجود نااہلیِ خود از اجابتِ مسئول چارہ ندیدم، وآنچہ دریں راہ بتوجہ پیرانِ کبار بریں خاکسار ورود یافتہ، اظہارًا للشکر کہ مامور بہ است[1] تحریر نمودہ میشود، لیکن باید دانست کہ آنچہ دریں رسالہ تحریر یافتہ، از وارداتِ وکشوفِ خود کہ از فضلِ الٰہی و توجہِ حضرت پیر دستگیر کہ عنقریب نام نامی آنحضرت ذکر میباید، ایں ذرہ بیمقدار را عنایت گردیدہ، قلمی میگردد، مگر در بعضے جا ہا کہ تفصیلے وتطویلے کردہ ام، از معلومات ومسموعات نیز تحریر یافتہ است، واز تقلید صرف و دریافتِ علمی محض نہ فہمند، وکفیٰ باللہ شہیدًا و

جو اپنے وطن کو واپس جاتے ہیں آپکی اس تحریر ہی کو اپنے لئے تبرک سمجھیں گے ہرچند میں عدم فرصت کے باعث لیت ولعل کرتا مگر اُن کے سوال سے کوئی چارہ نہ دیکھتا، پھر چونکہ اتفاقات زمانہ سے لکھنؤ شہر میں میرا جانا ہوا تو کسیقدر فرصت مل گئی لہٰذا باوجود اپنی عدم لیاقت کے اُنکے سوال کا جواب دینے سے کوئی چارہ نہ دیکھا، اور اس راہ میں پیرانِ کبار کی توجہ سے اس خاکسار پر جو کچھ وارد ہوا ہے، اظہارًا للشکر جو کہ شرعًا مامور بہ ہے، لکھا جاتا ہے، لیکن جاننا چاہیئے کہ اس رسالہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے، وہی واردات وکشوف ہیں، جو خدا کے فضل سے حضرت پیر دستگیر کی توجہ کی طفیل جن کا نام نامی عنقریب مذکور ہوگا، اس ذرہ بیمقدار کو عنایت ہوئے، اگر بعض جگہ جہاں میں نے کچھ تفصیل اور طوالتِ کلام اختیار کی ہے، وہاں اپنے معلومات اور مسموعات بھی درج کر دیئے ہیں، اُنہیں بھی محض تقلید اور صرف علمی دریافت ہی خیال نہ کریں، اور اس پر خدا ہی کافی گواہ ہے، اور وہی مجھ کو بس ہے، اور وہی

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یشکر النّاس لم یشکر اللہ رواہ احمد والترمذی ۱۲ لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

هُوَحَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ، چونکہ عنایتِ اَزَلی شاملِ حال ایں فقیر گردید، بتاریخ ہفتم ماہ محرم الحرام ابتدائے سنہ ۱۲۲۵ بکہزار و دو صد و بست و پنج از ہجرتِ رسالت پناہی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ در حضرتِ دہلی بقدمبوسی حضرتِ قُطْبُ الْاَقْطَابِ غَوْثُ الشَّیْخِ وَالشَّبَابِ مجدّدِ مائۃِ ثَلٰثَۃَ عَشَرَ نائبِ حضرتِ خیر البشر خلیفۂ خدا مروّجِ شریعت مصطفٰے کہ لقب آنحضرت از حضرت خاتمیت عبداللہ است، واسم سامی ایشاں از جناب حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ علی است، اَلْمُشْتَہِرُ فِی الْاٰفَاقِ حضرتِ غلام علی الدہلوی الاحمدی اَفَاضَ اللّٰہُ اِفَاضَتَہٗ عَلٰی مَفَارِقِ الطَّالِبِیْنَ مشرف گردید، نوازش فرمودہ قبولش کردند، و بشغلِ اسم ذات، ونفی واثبات و مراقبۂ احدیّت ومعیت امر فرمودند و توجّہات بر لطائف خمسہ عالم امر نمودند، در چند روز لطائف را جذبات الٰہیہ در رسید وایں لطائف را سیر بطرفِ اصول خود ہا

بہت اچھا کارساز ہے، پھر جب عنایت ازلی اس فقیر کے شامل حال ہوئی، تو محرم الحرام کی ساتویں تاریخ سن بارہ سو پچیس ہجری کو دہلی شریف میں حضرت قطب الاقطاب (غوث پیر و جوان مجدد وقت نائب پیغمبر خلیفہ خدا مروج شریعت عز المشتہر فی الآفاق کہ لقب مبارک اُن کا حضرت خاتمیت سے عبداللہ ہے، اور حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ سے علی ہے، جناب حضرت غلام علی شاہ دہلوی نقشبندی مجددی اللہ تعالیٰ طالبان راہ حق کے سر پر اُن کا سایہ قائم و دائم رکھے) کی قدمبوسی کا شرف مجھ کو حاصل ہوا، آپ نے نہایت مہربانی فرماکر اپنے حلقہ ارادت میں داخل فرمالیا، اور اسم ذات (اللہ) اور نفی و اثبات (لا الٰہ الا اللہ) کے شغل کا اور نیز احدیت و معیت کے مراقبہ کا مجھ کو حکم دیا، اور میرے لطائف پنجگانہ عالم امر پر توجہات فرمائیں، بفضلہ تعالےٰ چندہی روز میں لطائف کو جذبات الٰہیہ نے آ پایا، اور ان لطائف کو اپنے اصول کی جانب سیر حاصل ہوئی، جو کہ فوق العرش ہیں، اور لامکانیت کے ساتھ بھی تعلق رکھتے

Marfat.com

کہ فوقِ عرشِ مجید اند، و بلامکانیت تعلّق دارند، واقع شد، و فنائے جذبہ کہ عبارت از عدمیّت ست، حاصل گردید، و سیرِ دائرہ امکان[1] تمام نمودہ، باصلِ اُصولِ خود کہ در دائرہ ولایتِ صغریٰ است عروج فرمودند، و فنا و بقا در انجا نیز حاصل گشت و انوار و اسرارِ ایں ہر دو دائرہ موافقِ استعدادش فائض گردید فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ، چوں سیرِ ایں دو دائرہ مرقوم گردید، لازم آمد، کہ چیزے تفصیل در بیانِ لطائف عشرہ نمودہ شود

فصل

در بیانِ لطائفِ عشرہ و مشغولیِ آں

بدانکہ حضرتِ امام ربانی اعنی مجدد الف ثانی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ و تابعانِ ایشاں تحقیق فرمودہ اند، کہ انسان مرکّب از دہ[1] لطیفہ است پنج از عالمِ امر و پنج از عالمِ خلق آں پنج کہ از عالمِ امر اند قلب

ہیں، اور فنائے جذبہ یعنی عدمیت بھی حاصل ہوئی، اور دائرہ امکان کی سیر پوری کرکے اپنے اصل الاصول[1] کی طرف جو دائرہ صغریٰ میں ہے، عروج فرمایا، اور فنا و بقا بھی اس جگہ حاصل ہوئی اور ان دونوں دائروں کے انوار اور اسرار بھی حسب حیثیت حاصل ہوئے فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ، چونکہ اس مقام پر ان دو دائروں کی سیر اجمالاً لکھی گئی ہے، لہٰذا ضروری ہوا، کہ یہاں پر لطائف دہ گانہ کے بیان میں کسی قدر تفصیل بھی کیجائے۔

فصل

دس لطیفوں اور انکی مشغولی کے بیان میں

جاننا چاہیے، کہ حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی رضؓ اور آپ کے متبعین کے نزدیک ثابت ہوا ہے، کہ انسان دس[1] لطیفوں سے مرکب ہے، پانچ تو عالم امر سے ہیں، اور پانچ عالم خلق سے، عالم امر کے پانچ یہ ہیں، قلب[1]

[1] بدانکہ تعبیر از مقامات و درجات قرب بکشف صحیح و معاینہ صریح دیدہ اند، بدائرہ مناسب یافتہ اند، کہ آں مقامات بے جہت و بیچوں ست، و دائرہ ہم بے جہت است ۱۲ کہ یعنی دائرہ امکان و دائرہ ولایت صغرای ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالےٰ

و روح و سر و خفی و اخفیٰ است و لطائف عالمِ خلق لطیفہ نفس و عناصر اربع است و عالم امر آنرا گویند، کہ بمجرد امر کن بظہور آمدہ است، و عالم خلق آنرا گویند کہ بتدریج مخلوق گردیدہ، و دائرہ امکان متضمن ایں ہر دو عالم است

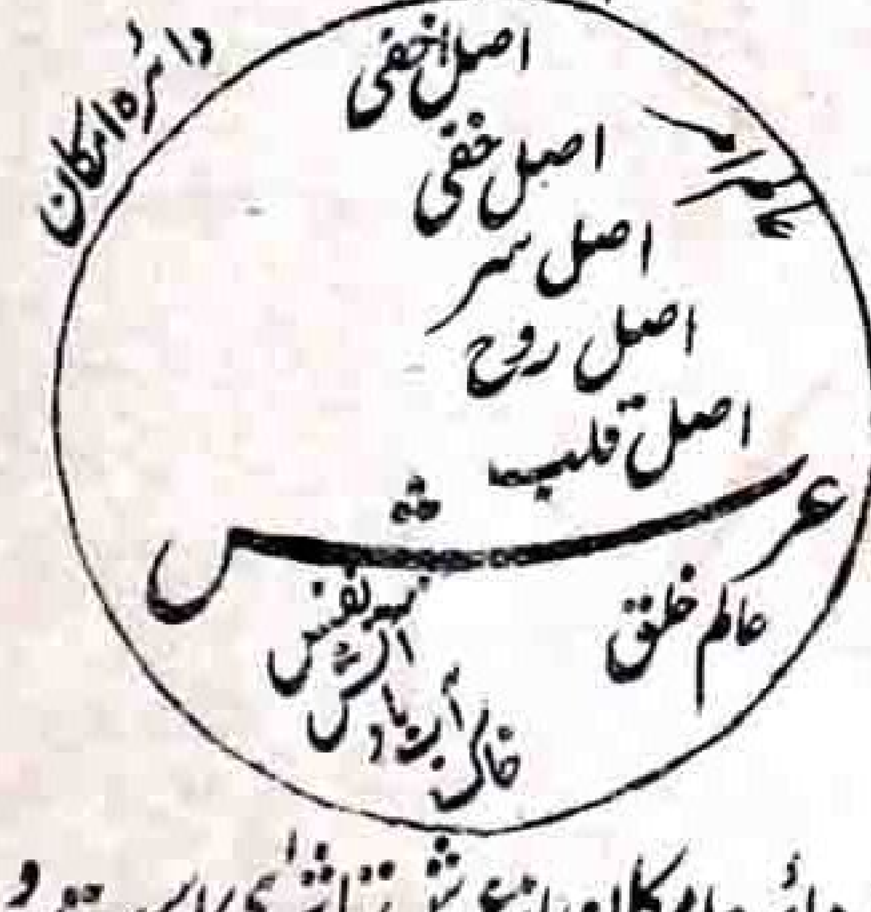

نیمہ دائرہ امکان از عرش تا ثریٰ است و نیمہ آن بالائے عرش است و عالم امر در نیمہ بالا است، و عالم خلق زیر عرش است چونکہ اللہ تعالیٰ ہیکلِ جسمانی انسانی را آفریدہ لطائف عالم امر را بمواضع چند از جسم انسان تعلقے و تعشقے بخشید، قلب را زیر پستانِ چپ بفاصلہ دو انگشت مائل بہ پہلو، و روح را زیر پستان راست بفاصلہ دو انگشت و سر را برابر پستانِ چپ بفاصلہ

روح، سر، خفی، اخفیٰ اور عالم خلق کے پانچ یہ ہیں، نفس اور عناصر اربع (پانی آگ ہوا خاک) عالم امر وہ ہے، جو فقط امر کن سے ظاہر ہوا، اور عالم خلق وہ ہے، جو تبدریج پیدا ہوا، اور دائرہ امکان دونوں پر مشتمل ہے، اُس کا زیریں نصف حصہ عرش سے تحت الثریٰ تک ہے، اور اُسکا بالائی نصف حصہ عرش سے بالا بالا ہے، عالم امر اُس کے بالائی نصف حصہ میں ہے، اور عالم خلق اُس کے نصف حصہ زیریں میں۔ جب اللہ تعالےٰ نے انسانی جسمانی ہیکل (شکل وصورت) کو پیدا فرمایا، تو عالم امر کے لطائف پنجگانہ کو انسان کے جسم کی چند جگہوں کے ساتھ عاشقانہ تعلق بخشا چنانچہ قلب کو بائیں پستان سے دو انگلی نیچے مائل بہ پہلو، اور روح کو دائیں پستان سے دو انگلی نیچے، اور سر کو بائیں پستان کے برابر دو انگلی سینہ کی طرف، اور خفی کو دائیں پستان کے برابر دو انگلی سینہ کی طرف، اور اخفیٰ کو عین وسط سینہ

ك از آب و آتش و باد و خاک ۱۲ ؎ یعنی بایں نہج کہ قلب را الخ ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

دو انگشت بطرفِ سینہ وخفی را برابر
پستانِ راست بفاصلہ دو انگشت بطرف
سینہ واخفی را در وسطِ سینہ تعلق بخشیدہ،
حتّٰی کہ ایں لطائف خود را و اصل خود را
کہ انوارِ مجرّدہ بودند، فراموش ساختہ بایں
پیکرِ جسمانی ظلمانی در ساختند، وتعشقِ خود
را بایں ظلمت کدہ در باختند، عارف رومی قدس سرہٗ
میفرماید، (وظلمانی گردیدند ۱۲)

مثنوی

پایہ آخر آدم ست و آدمی
گشت محروم از مقامِ محرمی
گر نگردد باز مسکین زین سفر
نیست از وے ہیچکس محروم تر

چوں عنایت بیغایت حضرتِ حق سبحانہ
شاملِ حال بندہ میشود، او را بخدمتِ
دوستے از دوستانِ خود میرساند، آں
بزرگ او را بریاضات و مجاہدات امر
فرمودہ، تزکیہ وتصفیہ باطنش میفرماید و
بکثرتِ اذکار و افکار لطائفش را بسوئے

میں عشقی تعلق عطا فرمایا، اس تعلق نے اس
حد تک ترقی کی، کہ ان لطائف نے اپنے
آپ اور اپنے اصول کو جو کہ انوار ہی انوار
ہیں، فراموش کر کے اس جسمانی ظلمانی پتلے
کے ساتھ موافقت کر لی، اور اپنا پورا تعشق
اسی تاریک محل میں صرف کر دیا، عارف
رومی قدس سرہٗ فرماتے ہیں،

مثنوی

پایۂ آخر آدم است الخ ترجمہ انسان[1] (غیر کامل)
بہت ہی ادنیٰ رتبہ میں ہے، اور انسان ہی
رازدانی اور رازداری کے مقام سے محروم
ہے، یہ بیچارہ مسکین اگر اس سفر سے (وطن
اصلی کی طرف) پھر کر نہ آئے، تو اس سے
بڑھکر کون محروم ہو سکتا ہے جب حضرت حق
سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت بے غایت کسی بندہ کے
شاملِ حال ہو جاتی ہے، تو اسکو اپنے دوستوں میں
سے کسی ایک دوست کی خدمت میں پہنچا دیتے ہیں، پھر وہ
بزرگ اُسکو (اس کے مناسبِ حال) ریاضتوں اور مجاہدوں
کا حکم فرما کر اُسکے باطن کا تزکیہ وتصفیہ فرماتے ہیں کہ

[1] سب سے آخر رتبہ ہے انسان کا — اس لئے محروم ہی یہ رہ گیا
گر نہ لوٹے اس سفر سے یہ گدا — ہے پھر اس کے حال پر واحسرتا
رتبۂ انسان ہے سب سے اخیر — اس لئے محروم تر ہے یہ فقیر

Marfat.com

اُصول خود متوجہ میگردانند چونکہ ہمّتِ طُلّاب در ینوقت قاصر اُفتاد، پیرانِ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہم اوّلاً طالب را بطریق ذکر امر میفرمایند، و بجائے ریاضات ومجاہدات شاقہ بتوسّط در عبادات واعمال حکم می نمایند، و حدّ اعتدال را در جمیع اوقات و احوال مرعی میدارند، و توجہات خود را کہ چند اربعین برابر یکے ازاں نمیتواند شد، ہر روز بطریق سبق درحق طالب بکار مے برند

بیت

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر شمس دین
سخرہ کند بردہ[1] وطعنہ زند بر چلہ

وطالبان را باتباع سنت واجتناب از بدعت امر مے فرمایند و حتّی الامکان عمل برخصت درحق او تجویز نمی نمایند[2] لہٰذا ذکر خفی را در طریقہ خود اختیار فرمودہ اند، کہ در حدیث شریف[3] ہفتاد درجہ فضل آن بر ذکر جہر ثابت است، و

اور کثرت اذکار وافکار کے ذریعہ اُس کے لطائف کو اُنکے (فراموش شدہ) اصول کی جانب متوجہ کردیتے ہیں، موجودہ زمانہ میں چونکہ طالبوں کی ہمتیں بہت ہی قاصر ہوگئی ہیں، لہٰذا مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اول اول ہی مرید کو طریق ذکر کا امر فرماتے ہیں، اور بجائے مشکل ریاضتوں اور مجاہدوں کے عبادات اور اعمال میں میانہ روی کا حکم کرتے ہیں، اور حد اعتدال کا تمام اوقات اور احوال میں خیال رکھتے ہیں، اور اپنی توجہات کو جو کئی چلہ کشیاں اُن میں سے کسی ایک کے برابر نہیں ہوسکتیں، ہر روزہ سبق کے طور پر مرید کے حق میں استعمال کرتے رہتے ہیں، بیت آنکہ بہ تبریز یافت الخ ترجمہ جس شخص پر کہ شمس الدین تبریزی کی ایک نظر بھی پڑگئی، وہ تو دہ روزہ گوشہ نشینی اور چلہ کشی پر تمسخر اُڑاتا اور طعنہ زنی کرتا ہے، (اور مشائخ نقشبندیہ) اپنے مریدوں کو سنت کی اتباع اور بدعت سے پرہیز کرنے کا امر فرماتے ہیں، اور حتی المقدور اُنکے حق میں رخصت پر عمل کرنا تجویز نہیں کرتے، اسی واسطے اُنہوں نے ذکر خفی

[1] قولہ بردہ یعنی خلوت دہ شبانہ روزہ و قولہ چلہ یعنی خلوت چہل شبانروزہ ۱۲ [2] بلکہ امر بعزیمت مے فرمایند ۱۲
[3] فقد اخرج ابو یعلی الموصلی فی مسندہٖ عن عائشہ رض قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لعمہم سلمہ اللہ تعالے

Marfat.com

دریں طریقہ سہ اشغال معمول ست ،

شغلِ اول ذکر ست ، اسم ذات باشد ، و یا نفی و اثبات اوّلاً طالب را بذکر اسم ذات امر میفرمایند طریقش آنست کہ طالب را باید ، کہ اول قلب خود را از جمیع خطرات و حدیثِ النفس نہی کند و اندیشہ گذشتہ و آیندہ را از قلبِ خود نفی فرماید و برائے رفع خواطر التجا و تضرع بجنابِ حضرت حق سُبحانہٗ نماید ، و تصور صورت بزرگے کہ از و تلقینِ ذکر یافتہ ، مقابل دل یا دردن دل نگاہداشتن برائے رفع خواطر اثرے تمام دارد ، و ہمیں تصور صورت شیخ را ذکر رابطہ میگویند بعد ازاں مشغول بذکر شود ، لیکن وقوفِ قلبی را رعایت فرماید (یعنی بعد رفع خواطر و حدیث نفس ۱۲) ، کہ ذکر تنہا بے نگاہداشت خواطر و بے وقوف قلبی فائدہ

ہی کو اختیار کر رکھا ہے ، کہ حدیث شریف سے ذکر جہر پر ستر (۷۰) درجہ اُس کی فضیلت ثابت ہے ، اور اس طریقہ (نقشبندیہ) میں تین اشغال معمول بہا ہیں ، پہلا شغل ذکر ہے ، اسم ذات (اَللّٰہ) ہو ، یا نفی اثبات ، اول اول مرید کو اسم ذات کے ذکر کی تلقین فرماتے ہیں ، اُس کا طریقہ یہ ہے ، کہ طالب (مرید) کو چاہیے ، کہ پہلے اپنے دل کو تمام خطرات اور حدیث نفس (خیالی کلام کا سلسلہ) سے پاک و صاف کرے ، اور گذشتہ اور آیندہ کے اندیشہ کو بھی دل سے نکال ڈالے ، اور خطرات و خیالات دور کرنیکیلئے جناب الٰہی میں خوب تضرع و زاری کرے ، اور انکے دور کرنیکے لیے اُس بزرگ کی صورت کا تصور و خیال جس سے اسنے وہ ذکر حاصل کیا ہے ، دل کے مقابل یا دل کے اندر محفوظ رکھنا پورا پورا اثر رکھتا ہے ، اور اسی تصور صورت شیخ کو ذکر رابطہ بھی کہتے ہیں ، خطرات و حدیث نفس سے دلکو پاک کرنیکے بعد اب ہمہ تن ذکر قلبی

فائدہ اشغال سہ گانہ

نفس

رابطہ و تصور صورت شیخ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) یفضل الذکر الخفی الذی لا یسمعہ الحفظۃ سبعون ضعفا - اذا کان یوم القیمۃ جمع اللّٰہ الخلائق لحسابھم وجاءت الحفظۃ بما حفظوا و کتبوا قال لھم انظروا ھل بقی لہ من شئ فیقولون ما ترکنا شیئًا مما علمناہ وحفظناہ الا وقد احصیناہ وکتبناہ فیقول اللّٰہ ان لک عندی حسنا لا تعلمہ وانا اجزیک بہ وھو الذکر الخفی - ذکرہ السیوطی فی البدور السافرۃ فی احوال الاخرۃ ۱۲ مرقاۃ ۱۲ از حواشی حصن حصین خبرری لمصحہ سلمہ اللّٰہ تعالیٰ -

Marfat.com

نمی بخشد، و داخلِ حدیث النفس ست

امام الطریقہ حضرتِ شاہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقوفِ عددی را چنداں لازم نمی شمردند، و وقوفِ قلبی را از شرائط و واجبات میفرمودند، و وقوفِ قلبی عبارت است، از توجہ طالب بسوئے دل خود و توجہ دل بسوے ذاتِ الٰہی کہ مسمّٰی اسم مبارک اللہ است، پس باین ذکر و باین نگاہداشت خواطر و باین وقوفِ قلبی مشغول باید شد، تاکہ حرکتِ ذکر از دل بسمعِ خیال برسد، باز از لطیفۂ روح ہمچنیں ذکر نماید باز از لطیفہ سر باز از لطیفہ خفی باز از لطیفہ اخفیٰ باز از لطیفۂ نفس کہ محل آں در وسطِ پیشانی ست، ذکر نماید، باز از تمام بدن کہ آنرا لطیفۂ قالبیہ میخوانند، اینقدر ذکر نماید، کہ از ہر رگ و پے[1] و از ہر بن موئے آوازِ ذکر بسمعِ خیال برسد و این ذکر را در طریقہ سلطان الاذکار گویند، باز ذکر نفی و اثبات طالب را تلقین میفرمایند، طریقش آنست کہ نفس را از زیر ناف حبس نمودہ، لفظ لا را

سلطان الاذکار

میں مشغول ہو، لیکن وقوفِ قلبی کی رعایت نہایت ضروری امر ہے، کیونکہ ذکر تنہا اس کے بغیر کچھ فائدہ نہیں کرتا، بلکہ ایسا ذکر تو حدیثِ نفس ہی میں داخل ہے

امام الطریقہ حضرت شاہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقوفِ عددی کو تو چنداں ضروری نہیں سمجھتے، اور وقوفِ قلبی کو تو منجملہ شرائط و واجبات کے شمار فرماتے ہیں، اور وقوفِ قلبی دو چیز کے مجموعہ کا نام ہے، طالب کی توجہ اپنے دل کیطرف اور اسکے دل کی توجہ ذاتِ الٰہی کیطرف جو اسم مبارک اللہ کا مسمّٰی و مصداق ہے، پھر اس قلبی ذکر اور نگہداشت خطرات اور وقوفِ قلبی کیساتھ اس حد تک مشغول رہنا چاہیے، کہ دل کے ذکر کی حرکت خیال کے کانوں تک جا پہنچے پھر اسیطرح لطیفہ روح سے ذکر کرے پھر لطیفہ سر سے، پھر لطیفہ خفی سے پھر لطیفہ اخفیٰ سے پھر لطیفہ نفس سے، جسکا مقام وسط پیشانی ہے، ذکر کرتا رہے، پھر تمام بدن سے جسکو لطیفہ قالبیہ کہتے ہیں اسقدر ذکر کرے، کہ ہر رگ و ریشہ اور بال بال سے ذکر کی آواز سمع خیال کو سنائی دینے لگے، اور آخر الذکر ذکر کو سلطان الاذکار کہتے ہیں، حضرات نقشبندیہ اسکے بعد مرید کو نفی و اثبات کا ذکر تلقین فرماتے ہیں اسکا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر اپنا دم ناف کے تلے بند

[1] بالفتح عصب ہندی پٹھا ۱۲

از ناف برداشتہ تا پیشانی رساند و الله را
از انجا بکتفِ راست آورده الّا الله را بر
قلب ضرب نماید، بطوریکہ گذرِ آں بر ہمہ
لطائف افتد، و اثرِ ذکر بہمہ جوارح و
اعضا برسد، و ایں ذکر را دریں طریقہ بحرکتِ
اعضا و جوارح میکنند، و اگر حبس نفس
چیزے ضرر نماید بے حبس ذکر بکنند، کہ
حبس شرط نیست، و معنی کلمہ را ملحوظ دارند
کہ نیست ہیچ مقصودِ من بجز ذاتِ پاک حق
بعد از چند بار ذکرِ ایں الفاظ در دل بگذارند
کہ خداوندا مقصودِ من توئی و رضائے تو
محبت و معرفتِ خود دِہ و ایں را بازگشت
گویند، لیکن چوں حصرِ نفس نماید، پس باید
کہ نفس را بر عددِ طاق بگذارد، لہٰذا ایں
ذکر را وقوفِ عددی گویند، کہ سالک
واقفِ عدد میباشد، وقتیکہ نفس را فرو
میگذارد باید کہ لفظ محمد رسول الله صلی
الله علیہ و آلہٖ وسلّم ضم نماید و باید کہ
در ہر حال چہ نشستہ و چہ برخاستہ، و چہ
وقت خوردن و آشامیدن ہر وقت و
ہر آن مشغول بذکر نگاہداشتِ خواطر و

کرے لفظ لا کو ناف سے اُٹھا کر پیشانی تک لیجائے
اور لفظ الله کو وہاں سے دائیں کندھے تک پہنچا کر
لفظ الّا الله کی ضرب دل پر اس طرح لگائے، کہ
تمام لطائف پر جا لگے، اور اُس کا اثر تمام جوارح و
اعضا تک جا پہنچے، اور یہ ذکر اس طریقہ میں بدن کے
اجزا اور اعضا کی حرکت کے بغیر ہی کرتے ہیں، اور اگر
دم بند کرنا کچھہ نقصان دے، تو اُس کے بغیر ہی ذکر
کرے، کیونکہ وہ ذکر کی شرط نہیں ہے، اور ذکر میں کلمہ
شریف کے یہ معنی ملحوظ رکھتے ہیں، کہ اخدا تعالےٰ کی ذات
پاک کے سوائے میرا کچھہ بھی مقصود نہیں) کئی بار ذکر
کرنیکے بعد یہ الفاظ بھی دل کے اندر خیال کرتے
رہتے ہیں، کہ (اے خدا تو ہی اور تیری ہی رضا میرا
مقصود ہے، مجکو اپنی محبت اور معرفت عطا فرما) اور
اپنی اصطلاح میں اس کو بازگشت کہتے ہیں، لیکن یہ
بھی معلوم رہے، کہ حبس دم کیصورت میں طاق عدد پر اپنا دم
چھوڑا کرے، اسیواسطے اس ذکر کو وقوف عددی سے
تعبیر کرتے ہیں، کیونکہ سالک ذکر کے عدد و شمار سے واقفکار
اور آگاہ رہتا ہے، یہ بھی جاننا چاہیے، کہ جب دم چھوڑے
تو لفظ محمد رسول الله صلی الله علیہ وسلم اس
کے ساتھ ملالیا کرے، اور لازم ہے، کہ ہر حال میں
اُٹھتے، بیٹھتے، کھاتے، پیتے ہر وقت و ہر لحظہ

بازگشت
وقوف عددی

Marfat.com

وقوفِ قلبی باشد، تاکہ باطن را تصفیہ حاصل
آید، و دل را توجہے و حضورے بطرفِ
حق سُبحانہٗ پیدا شود، علامتِ تصفیہ
اہل کشف را ظاہر شدنِ انوار است و ہر
لطیفہ را نورِ علیحدہ مقرر فرمودہ اند، نور
قلب زرد و نور روح سرخ و نور سر[2] سفید
و نور خفی سیاہ و نور اخفی سبز و این انوار
را اول بیرون باطن خود مشاہدہ میکنند
و ہمیں را سیر آفاقی میگویند، بعد ازاں
انوار را درونِ باطن خود احساس میکنند
و این را سیرِ[1] انفسی میفرمایند، از زبان
مبارک حضرت پیر دستگیر خود شنیدہ ام
کہ سیر آفاقی تا زیر عرش ست، و سیرِ انفسی
از عرش بالا است، یعنی وقتیکہ لطائف از
قالب برآمدہ باصول خود عروج می نمایند
تا وقتیکہ بعرش برسند سیرِ آفاقی ست و چوں
فوق عرش ایشانرا جذبے و عروجے پیدا
شود سیرِ انفسی شروع میشود تخصیص کشف

ذکر و نگہداشت و وقوف قلبی کا شغل رکھے، تاکہ
تصفیہ باطن حاصل ہو، اور حق سبحانہٗ کیطرف دل توجہ
اور حضور پیدا ہو جائے، تصفیہ باطن کی علامت
اہل کشف کے نزدیک تو لطائف کے انوار کا ظاہر
ہونا ہے، اور انکا طالب کے مشاہدہ میں آتا ہے،
اور مشائخ کرام نے ہر لطیفہ کا نور جدا جدا بیان فرمایا
اور مقرر کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں، کہ قلب کا نور زرد ہے
اور روح کا نور سرخ اور سر کا نور سفید اور خفی کا سیاہ،
اور اخفی کا نور سبز، طالب ان انوار کو پہلے اپنے باہر
مشاہدہ کرتا ہے، اور اسکو سیر آفاقی کہتے ہیں، اور پھر
ان انوار کو اپنے باطن میں احساس کرتا ہے، اور اسکو
سیر انفسی کہتے ہیں، حضرت پیر دستگیر کی زبان مبارک
سے میں نے خود سنا ہے، کہ سیر آفاقی عرش کے نیچے
ہی نیچے تک ہے اور سیر انفسی عرش سے اوپر ہی
اوپر ہے، یعنے لطائف مذکورہ قالب سے نکلکر جب اپنے
اصول کیجانب عروج کرتے اور متوجہ ہوتے ہیں تو
انکا عرش تک پہونچنا سیر آفاقی ہے، اور پھر جب
عرش سے اوپر انکو جذب و عروج حاصل ہوتا ہے،

[1] قال اللہ سنریہم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسہم الخ ۱۲ [2] و ہر لون کہ غیر ازیں الوان بنظر در آید بداند کہ آمیزش از یکدیگر است، بدانکہ بیان ولایت ہر لطیفہ و فنا، آن اندریں رسالہ عنقریب مذکور خواہد شد، منتظر باید بود ۱۲ لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

Marfat.com

دارد، دیدن انوار و سیر خود را دریافت نمایند
وصاحب کشف عیانی دریں زمانہ بسبب
مفقود شدن اکل حلال کم ست و اکثرے
طلاب دریں وقت صاحب کشف وجدانی
میباشند، وایں وجدان ہم نحوے از
کشف است، و فرق درمیانِ کشف
عیانی و کشف وجدانی آنست، کہ صاحبِ
کشف عیانی عیاناً می بیند، کہ از مقامے
بمقامے سیر مینماید، وصاحب وجدان اگرچہ
عیاناً نمی بیند، اما تبدّلِ احوال و تغیرِ واردات
را بادراکِ خود دریافت میکنند، چنانچہ ہوا
بنظر نمی آید لیکن در ادراک محسوس میشود
واگر کسے بادراکِ وجدانی ہم حالات خود
را دریافت نکند، بشارت مقامات اورا
دادن طریقہ را بدنام کردن ست **شغل**
دوم مراقبہ است و مراقبہ عبارت از انتظار
فیض ست از مبدءِ فیاض و لحاظ وارد
شدن آں فیض بر مورد خود یعنی فیضیکہ از
حضرت حق وارد میشود، بر لطیفہ از لطائف
سالک آں لطیفہ را مورد فیض میگویند لہذا
در ہر مقام مراقبہ از مراقبات معین فرمودہ

تو وہاں سے سیر النفسی شروع ہوجاتا ہے صاحب کشف
تو انوار کا مشاہدہ اور اپنی سیر خود آپ ہی دریافت کرتا
جاتا ہے، مگر موجودہ زمانہ میں اکل حلال مفقود ہونیکے
باعث صاحب کشف عیانی تو بہت ہی کم پائے جاتے
ہیں فی زمانہ اکثر طلاب صاحب کشف وجدانی ہی ہوا
کرتے ہیں، اور وجدان بھی ایک نوع کا کشف ہے اور ان
دونوں یعنی کشف عیانی اور کشف وجدانی میں فرق یہ
ہے، کہ صاحب کشف عیانی عیاناً وظاہراً دیکھتا جاتا ہے
کہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی جانب سیر نقل و حرکت کرتا جارہا ہے
اور صاحبِ وجدان گو ظاہراً تو اپنی سیر و نقل و حرکت کا مشاہدہ
نہیں کرسکتا، مگر اپنے حالات و واردات کے تغیر و تبدل کو
اپنے ادراک کیساتھ دریافت کرتا جاتا ہے، جیسے ہوا جو
بظاہر تو دکھائی نہیں دیتی، لیکن قوت ادراکیہ تو اسے بتوسط
لامسہ بڑے زور سے محسوس کرتی ہے، اور جو شخص اپنے
حالات ادراک وجدانی کیساتھ بھی دریافت نہیں کرسکتا
اسکو مقامات کی بشارت دینا اور خوشخبری سنانا گویا طریقہ
فقراء کو بدنام کرنا اور اسکی نسبت بدگمانی پھیلانا ہے،
دوسرا شغل مراقبہ ہے، اور مراقبہ مبدأ فیاض اللہ
تعالیٰ سے فیض کے انتظار کرنے اور اپنے مورد پر
اس فیض کے وارد ہونیکا خیال رکھنے کو کہتے ہیں، جو فیض
کہ حضرت حق سبحانہ کیطرف سے سالک کے لطائف میں

Marfat.com

اند، در دائرہ امکان **مراقبہ احدیت**
وآن عبارت ست، از مراقبہ ذاتیکہ جامع
جمیع صفاتِ کمال ست، ومنزہ است
از جمیع نقصانات کہ مسمّیٰ اسم مُبارک
اَللہ است، ولحاظ مینمایند کہ فیض ازاں
ذات بر لطیفہ قلب وارد میشود، وایں
مُراقبات راگاہے بے ذکر ہم مے
کنند، وذکر بے مراقبہ مفید نیست،

شغل سوم ذکر رابطہ است

وآن عبارت از نگاہداشتن صورت
شیخ است، در نظر کہ خود یا درونِ دلِ
خود یا صورت خود را صورتِ شیخ تصوّر
مینماید، وچوں رابطہ غالب مے آید در
ہر چیزے صورت شیخ بنظر مے در آید
ایں را فنا فی الشیخ میگویند، وایں احوال
بریں تباہ حال، نیز در ابتدا ورود یافتہ
بود، کہ از عرش تا ثریٰ صورت حضرت
شیخ خود محیط مے یافتم، و جمیع حرکات
وسکنات خود را حرکات وسکناتِ آنحضرت
مے دیدم

بیت

درودیوار چوں آئینہ شد از کثرتِ شوق

کسی لطیفہ پر وارد ہوتا ہی، اُس لطیفہ کو اسکا مورد فیض کہتے
ہیں اسیواسطے مشائخ کرام نے مراقبات میں سے ہر ایک مقام کے
مناسب ایک ایک مراقبہ فرمادیا ہے، چنانچہ دائرہ امکان میں مراقبہ
احدیت کا امر کیا ہے اور مراقبہ احدیت اُس ذات عالیہ کے مراقبہ
کا نام ہے جو کہ تمام صفات کمالیہ کی جامع اور ہر ایک عیب و
نقصان سے منزہ وپاک اور اسم مبارک اللہ کا مسمّیٰ مصداق ہے، اور اس مراقبہ
میں اس امر کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ اُس ذات پاک کا فیض لطیفہ قلب پر
وارد ہو رہا ہے، اور ان مراقبات کو کبھی کبھی بغیر ذکر کے استعمال
کرتے ہیں اور خالی ذکر بغیر مراقبہ کے مفید نہیں تیسرا شغل ذکر
رابطہ ہے، اور اسکی کئی صورتیں ہیں (۱) اپنے شیخ وپیر کی
صورت وشکل کو اپنے ذہن میں نگہ رکھنا (۲) اُسکی شکل وصورت
کو اپنے دلکے اندر محفوظ رکھنا (۳) اپنی صورتکو شیخ کی صورت
خیال کرنا، اور رابطہ جب مرید پر غلبہ کرتا ہے، تو ہر چیز میں
اُس کو اپنے شیخ کی صورت نظر آتی ہے، اور اس حالت
کا نام فنا فی الشیخ ہے، معلوم رہے کہ یہ تمام احوال اس
خراب حال حضرت مصنف پر بھی شروع شروع میں وارد
ہوئے تھے حتیٰ کہ عرش سے لیکر فرش تک اپنے حضرت
شیخ کی صورت کو محیط پاتا، اور اپنے حرکات وسکنات کو اپنے
حضرت شیخ کے حرکات سکنات دیکھتا، بیت ہر در و
دیوار چوں الخ ترجمہ، ہر در ودیوار مارے شوق
کے آئینہ سا ہو گئے، اب جدہر دیکھتا ہوں اُدہر

Marfat.com

ہر کجا مے نگرم روئے ترا مے بینم

بباید دانست، کہ طریقۂ رابطہ اقربِ طُرق ست، و منشأ ظہور عجائب و غرائب ست حضرتِ ایشاں عُروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہُ فرمودہ اند، کہ ذِکر تنہا بے رابطہ و بے فنا فی الشیخ مُوصل نیست، و رابطہ تنہا برعایت آدابِ صحبت کافی است،

فصل

دربیان سیر و سلوک ارباب قلوب

کہ در دائرہ ولایت صُغریٰ میشود، معمول حضرت پیر دستگیر و خُلفائے ایشاں چناں ست کہ اول توجہ برائے اِلقائے ذکر در لطائف طالب میفرمایند، و طریق توجہ کردن ایں ست، کہ قلب خود را مقابل قلبِ طالب داشتہ، التجا بجنابِ الٰہی نمودہ، استمداد از مشائخ کرام فرمودہ، کہ انوارِ ذکر کہ در قلبِ من از جنابِ پیران کبار رسیدہ است، در در قلبِ ایں طالب درآید، و توجہے و ہمتے بسوئے قلبِ او فرمایند، از عنایت الٰہی

تو ہی تو ہے، جاننا چاہیے، کہ رابطہ کا راستہ اور تمام راستوں کی نسبت بہت ہی نزدیک راستہ ہے، علاوہ براں عجائب و غرائب کے ظہور کا منشاء اور ذریعہ بھی ہے، حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے، کہ خالی ذکر بغیر رابطہ اور بغیر فنا فی الشیخ کے منزل مقصود تک پہنچا نہیں سکتا، اور خالی رابطہ صحبت کے آداب کی رعایت کیساتھ کفایت کرسکتا ہے،

فصل

ارباب قلوب کے سیر و سلوک کے بیان میں

جو ولایت صغریٰ کے دائرہ میں واقع ہوتا ہے حضرت پیر دستگیر اور آپکے خلفاء کا معمول یہ ہے، کہ اوّل اوّل طالب کے لطائف میں ذکر ڈالنے کیلئے توجہ فرماتے ہیں، اور توجہ دینے کا اُن کے ہاں طریقہ یہ ہے کہ شیخ اپنے قلب کو مرید کے قلب کے مقابل کرکے جناب الٰہی سے توسل حضرات مشائخ کرام یوں عرض کرے، کہ خداوندا جو انوار ذکر پیران کبار سے مجھکو حاصل ہوئے ہیں، اور میرا دل اُنسے منور ہو چکا ہے، تو اس طالب کے دل میں ڈالدے، اور اُنسے اسکے دلکو منور فرمادے پھر اپنی توجہ و ہمت بڑے زور سے طالب کے قلب

Marfat.com

درچند توجّہ حرکتِ ذکر در قلبِ او پیدا آید وہمچنیں روحِ خود را مقابلِ روحِ او داشتہ توجہ کند، کہ نورِ ذکر کہ در لطیفۂ روحِ من از ارواحِ پیراں رسیدہ است، در روحِ طالب اِلقا میکنم، وہمچنیں بر دیگر لطائف او کہ سِر وخفی واخفیٰ ولطیفۂ نفس وقالب اوست، متوجّہ شدہ اِلقای ذکر فرماید، چوں اِجرائے ذکر در ہمہ لطائف طالب شد، ذکرِ نفی واِثبات او را تلقین فرمودہ، توجّہ برائے اِلقائے نسبت جمعیت وحضور فرماید کہ جمعیت عبارت از بیخطرگی یا کم خطرگیِ قلب است، وحضور عبارت از پیدا شدنِ توجُّہ است، در قلب بسوئے حضرتِ حقّ سُبحانَہٗ وچوں جمعیت وحضور در قلب طالب پیدا شد، پس قلب طالب را از ہمتِ خود بسوئے فوق جذب فرماید واکثرے را دیدہ ام، کہ اول جذب را اِدراک مینمایند و وقتیکہ لطیفہ از قالب برآید نسبت حضور را اِدراک مینمایند، و وقتیکہ لطیفہ از قالب برآید نسبتِ حضور را اِدراک میکنند، ہمیں طریق برائے

تعریف جمعیت و حضور

کیطرف مصروف رکھے، حق سُبحانَہٗ سے امید قوی ہے، کہ چند ہی بار کی توجہ سے اُس کے قلب کے اندر ذکر کی حرکت پیدا ہو جائیگی، پھر اسیطرح اپنی روح کو اسکی روح کے مقابل رکھکر توجہ کرے اور خیال میں لاوے، کہ پیراں عظام کے ارواح شریفہ سے جو نورِ ذکر میرے لطیفہ روح میں پہنچا ہے میں اُسکو اس طالب کے روح میں اِلقا کرتا ہوں، اور اسی طرح اُس کے دوسرے لطائف (سِرّ وخفی واخفیٰ ولطیفہ نفس وقالب) پر متوجہ ہو کر ذکر اِلقا کرے، پھر طالب کے تمام لطائف میں ذکر جاری ہونیکے بعد نفی واثبات کا ذکر تلقین فرما کر جمعیت وحضور کی نسبت اِلقا کرے، دل کے بیخطرہ یا کم خطرہ ہونیکو جمعیت کہتے ہیں اور حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ کیطرف طالب کے دل میں توجہ پیدا ہونیکو حضور کہتے ہیں، اور جب طالب کے قلب میں حضور وجمعیت پیدا ہو جائے، تو شیخ مرید کے قلب کو اپنی ہمت اور توجہ سے فوق (اوپر) کی طرف جذب فرمائے (کھینچ لیجائے) میں نے (مصنفؒ) اکثر طُلّاب کو دیکھا ہے، کہ اول جذب کا اِدراک کرتے ہیں، اور جب لطیفہ قالب سے برآمد ہوتا ہے، تب نسبتِ حضور دریافت کرتے ہیں، شیخ کو لازم ہے، کہ اسی طرح جس مقام کے فیض کے واسطے توجہ کرے پہلے

Marfat.com

فیضِ ہر مقامے کہ توجہ کند، خود را مُنصبغ [رنگین ۱۲]
برنگِ آنمقام ساختہ، فیضِ آنمقام را در
باطنِ طالب اِلقا فرماید، و مَوْرِدِ آں فیض
را نیز ملحوظ دارد، بدانکہ دلِ آدمی بسببِ
کثرتِ علائق و عوائق مثلِ انگشت[لہ] سیاہ
و بے نور شدہ است [بازدارندہ ۱۲]، و خود را و اَصلِ خود
را فراموش ساختہ، چوں در صحبتِ مرشدِ
کامل طالبِ صادق می آید، شیخ او را توجّہ
دادہ، طریقِ ذکر تلقین میفرماید، و توجّہِ خود
در حقِ او بکار می برد، از برکتِ توجّہ نورِ
ذکر در قلبِ او پیدا مے میشود، و آں انگشتِ
سیاہ روشن شدن میگیرد و چوں از نورِ ذکر
تمام قلب منوّر شد، شعلہ از قلبِ او بلند
میشود وایں را در طریقہ مظہریہ فتحِ باب
مے نامند، و اوّل بشارتے کہ بطالب
عطا مے فرمایند، بشارتِ فتحِ باب ست
در یں وقت قلب کہ از اَصلِ خود غافل و
ذاہل شدہ بود، باز اصلِ او بیادش مے
آید، و بطرفِ فوق متوجہ مے میشود، و در چند
آں شعلۂ نور کہ بلند شدن گرفتہ بود، از [اصل نسخہ ۱۲]

اپنے تئیں اُس مقام کے فیض کے رنگ سے
رنگین کرکے اُس مقام کا فیض طالب کے باطن
میں اِلقا کرے، علاوہ براں اُس فیض کے مَوْرِد کو
بھی ملحوظ رکھے، ف جاننا چاہیئے، کہ انسان کا دل
اصل فطرت میں روشن و منوّر پیدا ہوا ہے، مگر عام طور
پر کثرت تعلقات و موانع کے باعث کوئلہ کی مانند
سیاہ و بے نور ہوگیا ہے، اسی وجہ سے وہ اپنے
آپ اور اپنی اصل کو فراموش کر بیٹھا ہے، ولیکن جب
وہ طالب صادق بنکر اور حسن عقیدت و ارادت اپنے
ہمراہ لیکر کسی کامل شیخ و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو جائے
تو وہ مرشد اُسکی طرف متوجہ ہوکر اُسکو ذکر کی تلقین اور اپنی
توجہات اُسکے حق میں مصروف رکھتا ہے، تو اُسکی توجہات
کی برکت سے ذکر کا نور اُسکے قلب میں پیدا ہو جاتا ہے
اور وہ سیاہ کوئلہ اب دہکنے لگتا ہے، اور جب ذکر کے
نور سے اُسکا تمام دل منور ہو جاتا ہے، تو اُس کے دل سے ایک
نور کا شعلہ اُٹھتا ہے، اُسکو طریقہ مظہریہ میں فتح الباب
کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اور اول اول جو بشارت
کہ طالب کو عطا فرماتے ہیں، وہ یہی فتح الباب کی بشارت ہے
اسوقت قلب کو اپنی فراموش شدہ اصل پھر یاد آتی ہے،
اور اپنے فوق کیجانب متوجہ ہوتا ہے، اور تھوڑے ہی عرصہ

فتح الباب

لہ انگشت بالفتح و کاف فارسی مکسور چوب سوختہ کہ سر دشدہ سیاہ گشتہ باشد ۱۲ مصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

برآمدن لطیفہ از قالب

قالب مے برآید، وہمیں معنی ست، آنکہ
میگویند، لطیفہ از قالب برآمد، ہمچنیں آہستہ
آہستہ بطرفِ اصل خود کہ فوق العرش ست
سیر میفرماید، وبیُمنِ برکت صحبتِ شیخ
جذبات قَوِیّہ لطائفِ طالب را فرو میگیرد
وسرعت و بُطوءِ سیر آنچہ من فہمیدہ ام
موقوف بر کثرت وقلتِ توجّہاتِ شیخ
ست، اگر کثرتِ توجّہات درحقِ طالب
بکار می برد، سیرِ طالب سریع میشود، واگر
توجّہاتِ شیخ قلیل ست، سیر نیز ہماں قدر
خواہد بود، واستعداد طُلّاب مختلف افتادہ
بعضے استعداد خوب دارند، کہ در اندکِ
توجّہ مانند ہوائے آتشین بطرف بالا می
پرند، کہ بسرعت سیرا نہا نظر ہر کس کار نمیکند
وبعضیکہ بطئ الاستعداد ہستند، افتاں و
خیزاں بمنزلِ مقصود میرسند، غرض صحبتِ
شیخ علی الخصوص درینطریق طالباں را ضرور
تر افتادہ است، کہ بدونِ توجہ شیخ پائے
سعی دریں راہ لنگ ست، واز ریاضات
ومُجاہداتِ خویش کارے نمی کشاید اِلّا
اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہ تعالیٰ کَمَا شَاھَدْنَا فِی

میں وہ نور کا شعلہ جو قلب سے اُٹھنے لگا تھا اب
قالب سے برآمد (ظاہر) ہوتا ہے، اور یہی مطلب ہے اُنکے
اس قول کا کہ (لطیفہ قالب سے برآمد ہو) اب تو آہستہ
آہستہ اپنے اصل کیطرف جو فوق العرش ہے، سیر کرنے
لگتا ہے، اور شیخ کی صحبت کی برکت ویمن سے بڑے
قوی قوی جذبات طالب کے لطائف پر وارد ہونے لگتے ہیں رہی
سیر کی تیزی و آہستگی وہ تو میری فہمید میں شیخ کی توجہات
کی کمی بیشی پر مبنی ہے، اگر شیخ اپنی توجہات طالب کے حق میں
بکثرت صرف کریگا، تو طالب کی سیر تیز تیز واقع ہوگی، اور اگر
شیخ کی توجہات کمی کیساتھ واقع ہوئی، تو طالب کی سیر
بھی اُسی انداز پر وقوع میں آئیگی، طالبوں کی اپنی استعداد
ولیاقت بھی مختلف طور پر واقع ہوئی ہے، اُنمیں کچھ تو بڑی
استعداد ولیاقت کے ہیں، جو ادنیٰ توجہ میں ہوائے آتشین
کی مانند اوپر کو اسقدر تیزی کیساتھ اُڑتے جاتے ہیں کہ انکی
سرعت سیر میں ہر ایک شخص کی نظر کام نہیں کر سکتی، اور انمیں
کچھ کم لیاقت بھی ہیں، مگر گرتے پڑتے منزل مقصود تک
پہنچ ہی جاتے ہیں، الغرض طالبان حق کو صحبت شیخ (علی الخصوص
طریقہ نقشبندیہ میں) از حد ضروری ہے، کیونکہ صحبت شیخ
کے بغیر اُنکی تگ ودو کا پاؤں اٹھ بھی نہیں سکتا، اور اُنکی
اپنی ریاضتوں اور محنتوں سے کچھ بھی نہیں بن سکتا،
اِلّا ماشاء اللہ چنانچہ ہم اس امر کا اپنے شیخ وامام (میرا

Marfat.com

صُحبتِ شیخنا واما منا قلبی وروحی
فداہ وجربناہ غیر مرۃ واز برکت
توجہ است، کہ جذبہ دریں طریق مقدم اُفتادہ
راہ را آسان ساختہ، چہ از رفتن تا بردن
فرق ظاہر است، وخلاصہ سلوک کہ عبارت
از قطع کردن مقاماتِ عشرہ مشہور ایست
از توبہ وانابت وزہد وریاضت وورع
وقناعت وتوکل وتسلیم وصبر ورضا، در
ضمنِ آں طی میشود، قربانِ پیرانِ خود شوم
کہ چہ راہ سہلے وآسانے برائے ماپست
فطرتاں وکم استعداداں مقرر ساختہ اند،
ایں احسان حضرت شاہ نقشبند ست رضی
اللہ تعالیٰ عنہٗ کہ پانزدہ روز سر بسجدہ
نہادہ دعا وتضرع درجناب الٰہی کردہ اند
وعرض کردہ اند، کہ الٰہی مرا طریقہ دہ کہ البتہ (یعنی قطعاً و)
موصل باشد، اللہ تعالیٰ دعائے ایشان (یقیناً بحق سبحانہ رسا بندہ باشد ۱۲)
مستجاب فرمودہ، وایشانرا طریقہ عنایت
کرد، کہ اقرب طرق ست والبتہ موصل
ست لیکن شیخ کامل ومکمل باید کہ ظاہرش
بکمالِ متابعت حضرت رسالت پناہی
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آراستہ

دل اور میری روح اُنپر قربان) کی صحبت میں بارہا
مشاہدہ اور تجربہ کرچکے ہیں، توجہ کے برکات میں
سے ایک یہ امر بھی ہے، کہ اس طریق میں جذبہ سلوک
پر مقدم واقع ہوا ہے، اسی وجہ سے راستہ میں ایک
طرح کی سہولت پیدا ہوگئی ہے، کیونکہ جانے اور لیجانے
میں تو بہت ہی بڑا فرق ہے، اور نیز سلوک کا خلاصہ یعنی
فقر کی دس مشہور منزلوں (توبہ، انابت، زہد، ریاضت
ورع، قناعت، توکل، تسلیم، صبر، رضا) کا طے
کرنا بھی اسی جذبہ کے ضمن میں ہی حاصل ہوجاتا ہے
میں اپنے پیروں پر قربان جاوں، کہ انہوں نے ہم کم ہمت
نالائقوں کیواسطے کیا ہی آسان راستہ مقرر کیا ہے،
یہ سب حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا احسان
ہے، کہ آپنے پندرہ روز تک سر بسجود ہوکر جناب
الٰہی میں دعا وگریہ زاری کی، اور عرض کیا، کہ خداوند
مجھکو ایسا طریقہ عطا فرما، جو یقیناً وقطعاً تجھ تک
پہنچا دے، اللہ تعالیٰ نے آپکی دعا قبول فرمائی، اور
آپکو ایسا راستہ عطا فرمایا، جو اور راستوں کی بہ نسبت
بہت ہی نزدیک ہے، اور یقیناً اُس تک پہنچانیوالا بھی
ہے، لیکن پھر بھی پیر ایسا کامل ومکمل ہونا چاہیے،
جسکا ظاہر رسول خدا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم
کی کمال متابعت کے ساتھ آراستہ ومزین

۱ مقامات دہ گانہ مشہورہ

Marfat.com

وباطنش از ماسوی پیراستہ ۱، وبدوام حضور
حضرت حق سبحانہ درساختہ باشد، و
الا گناہ طریق چیست، باید دانست، کہ
اکابر نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیٰ اہلہا اصل
کار بر جمعیت وحضور داشتہ، بہر رطب و
یابس دست نہ انداختہ اند، وبصور و
اشکال غیبی متوجہ نمیشوند، وکشوف
وانوار راچنداں اعتبار ننہادہ اند وطالب
رالحصول چہار چیز رغبت میفرمایند جمعیت ۱
وحضور ۲ وجذبات ۳ و واردات ۴ کشش
لطائف راکہ بطرف فوق میشود، جذبات
میگویند، و واردات عبارت ست، از
وارد شدن حالے از فوق بر قلب کہ
طاقت تحمل آں داشتن متعسر ست جہت
فوق بسبب ممارست ۲ توجہ آں جہت ست
والا او تعالیٰ را بیروں دائرہ جہات باید
جست، وہمیں واردات را دریں طریقہ
عدم و وجود آں میگویند، اول ایں وارد
برسالک گاہے بلکہ بعد از ماہے ورود

تعریف واردات و جذبات

ہو، اور باطن غیر حق سبحانہ سے بے تعلق وپاک
وصاف اور حضرت حق سبحانہ کے دوام حضور سے
مشرف، ورنہ پھر اس طریقہ کا کیا گناہ اور کیا قصور
جاننا چاہیئے، کہ مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم
کے نزدیک حضور اور جمعیت ہی اصلی کام ہے، اسی
واسطے ہر خشک و تر پر ہاتھ نہیں ڈالتے، اور غیبی صورتوں
اور شکلوں کیطرف متوجہ نہیں ہوتے، اور کشوف اور
انوار کو چنداں معتبر نہیں خیال کرتے، اور طالب
کو انہی چار چیزوں کی رغبت دیتے ہیں جمعیت ۱
حضور ۲، جذبات ۳، واردات ۴ (اول الذکر دو نکے
معنے اوپر بیان ہو چکے ہیں، موخر الذکر دو کے معنے
یہ ہیں) لطائف کی کشش فوق کیجانب کو جذبات کے
نام سے موسوم کرتے ہیں، اور قلب پر کسی دشوار ناقابل
برداشت حالت کے اوپر سے وارد ہونیکا نام واردات
ہے، فوق (اوپر) کیجانب کا ذکر صرف اسی بنا پر ہے کہ
عادۃً فوق ہی کیطرف توجہ کیجاتی ہے ورنہ حق سبحانہ
تعالیٰ جہات واطراف سے بالکل پاک و مبرا ہے اسکو
دائرہ جہات و اطراف سے باہر ڈھونڈنا چاہیے، اور
انہیں واردات کو اس طریقہ نقشبندیہ میں عدم اور

۱ از پیراستن بالکسر پیرایہ مجہول وتشدید بمعنے [?] کم کردن و بریدن چیزے راجہت آرائش وزیبائی ۱۲ غیاث
۲ ممارست کوشیدن وتفحص کردن وتجربہ نمودن و درکارے رنج نمودن و درماں کردن ۱۲ غیاث [?] سلمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

میکند و رفتہ رفتہ کثرت پیدا میکند، و بعد
از ہر ہفتہ و ہر روز بلکہ در روزے چند
بار تا وقتیکہ بتواتر و توالی ے انجامد و
اتصال واردات میشود، آنکہ بزرگان ایں
طریقہ فرمودہ اند، **بیت**

وصل اعدام گر توانی کرد
کار مرداں مردوانی کرد

اشارت باینحالت ست، و ہمیں عدم
و وجود عدم فنا و بقاست، در جہت
جذبہ لیکن فناء قلب وقتے متحقق شود
کہ تعلق علمی و حبّی بماسوائے از ساحت
سینہ رخت بر بندد و خطرہ ماسوائے درون
قلب ہرگز نیابد، **بیت**

خیال ماسوائے از دل بروں کن
گذر از چوں و حبّ بیچگوں کن

و فناء قلب در تجلیات افعالیہ الٰہیہ میشود
یعنی دیدن افعال ماسوای آثار فعل حضرت
حق سبحانہ تعالیٰ، چوں ایں دید غالب
آید صفات و ذات ممکنات را مظہر صفات
و ذات حضرت حق خواہد دید و توحید
وجودی کہ عبارت از دیدن ہستی ممکنات

وجود عدم بھی کہا جاتا ہے، اول اول یہ وارد (حالت)
سالک پر کبھی کبھی بلکہ ایک ایک ہفتہ کے بعد وارد
ہوا کرتی ہے، اور رفتہ رفتہ کثرت پیدا کرتی جاتی ہے،
پھر تو ہفتہ وار اور روزانہ بلکہ ایک ایک روز کئی کئی بار اُسکا
ورود ہونے لگتا ہے، حتیٰ کہ پے در پے اور متواتر تک
نوبت پہنچ جاتی ہے، اور واردات کا تانتا بندھ جاتا ہے وہ
جو اس طریقہ کے بزرگوں نے فرمایا ہے، بیت وصل اعدام گر
توانی کرد الخ ترجمہ اگر تجھسے وصل اعدام ہو سکے، تو البتہ
مردوں کا کام تو کر سکیگا، اسیحالت کیطرف اشارہ ہے اور یہی
عدم و وجود عدم جہت جذبہ میں فنا بھی ہے، اور بقا بھی، مگر فناء
قلبی تو تب ہی حاصل ہوگی، جبکہ ماسوا کا علمی و حُبّی تعلق
سینہ سالک سے کوچ کر جائے، اور غیر کا خطرہ تک بھی اُس کے
دل میں نہ گذرے، بیت خیال ماسوا از دل الخ ترجمہ

خیال ماسوا دل سے برون کر
گذر چوں سے و حبّ بیچگوں کر

اور فناء قلب تجلیات افعالیہ الٰہیہ میں حاصل ہوتا ہے یعنی
ماسوا کے افعال کو حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ فعل کا اثر خیال
کرنا جب یہ دید و خیال طالب پر غلبہ کر جاتا ہے، تو ممکنات کے
ذات و صفات حضرت حق کے ذات و صفات کا
مظہر (جائے ظہور) سمجھنے لگتا ہے، اور توحید وجودی
(یعنی ممکنات کی ہستی کو ہستی حق کی موجیں سمجھنے

Marfat.com

امواجِ ہستی او تعالیٰ ست، ترنّم خواہد نمود

بیت

غیرتش غیر در جہاں نگذاشت
لاجرم عینِ جملہ اشیا شد

وارباب توحیدِ وجودی خود را و عالم را گم ساختہ در بحرِ وجودِ حضرت حق غوطہ خواہند خورد

بیت

ز سازِ مطربِ پرسوز ایں رسید بگوش
کہ چوب و تار و صدائے تمن تمن ہمہ اوست

و ایں را فنا فی اللہ گفتہ اند، و چوں سالک دریں بحرِ زخار غوطہ خورد، غیر از بحرِ شہود بصیرتش چیزے نیافت و بہر طرف کہ مشاہدہ کرد، سوائے دریا و امواج او ندید، بلکہ خود را قطرہ ایں بحر دید، و از کمالِ استغراق امتیازِ قطرہ نیز مرتفع گشت،

بیت

جوئے ایں دریا توئی بنگر بجوئے
انفکاکے نیست در دریا و جوئے

حضرت شیخ اکبر قدس سرّہ کہ سندِ ایں طائفہ علیہ اند میفرمایند

شعر

البحر بحر علیٰ ما کان فی قدم

کا گیت گاتا ہے، بیت غیرتش غیر در جہاں الخ ترجمہ اسکی غیرت نے جہاں میں غیر نہیں چھوڑا اسی بنا پر وہ ہر ایک چیز کا عین ہوا نہ غیر اہل توحید وجودی نے اپنے آپ کو اور تمام عالم کو گم کر کے حضرت حق کی دریاء وجود میں غوطہ لگایا، بیت ز ساز مطرب پرسوز الخ ترجمہ مطرب کے پرسوز سازسے یہ ندا کان میں پہنچی، کہ چوب اور تار اور تنن تنن کی آواز سب وہی ہے، اور اس کو فنا فی اللہ کہتے ہیں، اور سالک نے جب اس سمندر بے کنار میں غوطہ لگایا، تو اُس کی بصیرت نے بجز سمندر کے اور کچھ بھی نہ پایا، اور جس طرف کو نظر اُٹھائی، تو سوائے سمندر اور اُس کی موجوں کے اور کچھ بھی نظر نہ آیا، بلکہ اپنے تئیں بھی اسی دریا کا ایک قطرہ پایا، اور کمال استغراق کے باعث قطرہ اور دریا میں بھی امتیاز باقی نہ رہا، بیت جوئے ایں دریا الخ ترجمہ اب غور کر کہ تو تو اسی دریا کی ایک نہر ہے، دریا اور نہر میں جدائیگی کہاں ہے، اس طائفہ علیہ کی سند حضرت شیخ اکبر قدس سرّہ فرماتے ہیں، شعر البحر بحر علی ما کان الخ ترجمہ سمندر تو اپنی اُسی قدیمی حالت پر ہی موجود ہے، اور یہ تمام کائنات جو تیرے مشاہدہ

اِنَّ الْحَوَادِثَ اَمْوَاجٌ وَاَنْھَارٌ
فَلَا یُحْجِبَنَّکَ اَشْکَالٌ تُشَاکِلُھَا
عَمَّنْ تَشَکَّلَ فِیْھَا وَھِیَ اَسْتَارٌ

ونیز میفرماید **قطعہ**

لَا اٰدَمٌ فِی الْکَوْنِ وَلَا اِبْلِیْسٌ
لَا مُلْکُ سُلَیْمَانَ وَلَا بِلْقِیْسٌ
فَالْکُلُّ عِبَارَۃٌ وَاَنْتَ الْمَعْنیٰ
یَامَنْ ھُوَ لِلْقُلُوْبِ مِقْنَاطِیْسٌ

مغربی میفرماید **غزل**

ز دریا موج گوناگوں بر آمد
ز بیچونی برنگِ چوں بر آمد
گہے در کسوتِ لیلیٰ فرو شد
گہے بر صورتِ مجنوں بر آمد
چو یار آمد ز خلوتخانہ بیروں
ہموں نقشش دروں بیروں بر آمد
ازیں دریا بدیں امواج ہر دم
ہزاراں گوہرِ مکنون بر آمد
بصد دستاں بکامِ دوستاں شد
بصد افسانہ و افسوں بر آمد
بدیں کسوت کہ می بینش اکنوں
یقین مے داں کہ او اکنوں بر آمد

میں ہے) صرف اسی سمندر کی موجیں ہی موجیں اور نہریں ہی نہریں تو ہیں، سو یہ سب موجوں اور نہروں کی صورتیں اور شکلیں تیرے لئے ان کے اصلی متشکل سے حجاب نہ بنجائیں، یہ تو صرف پردے ہی پردے ہیں، اور نیز شاہ لطافت فرماتے ہیں، قطعہ لا آدم فی الکون الخ ترجمہ اے دلوں کے مقناطیس اس عالم وجود وہستی میں نہ آدم ہے نہ ابلیس اور نہ ملک سلیمان ہے اور نہ ملک بلقیس یہ تو سب کے سب الفاظ و عبارات ہیں اور تو ہی سب کا معنی ہے، اور مغربی صاحب یوں فرماتا ہے،

غزل ز دریا موج گوناگوں الخ ترجمہ اُس دریائے وحدت سے کثرت کی گوناگوں موجیں برآمد ہوئیں، وہ (محبوب حقیقی) بیچونی سے چوں کے رنگ میں آیا، کبھی پہنا لباس لیلی کا، کبھی مجنوں کی صورت بنکے آ نکلا، خلوت سے جب وہ یار باہر آیا تو وہی ہو بہو اندر ہی کا نقشہ باہر آیا اس دریا سے ان موجوں کے ہمراہ ہزاروں چھپے ہوئے خوبصورت موتی نکل آئے، سو مکر حیلے اور بہانے کرکے، تو پھر کہیں دوستوں کے موافق ہوا، غرض سو قصوں اور قضیوں کے بعد وہ نکلا، جس لباس میں اُسکو تو اب دیکھ رہا ہے، یقین کر کہ وہ اُس میں ابھی نکلا ہے، مغربی کے شعر کی مانند

Marfat.com

چو شعر مغربی در ہر لباسے
بغایت دلبر و موزون بر آمد

و چون فنا باین مرتبۂ کمال رسید بوجود موہوب او را موجود ساختہ بقائے از نزد خود عطا خواہند فرمود، و خود را در ہمہ و ہمہ را در خود مشاہدہ خواہد نمود، و عالم را مرآتِ جمال خود خواہد دید و از غایتِ شوق باین اشعار ترنم خواہد بود

غزل

چون بنگرم در آئینہ عکسِ جمالِ خویش
گردد ہمہ جہان بحقیقت مصورم
خورشید آسمان ظہورم عجب مدار
ذرات کائنات اگر گشت مظہرم
عشقم کہ در دو کون و مکانم پدید نیست
عنقاءِ مغربم کہ نشانم پدید نیست
ز ابرو و غمزہ ہر دو جہان صید کردہ ام
منگر بدان کہ تیر و کمانم پدید نیست
گویم بہر زبان و بہر گوش بشنوم
این طرفہ تر کہ گوش و زبانم پدید نیست

بدانکہ توحید وجودی و ذوق و شوق و وضح شدن اسرار معیت و آہ و نعرہ و بیخودی و استغراق و سماع و رقص و وجد و تواجد

ہر لباس میں وہ نہایت ہی دل پسند اور موزون نکلا، اور فنا فی اللہ جب اس حد کمال تک پہنچتا ہے تو اُسکو وجود موہوب سے موجود کر کے خاص اپنے پاس سے ایک قسم کی بقا عطا فرماتے ہیں، پھر تو وہ اپنے آپ کو تمام میں اور تمام کو اپنے آپ میں مشاہدہ کرنے لگتا ہے، اور تمام عالم کو اپنے جمال کا آئینہ تصور کرتا ہے، اور ذیل کے فارسی اشعار نہایت شوق سے گانے لگتا ہے، **غزل** چون بنگرم الخ ترجمہ جب میں آئینہ میں اپنے جمال کے عکس کا مشاہدہ کرتا ہوں، تو سارا جہان در حقیقت میرا ہی میرا نقشہ دکھائی دیتا ہے، خورشید آسمان بھی میرا ہی ظہور ہے، اگر تمام کائنات کے ذرات بھی میرا ہی مظہر بن چکے ہیں، تو ای یار تو ہرگز بھی کچھ تعجب نکر اور نیز مغربی کا قول ہے، قطعہ عشقم در دو کون و مکانم الخ ترجمہ میرا عشق جو کون و مکان میں ظاہر نہیں، تو پھر حیرانی کیا ہے، میں تو عنقاء مغرب ہوں، میرا تو ایک نشان تک بھی موجود نہیں، میں نے تو ابرو و غمزہ کیساتھ دونوں جہان شکار کر لئے، اے منکر خیال کر کہ میرا تو تیر و کمان بھی ظاہر نہیں، میں تو ہر زبان بولتا ہوں اور ہر کان سے سنتا ہوں طرفہ یہ کہ تو میری زبان ہی ظاہر ہے اور نہ ہی میرا کان، انتہٰی، جاننا چاہیے کہ توحید وجودی ذوق و

Marfat.com

ہمہ در سیر لطیفۂ قلب ست، و قلب اول
در دائرہ امکان سیر مینماید، و از احوالِ
آں دائرہ است اجذب و حضور و جمعیت و
وارادات و کشفِ کونی و کشفِ ارواح
و کشفِ عالمِ مثال و سیرِ عالمِ ملک کہ عبارت
از تحتِ افلاک ست، و ملکوت کہ عبارت
از ملائکہ و ارواح و بہشت و آنچہ مافوقِ
آسمانہاست، ہمہ داخل دائرۂ امکان
ست، بلکہ در نصفِ سافل آں دائرہ
اینچنیں شعبدہ ہا بنظر می درآید، و ایں
را سیرِ آفاقی میگویند، و کمالِ حضور و
جمعیت و جذباتِ قویہ در دائرہ ثانی
کہ عبارت از سیرِ تجلیاتِ افعالیہ است
و سیرِ ظلالِ اسماء و صفات ست، و مسمیٰ
بدائرۂ ولایتِ صغریٰ ست، حاصل
میشود، و از نصفِ عالی دائرہ امکان
کہ فوق عرش ست چہ وانماید، کہ بسیارے
از صوفیہ نارسیدہ از باعثِ تنزیہ و لامکانیت
آنمقام را مرتبہ صفات و ذات فہمیدہ اند
یکے میگوید، کہ سرِ استوای فوق عرش از

شوق، آہ نعرہ، بیخودی، استغراق، سماع رقص،
وجد تواجد، اور اسرار معیت کا ظہور، یہ سب کے سب
حالات لطیفہ قلب ہی کی سیر میں سالک پر وارد ہوا
کرتے ہیں اور قلب یا دل اول تو دائرہ امکان ہی میں سیر
کیا کرتا ہے اور جذب حضور جمعیت و ارادت کشف کونی کشف
ارواح اور کشف عالم مثال اسی دائرہ امکان کے احوال میں سے
ہیں، اور سیر عالم ملک یعنی ماتحت افلاک کی سیر اور عالم ملکوت
یعنی ملائکہ و ارواح و بہشت و مافوق افلاک کی سیر بھی اس
دائرہ میں ہی داخل ہے، بلکہ یہ تمام شعبدے اُس
دائرہ کے نصف زیریں حصہ میں ہی دکھائی دیتے
ہیں، اور اس کو سیر آفاقی کے نام سے موسوم کرتے
ہیں، اور کامل حضور و جمعیت اور قوی قوی جذبے
تو دائرہ ثانی یعنی دائرہ ولایت صغریٰ میں حاصل
ہیں، اور دائرہ ثانی تجلیات افعالیہ اور اسماء و صفات
کے ظلال کی سیر کا نام ہے، اور دائرہ امکان کے
نصف حصہ عالی کا جو فوق العرش ہے کیا حال ظاہر
کرے، اُس مقام کی تنزیہ و لامکانیت کے
باعث بعض نارسیدہ ناقص صوفیوں نے اُس مقام
کو ہی ذات و صفات کا مرتبہ خیال کر لیا حتیٰ کہ
بعض نے کہا، کہ استوی علی العرش کا راز اسی مقام

لہ و حال آنکہ نہ چنیں ست کہ گمان بردہ اند، بلکہ امکان را وجوب تصور کردہ اند ۱۲ لمصحح سلمہ اللہ تعالے

اسرار غامضہ است، ایں از جملہ اغلاطِ
سازہائے دقیقہ ایں بمقام ۱۲
صوفیہ است، و در نصفِ دائرہ فوق
عرش سیرِ انفسی قرار دادہ اند بلکہ کمالِ سیرِ
انفسی در دائرہ ولایت صغریٰ کہ محلِ ظہورِ

دائرہ ولایت صغریٰ
کہ عبارت از
ظلال اسماء و صفات ست

توحید و اسرار معیت است، و اضح میشود
لہ
امام الطریقہ حضرتِ شاہ نقشبند فرمودہ اند
کہ اولیاء اللہ بعد از فنا و بقا ہرچہ می بینند،
در خود می بینند، و ہرچہ می شناسند، در خود می
شناسند، و حیرت ایشاں در نفس خود ست
وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ بزرگے
نص قاطع است ۱۲
میگوید

بیت

ہمچو نابینا جز ہر سوئے دست
با تو در زیر گلیم ست ہرچہ ہست
علامتِ رسیدنِ قلب در دائرہ ولایتِ
صغرای آنست کہ توجہِ فوق مضمحل شدہ

کے دقیقہ اسرار میں سے ہے، یہ منجملہ اُن کے
اغلاط سے ہے، مشائخ نے اس کے نصف
فوق العرش کو سیر انفسی قرار دیا ہے، بلکہ
سیر انفسی تو کامل طور پر ولایت صغریٰ کے
دائرہ میں ہی ظاہر ہوتی ہے، جو توحید وجودی
اور اسرار معیت کے ظہور کا محل ہے امام الطریقہ
حضرت شاہ نقشبند نے فرمایا ہے، کہ اولیاء اللہ
فنا و بقا کے بعد جو کچھ بھی دیکھتے ہیں، اپنے
ہی آپ میں دیکھتے ہیں، اور جو کچھ بھی پہچانتے
ہیں، اپنے ہی آپ میں پہچانتے ہیں، اور
انکی حیرت بھی اپنے ہی آپ میں ہے، آیہ
کریمہ وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اسی کی
طرف مُشیر ہے، ایک بزرگ فرماتے ہیں،
بیت ہمچو نابینا الخ ترجمہ نہ بن اندھا نہ بجا
ہر طرف ہاتھ، ساتھ تیرے جو ہے زیر گلیم
ولایت صغریٰ کے دائرہ میں قلب کے
پہنچنے کی علامت یہ ہے، کہ فوق کی جانب
کی توجہ تو جاتی رہے، اور بجائے اُس
کے جہات ستہ کا احاطہ کرے، اور حضرت
حق سبحانہ کی بے کیف معیت کو بے کیف

لہ تابدست مرقول خود را و در نصف دائرہ فوق عرش سیر انفسی قرار دادہ اند ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالے

Marfat.com

احاطۂ شش جہت میفرماید و معیّت
بیچونی حضرتِ حق سبحانہٗ یا ادراک بیچوں
محیط خود و محیط ہمہ عالم می بیند و بعضے
را اسرارِ توحید وجودی دست میدہد و
منشأ اسرارِ توحید وجودی آنست، کہ
بسبب کثرتِ عبادات و مجاہدات و
ترکِ مالوفات و مرغوبات و دوامِ ذکر
و فکر غلبۂ عشق و محبت بسوئے محبوب
حقیقی پیدا میشود، و دل را جذبے و توجہے
بسوئے آنجناب قدس ہویدا میگردد،
و این مجاہدات و ترکِ مالوفات کہ موافق
اتباعِ حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلّم واقع میشود، تصفیۂ باطن
از علائقِ ماسوائے میکند، و آئینۂ دل
را از زنگِ غفلت و ہوا ازدودہ میفرماید
تابحدیکہ باطن را مرایائے عکوس و ظلال
اسما و صفات واجبی میکند و چون سالک
بیچارہ و عاشق دل دادہ کہ نادیدہ محبوب
خود تعشقے بہم رسانیدہ بود، عکوس و
ظلال را عین محبوب تصور کردہ بشطحیات
تکلم فرماید و صورت محبوب در آئینۂ باطن

ادراک کے ساتھ اپنے آپ کا اور تمام عالم کا محیط
تصور کرے، اور بعضوں کو تو توحید وجودی کے
اسرار بھی اسی میں حاصل ہو جاتے ہیں، اور
توحید وجودی کے اسرار کا منشا و سبب غالباً
تو یہ ہوا کرتا ہے، کہ عبادتوں اور مجاہدوں کی
کثرت اور اشیاء مالوفہ و مرغوبہ کی ترک اور
ذکر و فکر پر دوام اور ہمیشگی کے باعث محبوب
حقیقی کے عشق و محبت کا غلبہ اور دل کو اُس
جناب قدس کی طرف توجہ اور جذبہ پیدا ہو جاتا
ہے، اور یہ مجاہدے اور اشیاء مالوفہ کی
ترک جو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم
کی اتباع کے موافق واقع ہو، تو ماسوائے باطن
کو صاف اور آئینہ دل کو غفلت اور ہوائے
نفسانی کے زنگ سے پاک کر دیتے ہیں
حتیٰ کہ باطن کو اسما و صفاتِ واجبی کے ظلال
اور پرتوں کا آئینہ بنا دیتے ہیں، اور جب یہ
بیچارہ سالک دلدادہ عاشق کہ جس نے
بے دیکھے اپنے محبوب سے تعشق پیدا
کر لیا تھا، محبوب کے عکوس اور ظلال کو محبوب
کا عین خیال کر لیتا ہے، تو سکر یہ کلمات برخلاف
شریعت زبان پر لاتا ہے، اور اپنے محبوب کی صورت

خود دیدہ بیخود و مدہوش شدہ خیالِ وصال در سرش مے افتد، حافظ شیرازی میفرماید، بیت

بیت

عکس روئے تو چو در آئینہ جام افتاد
عارف از پرتو می در طمع خام افتاد

وچوں از غایت عطشش فرق درمیان ظل و اصل نے تواند کرد، لاجرم نعرہ اتحاد و عینیت از نہادش مے برآید

بیت

چوں عکسِ رخِ دوست در آئینہ عیاں شد
بر عکسِ رخِ خویش نگارم نگراں شد

و غلبہ ایں دید بجائے رسید، کہ تعین و تشخص خود نیز از نظرش مرتفع شد ندائے سبحانی و انا الحق از باطنش بلند شد، وچوں در حدیث قدسی وارد ست انا عند ظن عبدی بی موافق ظن او با او معاملہ خواہند فرمود، وچوں صاحب ایں حالت از خود و بایستہائے خود فانی گشتہ است، از طعن و ملامت دور است، و داخل زمرہ اولیا ست و از مجذوبانِ حق ست، بدانکہ قبل

اپنے باطن کے آئینہ میں دیکھ کر بیخود و مدہوش ہو جاتا ہے، تو اس وقت اس کے باطن میں محبوب کے وصال کا پختہ پختہ خیال بیٹھ جاتا ہے، حافظ شیرازی فرماتے ہیں، بیت عکس روئے تو چو در آئینہ جام افتاد، عارف از پرتو مے در طمع خام افتاد ترجمہ یعنی تیرے چہرے کا عکس جب پیالے شراب کے شیشے میں پڑا، تو عارف کا دل شراب کے پرتو سے طمع خام میں آ پڑا، اور جب نہایت درجہ پیاس کی کے مارے ظل اور اصل میں فرق نہیں کر سکتا، تو اب خواہ مخواہ اس کے وجود سے اتحاد و عینیت کا نعرہ بلند ہوتا ہے بیت چوں عکس رخ دوست الخ ترجمہ جب دوست کے چہرہ کا عکس آئینہ کے اندر ظاہر ہوا، تو میرا معشوق اپنے ہی چہرہ کا عکس دیکھنے لگا، اور یہ دید اس حد تک اسپر غالب ہوئی، کہ اسکا اپنا تعین و تشخص بھی اس کی نظر سے اٹھ گیا، پھر تو گویا تھا، سبحانی و انا الحق کی ندا اسکے باطن سے بڑے زور کیساتھ گونجنے لگی اور چونکہ حدیث قدسی میں حق تعالی کا بندہ کے ظن و گمان کے موافق ہونا وارد ہوا ہے، لہذا خدا کیطرف سے اس کے ساتھ اسکے ظن کے مطابق ہی معاملہ کیا جائیگا، اور نیز چونکہ ایسی حالت والا اپنے آپ اور اپنی تمام خواہشوں اور ارادوں سے فانی ہو چکا ہے لہذا وہ طعن اور ملامت سے بالکل دور ہے اور اولیاء اللہ کے

ع رواہ البخاری و مسلم والترمذی وغیرہ ۱۲

از رسیدنِ قلب در دائرہ ثانی کہ مقامِ انکشافِ توحید ست، سخناں توحید گفتن و اعتقاد وحدت وجود نمودن خلاف شریعت است، نمی بینی، کہ دعوتِ انبیاءِ عظام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بتوحیدِ وجودی نیست، بلکہ احکام شریعت موقوف برا ثنینیّت ست، و کتاب و سنّت ناطق ست، بہ نفی معبودات باطلہ و یگانہ داشتن معبود حقیقی بعبادت و عوام را تخیّل و مراقبۂ توحید کردن غیر از خسارت دنیا و آخرت نمے افزاید، مشائخ وقت را خدا انصاف دہد، کہ اینچنیں اعتقاد ملحدانہ بمریدانِ خود تلقین میفرمایند و ایں بیچارگاں را از صراطِ مستقیم منحرف میسازند ضَلُّوا فَاَضَلُّوا ضَاعُوا فَاَضَاعُوا **بیت**

بیخرد ے چند ز خود بے خبر
عیب پسندند بزعم ہنر
باد شوند ار بچراغے رسند
دود شوند ار بدماغے رسند

باید دانست کہ بعضے سالکاں را قبل از قطع دائرہ امکان بلکہ قبل از برآمدن

زمرہ میں داخل اور اور مجذوبان حق میں شامل ہے جاننا چاہیئے، کہ دائرہ ثانی میں جو توحید وجودی کے انکشاف کا مقام ہے، قلب کے پہنچنے سے پہلے پہلے توحید کی باتیں کہنا اور وحدت وجود کا اعتقاد کرنا شریعت کے بالکل برخلاف ہے، کیا تو نہیں دیکھتا، کہ انبیاء عظام عَلَيْهِمُ السَّلَامُ خلق خدا کو توحید وجودی کی دعوت ہرگز نہیں دیتے، بلکہ شریعت کے جملہ احکام دوئی اور کثرت پر موقوف ہیں، اور کتاب و سنت بھی معبودات باطلہ کی نفی اور معبود حقیقی کو عبادت میں یگانہ سمجھنے کیساتھ ناطق ہے، عوام الناس کو توحید وجودی کے مراقبہ و تخیّل سے سوائے دنیا و آخرت کے خسارہ کے اور کچھ بھی حاصل نہیں، اللہ تعالیٰ اسوقت کے مشائخ کو انصاف عطا فرمائے، کہ اپنے مریدوں کو ایسا ملحدانہ اعتقاد تعلیم فرماتے ہیں اور اُن بیچاروں کو راہ راست سے منحرف کرتے ہیں، پہلے خود بہکے پھر اوروں کو بہکایا، پہلے خود ضائع ہوئے پھر اوروں کو ضائع کیا **بیت** بیخرد ے چند ز خود بے خبر الخ ترجمہ چند بیوقوف جنکو اپنے آپکی بھی ہوش نہیں، ہنر کے خیال سے عیب کو پسند کئے بیٹھے ہیں کبھی کسی چراغ تک انکی رسائی ہو جائے تو ہوا ہو جائیں کبھی کسی کے دماغ میں جا پہنچیں تو دھواں بن جائیں، جاننا چاہیے، کہ بعض سالکوں پر دائرہ امکان

لطیفہ از قالب حالتے شبیہ بہ توحید وجودی
وہمہ اوست ظاہر میشود، وموجبش آنکہ
بتخیل مراقبۂ توحید صورت توحید در
متخیلۂ ایشاں متصور میشود، وچوں ایں
تخیل غلبہ میکند، سخنانِ توحید بے تحاشی
میگویند، خصوصًا در اوقاتِ سماع وآواز
خوش وتار ونغمہ کہ در قلب حرارتے و
ذوقے پیدا مے شود، بیباک تر می شوند
واشعارِ توحید شنیدہ خود را بحال قائلانِ
آں اشعار مے شناسند ونمیدانند کہ اربابِ
ایں احوال را آداب وشرائط ست کہ در اینہا
مفقود اند، معظم تریں شرائط اتباعِ سنت
سنیہ است، واجتناب از بدعت نامرضیہ
حکایات مشائخ متقدمین قدّسنا اللہ تعالیٰ
باسرارھم در ورع وتقوٰی معروف
ست، وجمع را چونکہ سیر عنصر ہوائی دست
میدہد، کہ ایں عنصر لطافتے دارد ودر
ذراتِ ممکنات ساری ست، ایشاں آنرا
وجود حق تصور کردہ سخناں توحید بر زبان
مے آرند، نمیدانند کہ ایں سیر داخل دائرہ
امکان ست، ومقامِ توحید بعد از انقطاع

طے کرنے سے قبل بلکہ قالب سے لطیفہ برآمد ہونے سے
بھی پیشتر ایک حالت توحید وجودی اور ہمہ اوست کے مشابہ وارد ہو
جایا کرتی ہے، اسکا سبب اوس مشابہ ہوا کرتا ہے، کہ توحید
وجودی کے مراقبہ کا تخیل کرنے سے توحید وجودی کی صورت
انکی قوت متخیلہ میں منقش ہوجاتی ہے، اور اس تخیل
کے غلبہ کیوقت توحید کے سخن وہ بے تحاشا کہنے لگتے
ہیں خصوصًا سماع و دلکش آواز و تار و نغمہ کے سننے کیوقت
جب انکے قلب میں ایک نوع کی حرارت کا ذوق وشوق
پیدا ہوجاتا ہے، تو اوسوقت زیادہ بیباک ہو جاتے ہیں اور
توحید کے شعر سنکر اپنے آپکو اون اشعار کہنے والونکے ہمحال
خیال کرلیتے ہیں، کیا انکو معلوم نہیں، کہ ان حالات
والونکے لئے چند ایک آداب و شرائط ضروری ولابدی ہیں
جو ان ہمعنی لوگونمیں بالکل مفقود ہیں، اور انکے اہم ترین شرائط
میں سے ایک بہت بڑی لازمی شرط سنت صحیحہ پر چلنا اور بدعت
غیر پسندیدہ سے بچنا ہے، تقویٰ پرہیزگاری وغائت احتیاط
کے بارہ میں مشائخ متقدمین رحمہم اللہ تعالیٰ کے قصص و
حکایات مشہور و معروف ہیں، ان سب کو اپنا نصب العین
بنانا چاہیے، عنصر ہوائی جو نہایت ہی لطیف اور ممکنات
کے تمام ذرات میں سرایت کئے ہوئے ہے بعضوں کو جب
اسکی سیر کا اتفاق پڑتا ہے تو یہ لوگ اسکو وجود حق خیال
کرکے توحید وجودی کی باتیں زبان پر لانے لگتے ہیں، کیا وہ

Marfat.com

این دائرہ است و برخے بسبب انکشاف عالم ارواح و بیچونی آن عالم نسبت بہ عالمِ اجسام و احاطۂ آن مر عالمِ اجسام را آن را قیوم عالم تصور مینمایند. و آنرا بخدائی می پرستند. دریں مقام بعضے اکابر را نیز اشتباہے واقع شدہ سلطان العارفین قدس سرہٗ میفرمایند سی سال روح را بخدائی پرستیدم و چوں عنایتِ ایزدی شامل حالِ این بزرگواران بود، ایشانرا ازاں مقام ترقی واقع شدہ آنگاہ این اشتباہ را دانستند بدانند کہ روح از عالم امکان ست، الا آنکہ بلا مکانیت تعلق دارد و رنگ بیچونی دارد و اما نسبت بہ بیچونِ حقیقی از قسم چونست و از مخلوقات حق ست سبحانہٗ کما ورد فی الحدیث و تحقیق و تفصیل این اشتباہات در مکاتیب شریفہ حضرتِ امام ربانی مجددِ الفِ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بانکشافِ تمام موجودست راقم گوید کہ چند سال بندہ را ہمچنیں مغالطہ درپیش آمدہ است و قبل از رسیدن در مقامِ توحید سخناں خلاف شرع از زبانش سر میزدہ استغفر اللہ۔

نہیں جانتے کہ یہ سیر تو دائرہ امکانمیں داخل ہے، اور توحید وجودی کا مقام تو اس دائرہ کے انقطاع کے بعد آتا ہے، اور کچھ لوگ عالم ارواح کی انکشاف وظہور کے باعث اور عالم اجسام کی نسبت اُس کے بیچوں و بے کیف ہونیکے سبب اور عالم اجسام پر اُس کے احاطہ کرنیکی وجہ سے اُس (عالم ارواح) کو تمام جہانکا قیوم (نگہبان) خیال کرلیتے ہیں، اور اُسی کو نعوذ باللہ خدا سمجھکر پوجنے لگتے ہیں اس مقام میں بعضے اکابر کو بھی اشتباہ واقع ہوا ہے سلطان العارفین (شیخ بایزید بسطامی) قدس سرہٗ فرماتے ہیں، کہ میں تیس سال تک روح کو خدا سمجھکر پوجتا رہا، اور چونکہ عنایت خداوندی ان بزرگوں کے شامل حال تھی لہذا اُنکو اس مقام سے جب ترقی حاصل ہوئی، تو اس اشتباہ کو انہوں نے معلوم کرلیا، واضح رہے، کہ روح درحقیقت عالم امکان سے ہے مگر لامکانیت سے تعلق ضرور رکھتی ہے، اور ایک نوع کی بیچونی بھی اسکو حاصل ہے، لیکن بیچون حقیقی کی بہ نسبت یہ چوں کی قسم اور خدا تعالیٰ کی مخلوق اور پیدائش سے ہے جیساکہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے، رہی ان اشتباہات کی پوری تحقیق و تفصیل سو وہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکاتیب شریفہ میں بڑی وضاحت کیساتھ مذکور ہے، (وہاں ملاحظہ کریں) راقم (مصنف رسالہ) لکھتا ہے کہ چند سال تک بندہ کو بھی یہی

ملہ وکان اللہ ولم یکن معہ شیٔ ۱۲ لمصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ بدانند کہ صوفیہ
عَلَیۃ کہ احوالِ توحید دارند ، و
بوحدت وجود قائل اند، پنج مراتب
وجود را تعین کردہ اند، و حضراتِ خمس
نیز بینامند، مرتبہ اُولیٰ را وحدت
میگویند، و دریں مرتبہ تعین اول
کہ تعین علمی اجمالی ست اِثبات مینمایند
یعنی اول تعینے کہ بر احدیت مجرّدہ
متعین شدہ ہمیں تعین است، و اینمرتبہ
را تعین اوّل و حقیقۃ الحقائق و حقیقتِ
محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
میفرمایند، و مرتبہ لاہوت نیز میگویند
و مرتبہ ثانیہ را احدیت و تعین ثانی
میگویند، و ایں مرتبہ را مرتبہ تفصیل
اسماء و صفات حضرت حق و مرتبہ
حقائق جمیع ممکنات میگویند و ایں
مرتبہ را مرتبہ جبروت میگویند و ایں
ہر دو تعین را در مراتبِ وجوب اثبات
میکنند، و مرتبہ ثالثہ را مرتبہ عالم
اَرواح ملکوت میشمارند، و مرتبہ رابعہ
را مرتبہ عالم مثالِ و مرتبہ خامسہ را

مغالطہ پیش آیا، اور توحید کے مقام میں پہنچنے
سے قبل ہی شریعت کے برخلاف کچھ کلمے میری
زبان سے سرزد ہوتے رہے، توبہ استغفار)
جاننا چاہیے، کہ توحید وجودی کے احوال کیساتھ
متصف اور وحدت وجود کے قائل صوفیوں نے
وجود کے پانچ مرتبے معین کئے ہیں، انکو حضرات خمس
کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں، پہلے مرتبہ کو وحدت
کہتے ہیں، اور اسی مرتبہ میں تعین اول جو تعین علمی اجمالی
ہے ثابت کرتے ہیں یعنی وہ سب سے پہلا تعین (تقید و
اختصاص) جو احدیت مجرّدہ کو لاحق ہوا ہے یہی تعین
ہے اور اسی مرتبہ کو تعین اول اور حقیقۃ الحقائق اور
حقیقت محمدی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور مرتبہ
لاہوت بھی کہتے ہیں، اور دوسرے مرتبہ کو واحدیت
اور تعین ثانی کہتے ہیں اور اس مرتبہ کو حضرت حق کے اسماء و
صفات کی تفصیل کا مرتبہ اور تمام ممکنات کے حقائق
کا مرتبہ اور مرتبہ جبروت بھی کہا جاتا ہے اور ان ہر دو تعین
کو مراتب وجوب میں ثابت کرتے ہیں اور تیسرے
مرتبہ کو عالم ارواح و ملکوت کا مرتبہ شمار کرتے ہیں
اور چوتھے مرتبہ کو عالم مثال کا مرتبہ اور
پانچویں مرتبہ کو عالم اجسام و ناسوت کا مرتبہ
قرار دیا ہے، اور ان تین موخر الذکر مراتب کو

Marfat.com

مرتبہ عالم اجسام وناسوت قرار دادہ اند
وانیمراتب سہ گانہ را مراتب امکانی گفتہ
اند، واحکامِ یکمرتبہ را بر مرتبہ دیگر ثابت
کردن پیشِ ایشاں زندقہ است

بیت

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد
گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی

یعنی اسم یکمرتبہ واحکام او بر مرتبۂ دیگر
اطلاق نمودن وجاری ساختن کفر ست
صریح مثلاً در مرتبہ ناسوت کہ نام آں مرتبہ
انسان ست، وحکمِ او عجز وبیچارگی و
عابدیت ست، ودر مرتبہ وحدت کہ نام
آں مرتبہ اللہ وحکمِ او استغنا وبے نیازی
ومعبودیت ست، ایں ہر دو اسما واحکام
را یکے ساختن نزدِ صوفیہ محققین کفر محض
وارتداد صرف ست بشنو بشنو کہ چوں
ایں مراتب خمسہ را بہ تعمق نظر فکر نمودہ
میشود، ہمہ داخل دائرہ ولایت صغریٰ
مشہود میگردد، والعلم عند اللہ سبحانہ
زیرا کہ چوں لطائف خمسہ را سیر تفصیلی
واقع میشود، اول گذر ایشاں در دائرہ

کو امکانی مراتب کہا ہے، اور ایک مرتبہ کے
احکام دوسرے مرتبہ کے لئے ثابت کرنا
اُن کے نزدیک سوائے زندقہ اور بیدینی
کے اور کچھ بھی نہیں، **بیت** ہر مرتبہ
از وجود حکمے دارد الخ **ترجمہ** وجود کا ہر مرتبہ
جدا جدا حکم رکھتا ہے، اگر تو مراتب کی رعایت
ملحوظ نہ رکھے، تو تو بیدین وملحد ہے، یعنی
ایک مرتبہ کا اسم دوسرے مرتبہ پر بولنا
اور ایک مرتبہ کا حکم دوسرے مرتبہ پر جاری کرنا بالکل
صریح کفر ہے، مثلاً ناسوت کے مرتبہ کا نام انسان
ہے، اور اس کا حکم عجز ونیاز اور عبادت
کرنا ہے، اور وحدت کے مرتبہ کا نام اللہ ہے
اور اس کا حکم بے پروائی اور بے نیازی
اور معبود ہونا ہے، سو ان دونوں اسموں اور
حکموں کو ایک بنا دینا محققین صوفیہ کے نزدیک
بلاشبہ کافر اور مرتد ہو جانا ہے، میاں سنو سنو کہ
ان پانچ مرتبوں کو جب نظر غائر سے دیکھا جائے تو
یہ سب کے سب ولایت صغریٰ ہی کے دائرہ میں داخل
معلوم ہوتے ہیں، والعلم عند اللہ سبحانہ
وجہ اس کی یہ ہے، کہ سیر تفصیلی کے وقت
لطائف خمسہ کا گذر اولاً دائرہ امکان میں ضرور

Marfat.com

اِمکان واقع خواہد شد، وعالَم اَجسام
واَرواح وملکوت ومثال کہ ہمہ داخل
دائرہ امکان اند، مشہود سالک خواہند
شد، بعد از قطع ایں دائرہ چونکہ عروج
خواہد شد، در دائرہ ولایتِ صغریٰ قدم
خواہد نہاد، و دریں دائرہ سیرِ ظلال
اسماء وصفات واقع میشود وایں ظلال
در نظرِ سالک عین اُسما وصفات مشہود
میگردد، وچوں ہر نقطہ ازیں دائرہ از
مبداءِ خود ناشی ست، چونکہ بعد از قطع
تفصیلے باآں نقطہ اجمالی خواہد رسید
آں نقطہ را حقیقت محمدی وتعیّن اول
کہ تعیّنِ علمی ست، میداند، وفوق آں
نقطہ ذات بحت واَحدیتِ مجرّدہ خیال
میکند تعالیٰ اللہ عن ذالک علواً کبیراً

بیت

عنقا شکار کس نشود دام باز چین
مصرع ۲
کانیجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

باید دانست، کہ ایں دائرہ ظلالِ اُسما
وصفات مبداءِ تعیّنِ جمیع ممکنات ست
سوائے انبیاء عظام وملائکہ کرام علیہم

ہوگا، تو عالم اجسام و عالم ارواح وعالم ملکوت
وعالم مثال جو دائرہ امکان میں داخل ہیں سب
کے سب سالک کے مشاہدہ میں آئیں گے،
پھر اس دائرہ کے طے کرنیکے بعد چونکہ لطائف
کو عروج ہوگا، تو سالک اس عروج کیوقت ولایت
صغریٰ میں قدم رکھیگا، اور اس دائرہ میں اُسما و
صفات کے ظلال کی سیر اُس کو حاصل ہوگی، اور یہ
ظلال سالک کی نظر میں اسماء وصفات کا عین دکھائی
دینگے، اور چونکہ اس دائرہ کا ہر نقطہ اپنے
مبداء ومنشاء سے ناشی وحاصل ہوا ہے لہٰذا
سیر تفصیلی قطع کرنے کے بعد اُس نقطہ اجمالی
پر جب نظر پڑیگی، تو اُس نقطہ کو حقیقت محمدی
اور تعین اول (جو تعین علمی ہے) سمجھیگا، اور
اُس نقطہ کو ذات محض اور احدیت مجردہ
خیال کریگا، (اللہ تعالیٰ تو اس سے کہیں برتر
ہے) بیت عنقا شکار کس الخ ترجمہ
اٹھائے جال عنقا کب کسی کے ہاتھ آتا ہے
لگاتا ہے یہاں جو جال خالی ہاتھ جاتا ہے
جاننا چاہیے، کہ یہ اسما وصفات کے ظلال کا دائرہ
سوائے انبیاء عظام اور ملائکہ کرام علیہم السلام
کے تمام ممکنات کا مبداء تعین ہے، اور نیز یہ

Marfat.com

السلام مزید آنکہ ہر فردے از افراد
عالم را از جناب الٰہی عَلَی التَّوَاتُرِ وَالتَّوَالِی
فیوضاتِ تازہ میرسد، از قسم وجود و
حیات و نعمتہائے دیگر کہ تعداد آں
از احاطہ بشری بیرون ست، و آں
فیوض بتوسطِ صفات و ظلالِ آں
واسطہ اند درمیانِ مخلوقات و ذاتِ
حق اگر ایں اسماء و صفات نمی بودند،
عالم کہ معدوم محض بود، وجود و بقا نمی
یافت، زیرا کہ حضرت ذات کہ بکمالِ
استغنا موصوف ست بعالم مناسبتے
ندارد اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ پس
ہر شخصے از اشخاص عالم را از ظلے از
ظلالِ صفات کہ آں ظلال لاتناہی
ست، فیوض و کمالات میرسد و آں
ظل را مبدأ تعین و حقیقتِ ایں شخص
میگویند، و عین ثابت نیز می نامند آنکہ
صوفیہ گفتہ اند، اَلطُّرُقُ اِلَی اللّٰہِ بِعَدَدِ
اَنْفَاسِ الْخَلَائِقِ اشارت بہمیں ظلال
ست، و چوں لطیفہ داخل دائرۂ ولایت
صغریٰ شد در اصل و حقیقتِ خود فانی

یہ امر بھی معلوم رہے، کہ افراد عالم کے ہر ہر فرد کو جناب
الٰہی سے پے درپے اور متواتر نو بہ نو فیوضات پہنچتے
رہتے ہیں، جیسے وجود وحیات اور دیگر بہت سی نعمتیں
جنکی تعداد احاطہ بشری سے خارج ہے، اور یہ تمام فیوض
صفات اور ان کے ظلال کی وساطت سے مخلوقات اور
ذات حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہیں، اگر یہ اسماء و
صفات نہ ہوتے، تو یہ عالم جو معدوم محض تھا ہرگز وجود
و بقا نہ پاتا، اس کی وجہ یہ ہے، کہ حضرت حق سبحانہ کی
ذات پاک جو کمال استغنا اور بے پروائی کے ساتھ
موصوف ہے، اس کو عالم کے ساتھ فی حد ذاتہا تو کسی
قسم کی بھی مناسبت نہیں ہے اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ
الْعَالَمِیْنَ بے شک خدائے تعالیٰ تمام عالموں سے بے نیاز
ہے، پس اشخاص عالم سے ہر ایک شخص کو صفات کے غیر متناہی
ظلال میں سے کسی ایک ظل سے فیوض و کمالات پہنچتے
ہیں، اُس ظل کو اُس شخص کا مبدأ تعین اُس کی حقیقت
اور اُسکا عین ثابتہ بھی کہتے ہیں، صوفیہ کرام کا یہ
قول (اللہ تعالیٰ کیطرف موصل راستے انفاس خلائق
کے شمار کے برابر ہیں) انہی ظلال کیطرف اشارہ
ہے، اور لطائف خمسہ میں سے جب کوئی لطیفہ ولایت
صغریٰ کے دائرہ میں داخل ہوجاتا ہے، تو اپنے
اصل اور اپنی حقیقت میں فانی اور نیست و نابود ہو کر

ومستہلک خواہد شد، وبقا بآں حقیقت خواہد یافت، پس فناءِ لطیفۂ قلب (تفصیل سبب ما قبل مقصود ہے ۱۲) در تجلی فعلی خواہد شد، در یں وقت افعال خود و افعال جمیع مخلوقات از نظرش مختفی (پوشیدہ) خواہند بود، و بجز فعل یک فاعل حقیقی در نظرش نخواہد آمد، ولایت این (لہ) لطیفہ را ولایت حضرت ابو البشر آدم عَلَیْہِ السَّلَام میفرمایند (کہتے ہیں ۱۲)، پس سالکے کہ از راہِ ایں ولایت داخلِ مقصود شود اورا آدمیُّ المشرب (منسوب بحضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۲) میگویند، و فناءِ لطیفہ روح در صفاتِ (لہ) ثبوتیہ حق سبحانہ میشود، دریں وقت سالک صفاتِ خود را از خود و صفات جمیع مخلوقات را از جمیعِ مخلوقات مسلوب ساختہ بحضرت حق سبحانہ منسوب خواہد دید، وچوں وجود کہ اصلِ جمیعِ صفات ست وجود را از خود و از جمیعِ ممکنات نفی ساختہ

اُس اپنی حقیقت کے ساتھ بقا حاصل کرلیتا ہے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے، کہ لطیفہ قلب کی فنا فعلی تجلی میں ہوگی، اس وقت سالک کے اپنے اور تمام مخلوقات کے فعل اُس کی نظر سے پوشیدہ ہوجاتے ہیں، اور بجز ایک فعل فاعل حقیقی کے اُس کی نظر میں اور کچھ بھی نہیں آتا، اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کی ولایت کہتے ہیں، پس جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ سے مقصود کو پاوے، اُسکو آدمی المشرب کہا جاتا ہے، اور لطیفہ روح کی فناء حق سبحانہ کی صفات ثبوتیہ میں ہوتی ہے، اس وقت سالک اپنے صفات کی اپنے آپ سے اور تمام مخلوق کے صفات کی تمام مخلوق سے نفی کر کے صرف حق سبحانہ کیطرف ہی منسوب دیکھیگا اور سالک جب وجود کی جو تمام صفات کی اصل ہے اپنے آپ سے اور تمام ممکنات سے بھی نفی کر کے بجز حضرت حق سبحانہ کے اور کسی کیلئے بھی ثابت نہیں کریگا، تو

لہ بدانکہ لطائف عالم امر را بہ چند پیغمبراں علیہم الصَّلٰوۃ والسَّلَام مرحمت فرمودہ اند، لطیفہ قلب را بحضرت آدم و لطیفہ روح را بحضرت نوح و بحضرت ابراہیم ولطیفہ سر را بحضرت موسیٰ ولطیفہ خفی را بحضرت عیسیٰ و لطیفہ اخفیٰ را بحضرت محمد رسول اللہ علیہ وعلیہم افضل الصلوات والتسلیمات ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالےٰ لہ از حیات وعلم وقدرت و ارادہ وکلام وسمع وبصر وتکوین ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالےٰ ۱۲

Marfat.com

اثباتِ آنرا غیر از حضرت حق سبحانہ نخواہد
کرد، لاجرم بتوحیدِ وجودی قائل خواہد
شد، و ولایتِ این لطیفہ را ولایتِ حضرت نوح
وحضرت ابراہیم علیہما السلام میفرمایند
پس سالکے کہ ازیں راہ ولایت واصل
خواہد شد، اورا ابراہیمی المشرب میگویند
اگر سائلے سوال کند، کہ تو توحیدِ وجودی
را در لطیفہ روح کہ ولایتِ ابراہیمی ست
ارقام نمودی باآنکہ حضرت خلیل علیہ
السلام دائرہ نفی را بہ تمام وکمال طے
فرمودہ وہیچ دقیقہ از دقائق شرک فرو
نگذاشتہ، لا احب الآفلین گویاں متوجہ
حضرت ذات مجردہ کہ ورا لورا ست
گشتہ فرمودند انی وجھت وجھی للذی
فطر السموات والارض حنیفا وما
انا من المشرکین جواب آن بچند وجہ
گفتہ میشود، جواب اول آنکہ در لطیفہ روح
اگرچہ توحیدِ وجودی منکشف شود ولیکن
این توحید نہ مثل توحیدیست کہ در سیر لطیفہ
قلب واضح شدہ بود، کہ آنجا وجود ممکنات
را از غلبہ محبت وجود حضرت حق سبحانہ می

اُسوقت خواہ نخواہ توحید وجودی کا قائل ومعتقد ہوجائیگا
اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت نوح اور حضرت
ابراہیم علیہما السلام کی ولایت قرار دیتے
ہیں اور جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ سے واصل
مقصود ہوا، اوسکو ابراہیمی المشرب کہا جاتا ہے، اگر کوئی
سائل سوال کرے، اور کہے کہ تونے توحید وجودی
کو لطیفہ روح میں جو ولایت ابراہیمی ہے، لکھدیا ہے
حالانکہ حضرت خلیل علیہ السلام نے تو دائرہ نفی پورا
پورا طے فرمایا، اور دقائق شرک سے کوئی ایک
دقیقہ بھی باقی نہیں چھوڑا، اور لا احب الآفلین
(میں دوست نہیں رکھتا چھپ جانیوالونکو) کہتے ہوے
حضرت ذات مجردہ کیطرف جو پرے سے پرے ہے
متوجہ ہوکر فرمایا (انی وجھت الخ میں نے
متوجہ کیا اپنا چہرہ اُسکی طرف جسنے بنائے آسمان اور
زمین سب سے ایکطرف ہوکر اور میں نہیں شریک کرنیوالوں
سے) اس سوال کا جواب کئی وجہ سے ہوسکتا ہے
پہلا جواب یہ ہے کہ لطیفہ روح میں گو توحید
وجودی بھی منکشف ہوتی ہے مگر یہ توحید اُس توحید
کی مانند ہرگز نہیں، جو لطیفہ قلب کی سیر میں ظاہر ہوئی تھی
کیونکہ سالک اُس جگہ پر ممکنات کے وجود کو مارے
محبت کے حضرت حق سبحانہ کا وجود ہی پاتا تھا، اور اُس

لہ پس شان ازیں توحید بمراتب اعلیٰ وفوق ست ۱۲ لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

یافت و اینجا وجود را کہ خیر محض و بابرکت صرف ست، غیر از حق سبحانہٗ را اثبات نمیکند، و ممکنات را عدم محض و ناچیز صرف مے یابد، عادم را وجود انگاشتن و وجود را بر عادم محمول ساختن از کمالِ غلبہ سُکر و بے شعوری ست

بیت

نہ آں این گردد نی این شود آں
ہمہ اشکال گردد بر تو آساں

جواب دوم آنکہ اُنس از خواص روح ست، سالک را دریں مقام اُنس خاص بحق سبحانہ پیدا میگردد، ضرورۃً روا زہمہ برتافتہ، متوجہ محبوب خود کہ حضرت ذات ست میشود، جواب سوم آنکہ ولایت انبیاء کرام علیہم السلام ولایت کبریٰ ست، کہ درآنجا قربِ اسما و صفات و شیونات حضرت حق است و مورِدِ احوال آں ولایت لطیفہ نفس است و آنچہ دراں ولایت منکشف میشود، توحیدِ شہودیست و معارفِ دیگر نہ توحید وجودی کہ انکشاف آں در قرب ظِلال اسما و صفات ست، نہ عینِ آنہا و آنچہ

جگہ وجود کو جو بالکل خیر ہی خیر اور برکت ہی برکت ہے سوائے حق سبحانہ کے اور کسی دوسرے کیلئے ثابت ہی نہیں کرتا، اور ممکنات کو تو عدم محض اور بالکل ناچیز ہی اعتقاد کرتا ہے، عدم کو وجود خیال کرنا اور وجود کو عادم پر محمول کرنا سکر کے کمال غلبہ اور بے شعوری سے ناشی ہے، بیت نہ آں این گردد ونے الخ
ترجمہ نہ وہ یہ ہو نہ یہ وہ ہو، سبھی اشکال ہوں آسان تجھ پہ اے یار دوسرا جواب یہ ہے کہ اُنس و محبت روح کی ایک خاص خاصیت اور لازمی صفت ہے بناءً علیہ سالک کو اس مقام میں حضرت حق سبحانہ کیساتھ ایک خاص قسم کا اُنس پیدا ہو جاتا ہے، پھر تو خواہ مخواہ سب سے منہ پھیر کر اپنے محبوب حضرت ذات ہی کیطرف متوجہ ہونا اسکا لازمی فرض ہے، تیسرا جواب یہ ہے، کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ولایت ولایت کبریٰ ہے، وہاں پر حضرت حق سبحانہ کی اسما صفات و شیونات کا قرب سالک کو میسر آتا ہے اور اس ولایت کے حالات کا محل ورود لطیفہ نفس ہے، اور اس ولایت میں توحید شہودی اور دوسرے معارف و علوم کا انکشاف و ظہور ہوتا ہے، نہ کہ توحید وجودی کا کیونکہ اسکا انکشاف تو اسما و صفات کے ظلال کے قرب میں

بلکہ آں شایاں شانِ شان نبود بلکہ نقصان داشت الماین نہ چنیں ست ۱۲ منہ و امر یکہ بے اختیار بوقوع درآید زیانے نہ دارد ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالے

ولایتِ لطائف عالمِ امر را منسوب بحضرت انبیاء عَلَیْھِمُ السَّلَام میفرمایند معنیش آنست، کہ قربیکہ لطائف خمسہ عالمِ امر را حاصل میشود، ظلِ قربی ست کہ انبیاء را در مقامِ اصل حاصل شدہ است مثلاً قربی کہ در لطیفہ روح حاصل میشود ظلِ قرب ولایت خلیلی ست، وقِس علیٰ ہٰذا جواب چہارم آنکہ اگرچہ ولایت لطیفہ روح ولایتِ خلیلی ست عَلَیْہِ السَّلَام لیکن در مقامِ نبوت آنحضرت را شانے است، کہ بعد از حضرتِ خاتمیت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ افضل انبیاء شدہ اند، و معارف مقام نبوت بمعارف و علوم ولایت ہیچ مناسبتے ندارد، بلکہ صاحب مقام نبوت را از معارفِ توحید وجودی ہزاران ننگ و عارست، بر سر اصل سخن ردیم و گوئیم کہ فنا لطیفہ سر در شیونات ذاتیہ حضرتِ حق میشود، و درینمقام سالکِ ذاتِ خود را در حضرت حق سبحانہ مُضمحل می یابد ولایت این لطیفہ را ولایت حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام میگویند، پس سالکے کہ ازیں راہ

ہوا کرتا ہے کہ اسماء و صفات کے عین ہیں، اور لطائف خمسہ عالم امر کی ولایت جو حضرات انبیاء علیہم السلام کی جانب نسبت کرتے ہیں، اُس سے یہ مراد ہے کہ لطائف خمسہ عالم امر کو جو قرب حاصل ہوتا ہے، وہ اُس قرب کا ظل ہے جو انبیاء کرام کو مقام اصل میں حاصل ہوا ہے، مثلاً جو قرب کہ لطیفہ روح میں حاصل ہوتا ہے، وہ ولایت خلیلی کے قرب کا ظل ہے، اور اسی پر دوسروں کو بھی قیاس کرے، چوتھا جواب ہے، کہ گو لطیفہ روح کی ولایت خلیلی ولایت ہے، مگر مقام نبوت میں حضرت خلیل علیہ السلام کی ایک شان و بزرگی ہے، کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے دوسرے انبیاء کی نسبت افضل ہیں اور مقام نبوت کے معارف و علوم ولایت کے علوم و معارف کیساتھ تو کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتے، بلکہ مقام نبوت کے صاحب کو تو توحید وجودی کے معارف و علوم سے ہزارہا ننگ و عار ہے، اب ہم اصل بات کیطرف رجوع کر کے کہتے ہیں، کہ لطیفہ سرّ کی فنا حضرت حق سبحانہ کے شیونات ذاتیہ میں ہوتی ہے اور اس مقام میں سالک اپنی ذات کو حق سبحانہ کی ذات میں گم و نیست و نابود پاتا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولایت کہتے ہیں، پس جو سالک کہ اس ولایت کے راستہ

Marfat.com

ولایت واصل مقصود شود، او را موسوی المشرب خواہند گفت و فناء لطیفہ خفی در صفاتِ سلبیہ او تعالیٰ ست درینمقام سالک تفرید جناب کبریا از جمیع مظاہر میسر یابد و ولایت این لطیفہ را ولایت حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام میگویند، پس سالکے کہ ازیں راہِ ولایت واصل میشود، او را عیسوی المشرب خواہند گفت، راقم گوید عفی عنہ در ابتدا مناسبتِ خود بحضرت عیسیٰ علیہ السلام دریافت کردہ مبدأ تعینِ خود را اسم المحیی معلوم کردہ بودم بعد از مدتِ بسیار بخدمتِ مبارک حضرتِ پیر دستگیر خود عرض کردم کہ مناسبتِ خود بجنابِ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام دریافت نمودہ ام، آنحضرت توجہ فرمایند، کہ از ولایتِ عیسوی بولایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم فائض شوم آنحضرت ارشاد کردند کہ ما توجہ میکنیم، تو نیز متوجہ باش الحال از برکت توجہ ایشاں امید دارم کہ ترقی شدہ باشد، و فناء لطیفہ اخفیٰ در مرتبہ شانِ الٰہی

واصل مقصود ہو، اسکو موسوی المشرب کہا جاتا ہے اور لطیفہ خفی کی فنا اللہ تعالیٰ کی سلبیہ صفات میں ہوتی ہے، سالک اس مقام میں جناب کبریا حق جل و علا کو تمام مظاہر سے جدا و ممتاز پاتا ہے اور اس لطیفہ کی ولایت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولایت کہتے ہیں، پس جو سالک اس ولایت کے راستہ سے مقصود و مراد تک پہونچے، اسکو عیسوی المشرب کہیں گے، راقم الحروف عفی عنہ المصنف رسالہ ہذا کہتا ہے، کہ شروع شروع میں میں نے اپنی مناسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دریافت کرکے اپنا مبدأ تعین اسم المحیی معلوم کیا تھا، پھر ایک مدت دراز کے بعد اپنے حضرت پیر دستگیر کی خدمت مبارک میں عرض کیا، کہ میں اپنی مناسبت جناب حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پاتا ہوں، آپ حضور توجہ فرمائیں، کہ عیسوی ولایت سے منتقل ہوکر ولایت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فائض المرام ہو جاؤں، حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہم توجہ کرینگے تو بھی متوجہ رہ اب پیر دستگیر کی بابرکت توجہ سے میں امید رکھتا ہوں کہ ترقی واقع ہوئی ہوگی، اور لطیفہ اخفیٰ کی فنا شان الٰہی کے اُس درجہ و مرتبہ میں ہے، جو ان

Marfat.com

ست کہ جامع ایں ہمہ مراتب ست دریں مقام سالک متخلق باخلاق الٰہی میشود، بدانکہ حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تہذیب لطائف جدا جدا میفرمودند لیکن فرزند گرامی آنحضرت اعنی حضرت ایشاں محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وخلفائے ایشاں راہ کوتاہ ساختہ تہذیب لطیفہ قلب فرمودہ بہ تہذیب لطیفہ نفس می پردازند، کہ در ضمن ایں ہر دو لطیفہ لطائف اربعہ را تہذیبے بہم میرسد، لیکن جناب مبارک حضرت پیر دستگیر قلبی وروحی فداہ بہمہ لطائف توجہ میفرمایند، وبندہ را بمراقبہ ہر یک لطیفہ جدا جدا نیز امر فرمودہ اند، چنانچہ مراقبہ قلب را بایں طریق فرمودند، کہ قلب خود را بمقابل قلب مبارک حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم داشتہ بجناب الٰہی عرض باید کرد، کہ فیض تجلی افعالی کہ از قلب مبارک حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم بقلب حضرت آدم علیہ السلام

تمام مراتب پر مشتمل اور سب کا جامع ہے، سالک اس مقام میں واصل ہوکر اخلاق الٰہی کے ساتھ متخلق ہوجاتا ہے، مخفی نہ رہے، کہ حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لطائف کی تہذیب جدا جدا فرمایا کرتے تھے، مگر آپکے فرزند گرامی حضرت ایشاں خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکے خلفاء نے راستہ کوتاہ کردیا ہے، شروع ہی سے لطیفہ قلب کی تہذیب فرماکر لطیفہ نفس کی تہذیب کے درپے ہوجاتے ہیں، کیونکہ ان دونوں کی تہذیب کے ضمن میں ہی باقی چار لطیفوں کی تہذیب بھی بہم پہنچ جاتی ہے، لیکن جناب مبارک حضرت پیر دستگیر (میرا دل وجان انپر قربان) تمام لطائف پر توجہ فرماتے ہیں، اور اپنے غلام (مصنف رسالہ) کو ہر ایک لطیفہ کے مراقبہ کا جدا جدا بھی حکم فرمایا ہے چنانچہ قلب کے مراقبہ کا یہ طریقہ بیان کیا ہے، کہ سالک اپنے قلب کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کے (روبرو) رکھکر جناب الٰہی میں یوں عرض کرے، کہ الٰہی تجلی افعالی کا فیض جو حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک سے حضرت آدم علیہ السلام کے قلب میں پہنچا ہے، وہ

Marfat.com

رسیدہ است، ودر قلب من برسد، و
قلوب مشائخ کرام راکہ تا آنحضرت
پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
وسائط فیض اند مانند عینک باید پنداشت
وہمچنیں لطیفۂ روح خود را مقابل روح
مبارک آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمْ داشتہ بجناب الٰہی عرض
نماید، کہ فیض تجلّیات صفات ثبوتیہ کہ
از روح مبارک حبیب خدا صَلَّی اللّٰہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمْ بروح حضرت نوح
وحضرت ابراہیم علیہما السّلام رسیدہ
است، در لطیفۂ روحِ من فائض شود
وہمچنیں لطیفۂ سِرّ خود را مقابل سِرّ مبارک
آنحضرت صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ داشتہ
عرض کند، کہ الٰہی فیض شیونات ذاتیہ
حضرتِ حق کہ از لطیفۂ سِرّ مبارک
پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
در سِرّ حضرت موسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہِ
الصَّلوٰۃ والسَّلام رسیدہ است، در
سِرّ من برسد، بعد ازاں لطیفۂ خفی خود
را مقابل لطیفۂ خفی حضرتِ رسالت

پھر میرے قلب میں پہنچے، اور دعا کے اثنا میں
تمام مشائخ کرام کے قلوب کو حضرت پیغمبر خدا
صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ تک جو فیض کا
واسطہ اور ذریعہ ہیں، عینک کی مانند خیال کرے
اور اسی طرح اپنے لطیفہ روح کو آنحضرت صلی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کی روح مبارک کے روبرو
رکھکر جناب الٰہی میں یوں عرض کرے، کہ
خداوندا اپنے صفات ثبوتیہ کے تجلّیات کا
فیض جو حبیب خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
کی روح مبارک سے حضرت نوح وحضرت
ابراہیم علیہما السّلام کی روح کو پہونچا
ہے، وہ میرے لطیفہ روح میں پہنچے، اور اسی
طرح اپنے لطیفہ سِرّ کو آنحضرت صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہ
وَسَلَّمْ کے سِرّ مبارک کے مقابل تصور کرکے
یوں دعا کرے، کہ الٰہی اپنے شیونات ذاتیہ کا
فیض جو پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
کے لطیفہ سِرّ مبارک سے حضرت موسیٰ علیٰ
نبیّنا وعلیہِ الصَّلوٰۃ والسَّلام کے سِرّ
میں پہنچا، میرے سِرّ میں پہنچے، بعد ازاں اپنے
لطیفہ خفی کو حضرت رسالت پناہ صَلَّی اللّٰہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے لطیفہ خفی کے روبرو خیال

پناہے دارد، وعرض کند، کہ الٰہی فیضِ
تجلیاتِ صفاتِ سلبیہ[1] کہ از خفی مبارک
آنحضرت بخفی حضرتِ عیسیٰ علیہما السلام
رسیدہ است، در لطیفہ خفی من فائض شود
من بعد لطیفہ اخفیٰ خود را مقابل لطیفہ
اخفیٰ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم داشتہ عرض کند، کہ الٰہی فیض
تجلیات شانِ جامع خود را کہ در اخفیٰ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم رسانیدہ در اخفی
من برسان، باید دانست کہ ولایت ایں
لطائف ہمہ در دائرۂ ولایتِ صغریٰ میشود
بلکہ ایں لطائف را عروج تا بدائرہ اُولےٰ
ولایتِ کبریٰ[2] میشود، بدانکہ چنانچہ در دائرۂ
امکان مراقبۂ احدیت میکنند، ہمچناں در
ولایتِ صغریٰ بمراقبہ معیت کہ مفہوم آیہ
شریفہ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ است میفرمایند
وتمام شدن سیر دائرہ امکان را اگر کشف
دارد، خود خواہد دانست، یا شیخ صاحب
کشف خواہد گفت، واگر ہردو کشف

کرکے عرض کرے، کہ الٰہی اپنے تجلیات صفات
سلبیہ کا فیض جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے خفی مبارک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
خفی میں پہنچا ہے، وہ میرے لطیفہ خفی میں فائض ہو
پھر اپنے لطیفہ اخفیٰ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اخفیٰ شریف کے سامنے رکھکر
عرض کرے، کہ الٰہی اپنی شان جامع کی تجلیات کا فیض
جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخفیٰ
شریف میں تونے پہنچایا ہے، میرے اخفیٰ میں
پہنچا، جاننا چاہیے، کہ ان تمام لطائف کی ولایت
ولایت صغریٰ کے دائرہ میں حاصل ہوتی ہے بلکہ
ان لطائف کو ولایت کبریٰ کے پہلے دائرہ تک عروج
حاصل ہوتا ہے، مخفی نہ رہے، کہ جس طرح دائرہ
امکان میں مراقبۂ احدیت کرتے ہیں، اسی طرح
ولایت صغریٰ میں مراقبہ معیت جو آیہ شریفہ وَهُوَ
مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ کا مفہوم ہے کرتے ہیں، اور
دائرہ امکان کے سیر کی انتہا یوں معلوم ہوسکتی ہے
کہ سالک اگر صاحب کشف ہے، تو خود آپ ہی اپنے
کشف کے ذریعہ شناخت کرلیگا، یا اسکا شیخ صاحب کشف

[1] مانند آنکہ خدا تعالےٰ از ہر عیب ونقصان پاک است نہ زمانی ست نہ مکانی نہ جسم دارد نہ مادہ وغیرہ وغیرہ لیس کمثلہٖ شئی وھو السمیع البصیر ۱۲ [2] کہ متضمن سہ دائرہ ویک قوس است ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نذارند پس باید، کہ جمعیت قلب خود را ملاحظہ نمودہ باشد یا گو بیخطرگی یا کم خطرگی کہ خطرہ مانع حضور نشود، تا بچہار گھڑی کامل برسد، پس مراقبہ معیت شروع باید نمود ومعیت او تعالیٰ را با خود و بہمہ لطائف و عناصر خود بلکہ با ہر ذرہ از ذرات ممکنات ملحوظ باید داشت، تا معیت بیچونی او تعالیٰ بادراکِ بیچوں مُدرَک شود، و جہاتِ ستہ را احاطہ نماید و توجہ وحضور کہ پیدا شدہ بود رو باضمحلال آرد، آنوقت شروع در ولایت کُبریٰ کہ ولایت انبیائے کرام ست و دائرہ اسما وصفات وشیونات حضرت حق ست میفرمایند،

فصل

در بیانِ ولایت کبریٰ

کہ فناءِ انا و لطیفہ نفس ست باید دانست کہ چوں اسرارِ توحید وجودی و سِرِ معیت بریں ذرہ بمقدار ورود نمودند، چناں دریافت شد، کہ از عرش مجید[1] بل فوق

اُس کو متنبہ کرویگا، اور اگر دونوں کشف سے عاری ہیں، تو پھر طالب کو چاہیئے، کہ اپنے قلب کی جمعیت کا ملاحظہ کرے، اگر بے خطرگی یا اسقدر کم خطرگی کہ خطرہ حضور کا مانع نہ ہوئے، یعنی کامل چار گھڑی تک پہنچے، تو اس تقدیر پر مراقبہ معیت شروع کر دیا جائے، اور اللہ تعالیٰ کی معیت کو اپنے آپ سے اپنے تمام لطائف عناصر بلکہ ممکنات کے ذرات سے ہر ذرہ کیساتھ ملحوظ رکھنا چاہیئے، تاکہ اللہ تعالیٰ کی بیچوں معیت بیچوں ادراک کیساتھ ادراک کیجائے اور جملہ جہات ستہ کا احاطہ کرے، اور جو توجہ و حضور کہ پیدا ہوا تھا، اپنا منہ نیستی کیجانب پھیرے، اُسوقت ولایت کبریٰ کی سیر میں جو انبیاء کرام کی ولایت اور حضرت حق سبحانہ کے اسما، وصفات وشیونات کا دائرہ ہے، شروع ہوتے ہیں،

فصل

ولایت کبریٰ کے بیان میں

جو کہ لطیفہ نفس و انا کی فنا کا نام ہے، جاننا چاہیئے کہ توحید وجودی اور معیت حق کے اسرار جب اس ذرہ بمقدار پر وارد کئے گئے، تو یہ معلوم ہوا، کہ عرش مجید بلکہ اُسکے فوق سے لیکر تحت الثریٰ تک

[1] یعنی فوق تحت قدام خلف یمین و یسار[2] قال اللہ تعالیٰ الرحمن علی العرش استویٰ لہ ما فی السموٰت وما فی الارض وما بینہما وما تحت الثریٰ ۱۲ - لمصحہ سلمہ اللہ تعالیٰ

آں تاثرِ الٰہی نورِ بے محیط خود و محیط ہر ذرۂ
ممکنات دیدم و رنگ آں نور بسبب بی
رنگی بسیاہی مناسبت داشت و مصداقِ
وَكَانَ اللّٰهُ فِي عَمَاءٍ بود، و دران استغراق
حاصل شد، و بعضے از اسرار و علوم ایں
مقام واضح گشت، تا آنکہ بتاریخ پانزدہم
شہر ربیع الاول از ہماں سال کہ بندہ در
حضور حاضر شدہ بود، و از وقت ابتدائے
توجہ تا ایں ہنگام عرصہ دو ماہ و پنجروز گذشتہ
بود، حضرت پیر دستگیر مدّ ظلّہم العالی
توجہ بر لطیفہ نفس بندہ فرمودند، در ہماں
توجہ دیدم، کہ آفتاب وارے از مطلع
(نورے مانند آفتاب ۱۲)
نفس طلوع نمود، و آں نور سیاہ کہ
ذات حضرت حق می فہمیدم، از ہم ریخت
(نابود گشت ۱۲)
حتیٰ کہ نام و نشاں آں نور نماند، دیدم، کہ
وجود ممکنات کہ در نورِ سیاہ معدوم و مضمحل
دریافت مے شد، باز ظہور نمود، مانند وجودِ
(معلوم ۱۲)
ستارہا در شعشعان انوار آفتاب، لیکن در
(غلبہ ۱۲)
سیر قلبی تیزی بصر اینقدر نبود، کہ در وجود

تک ایک نور ہے، جو مجکو اور ممکنات کے ہر ذرہ
کو احاطہ کئے ہوئے ہے، اور اُسکا رنگ اُسکی بے
رنگی کے سبب سیاہی کے مناسب اور حدیث شریف
وَكَانَ اللّٰهُ فِي عَمَاءٍ کا مصداق تھا، اور اُس میں مجھے
استغراق حاصل ہوا، اور اس مقام کے کچھ اسرار
و علوم بھی مجھ پر واضح ہوئے، گذشتہ حالات کا
میں مورد بنا رہا، یہاں تک کہ اسی سال کو ماہ ربیع الاول
کی پندرھویں کو پیر دستگیر کے حضور میں حاضر ہوا اور
اور ابتداء توجہ سے اس وقت تک دو ماہ پانچ روز گذر چکے
تھے، اسوقت پیر دستگیر مد ظلہم العالی نے میرے لطیفہ
نفس پر توجہ فرمائی، اسی توجہ میں میں نے دیکھا، کہ آفتاب
کی مانند میرے نفس کے مطلع سے ایک نور نے طلوع
کیا، اور وہ نور سیاہ جسکو میں حضرت ذات حق
سمجھتا تھا، نیست و نابود ہو گیا، حتیٰ کہ اُس نور کا کچھ
بھی نام و نشاں باقی نہ رہا، میں نے دیکھا، کہ ممکنات
کا وجود جو سیاہ نور میں معدوم و نابود معلوم ہوتا
تھا، اُس نے پھر ظہور کیا، جیسے ستاروں کا وجود
آفتاب کے انوار و شعاع میں، لیکن سیر قلبی میں
بصر کی اس قدر تیزی نہ تھی، کہ ممکن اور واجب

ف یعنی وایں ذرہ بمقدار مصداق ایں حدیث بود، و دراں الخ ۱۲ ؎ وہذا قطعۃ من حدیث طویل رواہ
الترمذی ۱۲ ؎ یعنی سنہ یکہزار و دو صد و بست و پنجم ۱۲۲۵ھ ۱۲ لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ممکن و واجب تمیز نتوان کرد، لہٰذا قائل باتحاد
شدہ بود، چونکہ در سیرِ ولایت کبریٰ کہ ولایتِ
انبیاست، و مقامِ صحو و ہوشیاری ست
حِدّتِ نظرِ عنایت کردند، دیدم کہ وجودِ
(تیزی ۱۲)
ممکنات البتّہ ثبوتے و استقرارے دارد
لیکن وجود اشیاء وجود ظلی دریافت شد
کہ پرتوے از وجود الٰہی بر اعدام تافتہ (معلوم ۱۲)
آنرا موجود ساختہ است، و ہمچنیں صفاتِ
ممکنات پرتوے از صفات او سبحانہٗ
مشہود گردید، نہ عینِ آنہا و ہمیں ست
معنیٰ توحیدِ شہودی کہ در لطیفہ نفس مشہود
می شود، و ازینجا معنیٰ اقربیت او تعالیٰ
دریاب و فرقِ دیگر درمیانِ معیت و
واقربیت او بشنو، کہ غایتِ معیت اتحاد
ست، و کمالِ اقربیت در اثنینیت لیکن
اگر وجود در ممکن نمودار ست، مستفاد از
حضرتِ حق ست سبحانہٗ نہ از خود و اگر
صفات ظاہر گشت، ہم از آنجناب ست
و حقیقتِ او عدم ست، کہ مشاراً الیہ
(ممکن ۱۲)
بہیچ اشارت نمیتواند شد و اشارت انا
و انت بر وجود خواہد یافت، نہ بر عدم

معنٰی توحید شہودی و معنے اقربیت او تعالےٰ

و فرق درمیان

وجود اثنینیت یعنی دوئی

کے وجود میں تمیز کر سکتا، لہٰذا اُس وقت اُن
دونوں کے اتحاد کا قائل ہوگیا، چونکہ ولایت کبریٰ
کی سیر میں جو انبیاء علیہم السلام کی ولایت اور صحو
ہوشیاری کا مقام ہے، نظر کی تیزی عنایت کی گئی، تو
میں نے دیکھا، کہ ممکنات کا وجود البتہ ایک نوع کا ثبوت
واستقرار رکھتا ہے، لیکن اشیاء کا وجود ظلی وجود
معلوم ہوا، جس کو وجود الٰہی کے پرتو نے اعدام
پر پڑ کر موجود کر دیا، اور اسی طرح ممکنات کے صفات
حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے صفات کا پرتو ہیں، نہ ان
صفات حق کا عین اور توحید شہودی کا معنے،
جس کا مشاہدہ لطیفہ نفس میں ہوتا ہے، یہ ہی ہے
اور حق تعالےٰ کی اقربیت کے معنے بھی یہاں سے
غور کیساتھ سمجھ ے، اور دوسرا فرق اللہ تعالےٰ کی اقربیت
و معیت میں یہ ہے، سُن لے، کہ معیت کی غایت اتحاد
ہے، اور اقربیت کا کمال اثنینیت اور دوئی میں ہے
لیکن ممکن میں اگر وجود نمودار ہے، تو حضرت حق سبحانہٗ
سے ہی مستفاد ہے، نہ خود اُسکے اپنے پاس سے اور اگر
اُسمیں صفات کا ظہور ہے تو وہ بھی اُسی جناب سے ہے اُسکی
اپنی حقیقت تو عدم ہی عدم ہے جو کسی ایک اشارہ کا بھی
مشارٌ الیہ نہیں ہو سکتا، اور انا و انت کا اشارہ
وجود ہی کیجانب ہوگا، نہ عدم کی، پس اس تحقیق

پس ازیں تحقیق معلوم شد کہ وجود اصل
نسبت بوجودِ ظل بظل نزدیک ترست،
زیرا کہ ظل ہرچہ دارد، از اصل دارد، نہ از
خود واگر بر وجودِ خود نگاہ میکند، پرتوے
از اصل مے یابد نہ از خود واگر بصفات
خود نظر می اندازد، ہم نمونہ از صفات
اصل می بیند، لاجرم باقربیّت اصل اقرار
خواہد نمود، چہ قربیکہ ظل را بخود پیدا گردیدہ
است از باعثِ وجود اصل است، پس
اصل اقرب آمد بظل از وجودِ او اگرچہ
بیان اقربیت در تقریر نمے گنجد، و در تحریر
راست نمے آید، چہ عقلِ ناقص در ادراک
(یعنی حسب فہم و عقل ۱۲)
نزدیکتر پر از خود عاجز ست، لیکن این معاملہ
وراء طور عقل ست، موقوف بر انکشاف
تام ست، باید دانست کہ دائرۂ ولایت
کبریٰ متضمن سہ[۳] دائرہ و یک قوس ست

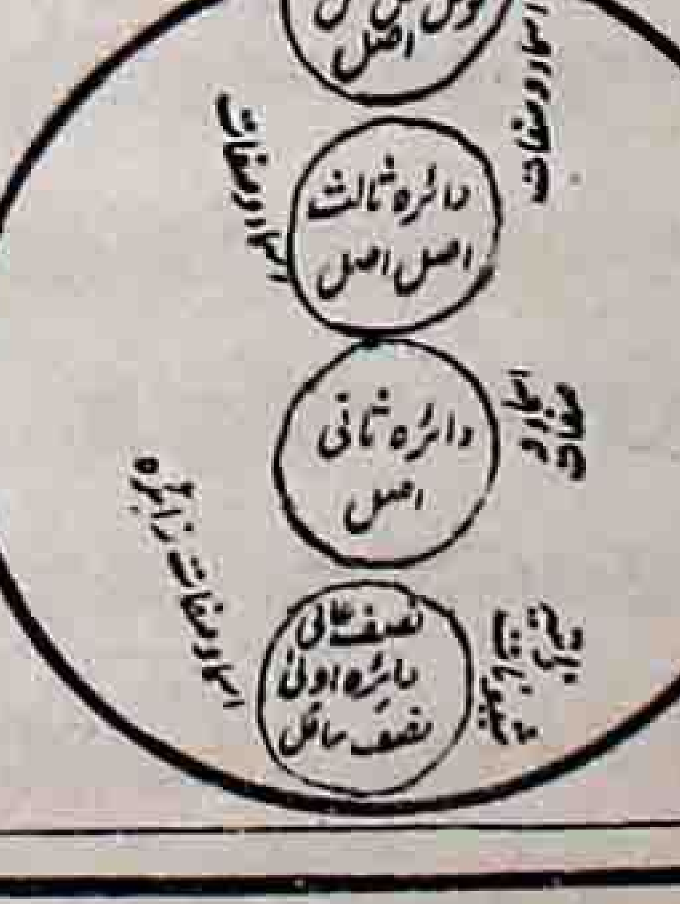

سے معلوم ہوا، کہ اصل کا وجود ظل کے وجود
کی نسبت ظل کے بہت زیادہ نزدیک ہے
کیونکہ ظل کے پاس جو کچھ بھی ہے، وہ اس نے
اپنے اصل سے لیا ہوا ہے، نہ کہ اپنے پاس
سے، اور اگر وہ اپنے وجود پر نگاہ کرتا ہے
تو اس کو بھی اپنے اصل ہی کا پرتو پاتا ہے اور
اگر وہ اپنے صفات پر نظر ڈالتا ہے، تو انکو
بھی اپنے اصل کے صفات ہی کا نمونہ دیکھتا
ہے، لہذا اپنے اصل کی اقربیّت کا خواہ مخواہ
اقرار کرے گا، کیونکہ ظل کو جو قرب اپنے ساتھ
پیدا ہوا ہے، وہ اس کے اصل کے وجود
ہی کے سبب سے ہے، پس اصل ظل کے وجود
کی نسبت ظل کے زیادہ قریب ہے، گو اقربیت
کا بیان تقریر میں نہیں آسکتا، اور تحریر میں
بھی ٹھیک نہیں آسکتا، کیونکہ عقل ناقص
اپنے سے نزدیک کے ادراک سے عاجز
ہے، لیکن یہ معاملہ عقل کے قانون سے دور
دور اور کامل انکشاف پر موقوف ہے، جاننا
چاہیئے، کہ ولایت کبریٰ کا دائرہ تین دائروں
اور ایک قوس (نصف دائرہ) کو متضمن ہے،

. . . .

Marfat.com

یعنی نیمہ دائرہ در دائرہ اُولیٰ از دوائر ثلثہ ولایت کبریٰ سیر اقربیت و توحیدِ شہودی منکشف میشود و نصف سافل این دائرہ متضمن اسماء و صفات زائدہ است و نصف عالی آن مشتمل بر شیونات ذاتیہ تا این دائرہ عروج لطائف خمسہ عالم امر میشود، و مورد فیض این دائرہ لطیفہ نفس ست، باشتراکت لطائف مذکورہ و درین دائرہ مراقبہ اقربیت یعنی مفہوم آیہ شریفہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ خیال میکنند، چون از دائرہ اقربیت (یعنی دائرہ اولیٰ ۱۲) عروج واقع خواہد شد، سیر در دائرہ اصل خواہد افتاد، و از دائرہ اصل بدائرہ اصل اصل ترقی خواہد نمود، و از اصل اصل باصل ثالث کہ عبارت از قوس ست سیر خواہد کرد، و درین دو نیم دائرہ کمال استہلاک واضمحلال حاصل میشود، و چون حضرت پیر دستگیر درین دوائر براین بندہ توجّہ فرمودند، دیدم کہ میزاب نور بیرنگ ازین دو دوائر بر لطیفہ نفس من بشدت تمام ریختند

ولایت کبریٰ کے ان تین دائروں میں سے پہلے دائرے میں اقربیت اور توحید شہودی کی سیر منکشف ہوتی ہے، اور اس دائرے کا نصف تحتانی اسماء اور اور صفات زائدہ کا متضمن ہے، اور اس کا نصف فوقانی حق سبحانہ کے شیونات ذاتیہ پر مشتمل ہے، عالم امر کے لطائف خمسہ کا عروج اسی دائرے تک ہوتا ہے، اور اس دائرے کا مورد فیض لطیفہ نفس بشرکت لطائف مذکورہ ہے، اور اس دائرہ میں مراقبہ اقربیت کا (یعنی آیہ شریف ونحن اقرب الیہ من حبل الورید کا مفہوم) تصور کرتے ہیں، سالک دائرہ اقربیت (یعنی پہلے دائرہ) سے جب عروج کریگا، تو پھر اُسکی سیر دائرہ اصل میں واقع ہوگی، اور دائرہ اصل سے دائرہ اصل الاصل کیطرف ترقی کریگا، اور اصل لاصل سے تیسرے اصل یعنی قوس کیطرف سیر کریگا، اور پہلے دائرہ کے نصف تحتانی ونصف فوقانی میں کامل استہلاک ونیستی پیدا ہوتی ہے، اور حضرت پیر دستگیر نے ان سہ گانہ دوائر میں اپنے اس غلام پر جب توجہ فرمائی، تو میں نے دیکھا، کہ ان دوائرے بیرنگ نور کا ایک میزاب (پرنالہ) میرے لطیفہ نفس پر پوری طاقت

لہ یعنی نصف سافل و نصف عالی دائرہ اولیٰ ۱۲ لمصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

که وجود و هستی مرا مثل نمک که در آب افتد
بتمام گداخت، حتی که نام و نشان از وجود
من باقی نماند، و زوال عین و اثر میسر
شد، و اطلاق لفظ انا بر خود متعذر دانستم
و مَورِدِ براے انا نیافتم، حتی که در
دریاے عدمیت فرو رفتم، که ناپیدا کنار
بود، به یقین معلوم گردید، که حقیقتِ فنا
درین ولایت میسر میشود، و آنچه در ولایت
سابق بود، صورت فنا بود، و درین دو
نیم دائره مراقبه محبت یعنی مفهوم آیه کریمه
یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ میکنند، و درین دوائر
موردِ فیض لطیفه نفس ست، که عبارت
از انانے سالک ست، بدانکه مراقبه این
دوائرها بایں طریق میکنند، که خود را بخیال
داخل آں دائره کرده بلحاظ میفرمایند، که
فیض محبت از دائرۂ اصل اسما و صفات
بر لطیفه انانے من وارد میشود، و همچنیں
از دائرۂ اصل اصل فیض محبت بر انانے
من وُرُود میکند، و همچنیں باز قوس که
اصل ثالث ست فیض محبت بریں لطیفه
می آید، و درین دوائر تهلیل لسانی بلحاظ

سے گرایا گیا، جسکے باعث میرا وجود و میری ہستی نمک
در آب کی مانند بالکل گل گئی، حتی کہ میرے وجود کا
نام و نشان تک بھی باقی نہ رہا، اور عین و اثر کے
زوال کا مقام میسر ہوا، اور لفظ انا کا اطلاق اپنے اوپر
مینے بہت ہی دشوار جانا بلکہ مینے انا کے ورود کا محل
ہی نہ پایا، حتے کہ عدمیت کے ناپیدا کنار دریا میں
ڈوب گیا، اسوقت یہ یقین معلوم ہوا، کہ فنا کی حقیقت
تو اسی ولایت میں حاصل ہوتی ہے، اس سے پہلے پہلے
جو کچھ بھی تھا، وہ تو فنا کی صورت ہی صورت
تھی، اور پہلے دائرہ کے نصف تحتانی اور نصف فوقانی
میں مراقبہ محبت یعنی آیۃ شریفہ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ کا
مفہوم کرتے ہیں، اور ان دوائر میں مورد فیض لطیفہ نفس
ہے، یعنی سالک کا انا مخفی نہ رہے کہ ان دوائر میں مراقبہ
اس طریقہ سے کرتے ہیں، کہ اپنے آپکو اپنے خیال سے
دائرہ کے اندر داخل کر کے بہ لحاظ و تصور کرتے ہیں کہ
دائرہ اصل اسما و صفات سے محبت کا فیض میرے لطیفہ انا پر
وارد ہو رہا ہے، اور اسیطرح دائرہ اصل الاصل سے
محبت کا فیض میرے انا پر ورود کر رہا ہے، اور ایسا
ہی تیسرے اصل یعنی قوس سے بھی محبت کا فیض اسی لطیفہ
کو پہنچ رہا ہے، اور ان دوائر میں کلمہ توحید کا
زبانی ذکر بھی بلحاظ معنے فائدہ بخشتا ہے،

۱ بزبان لا اله الا الله گفتن ۱۲

Marfat.com

معنی نیز مفید می افتد، راقم گوید، عفی عنہ کہ بندہ را بتوجہ پیر دستگیر جعلنی اللہ فداہ کشف ایں دوائر نیز شدہ است، آنچہ ما بہ الامتیاز ایں دوائر دریافتہ ام، قلت وکثرتِ انوار بضعف و قوت در عرض وطول وبیرنگیِ نسبتِ فوق ست، بما تحتِ خود و نیز درویشانے را کہ توجہ دریں دوائر کردہ ام، اکثر برا کشفِ ایں دوائر حاصل شدہ است وعلامت قطع شدنِ ہر دائرہ و تمام شدنِ او آنست، کہ دائرہ مثل قرصِ آفتاب بر سالک مکشوف میشود، ہر قدر از دائرہ کہ قطع میشود، ہماں قدر از دائرہ نورانی بکمالِ شعشعاں ہویدا میگردد و آں قدر از دائرہ کہ قطع نشدہ است، مانندِ آفتاب کہ در وقتِ کسوف بے نور مینماید معلوم میشود، وعلامتِ تمام شدنِ دائرہ ولایت کبرٰی آنست، کہ معاملہ فیض باطن کہ بدماغ تعلق داشت بسینہ متعلق میشود اینوقت شرحِ صدر حاصل میگردد و وسعتِ سینہ آنقدر میشود، کہ از بیان خارج ست اگرچہ در سیر قلبی وسعت قلب آں مقدار

.... راقم الحروف عفی عنہ (مصنف رسالہ ہٰذا) کہتا ہے، کہ پیر دستگیر (میں اُنکے قربان) کی توجہ سے یہ تینوں دائرے بھی مجھ پر مکشوف ہوئے اور ان دوائر ثلثہ کی ایک دوسرے سے امتیاز وجدائیگی میرے علم میں عرض وطول کے اندر ضعف وقوت میں اُنوار کی کمی وزیادتی پر مبنی ہے، و نیز ماتحت کی بہ نسبت نسبت فوق کے بیرنگ ہونے پر، اور اپنے مذکورہ مکشوفہ دوائر سہ گانہ میں جن درویشوں کو میں نے توجہ دی، اُن میں سے اکثروں پر یہ دوائر منکشف ہوئے، اور ہر دائرہ کے قطع وتمام ہونیکی علامت یہ ہے، کہ دائرہ آفتاب کے قرص کی مانند سالک پر ظاہر ہوجائے، اور دائرہ کا جسقدر حصہ قطع ہوجائے، اتنا ہی حصہ کمال نورانیت کیساتھ ظاہر ہو، اور جس قدر دائرہ کا حصہ بے قطع باقی رہجائے، وہ بے نور معلوم ہو، جیسا کہ آفتاب کسوف (گہن لگنے) کیوقت بے نور دکھائی دیتا ہے، اور ولایت کبرٰی کے کامل دائرہ کے طے ہونیکی علامت یہ ہے، کہ فیض باطن کا معاملہ جو دماغ سے تعلق رکھتا ہے سینہ کے متعلق ہوجاتا ہے، اسوقت شرح صدر بھی حاصل ہوجاتی ہے، اور سینہ کی وسعت وفراخی تو اسقدر حاصل ہوجاتی ہے، جو بیان سے باہر ہے، گو سیر قلبی

Marfat.com

شدہ بود، کہ آسمانہائے متعدد درونِ قلبِ
خود دیدہ بودم، و در قلبِ خود قلوب
بسیار مشاہدہ نمودہ بودم، لیکن این وسعت
فقط در قلب بود، و وسعت صدر کہ در
ولایت کبریٰ حاصل میشود، شامل تمام
سینہ عموماً و در محلِ لطیفہ اخفیٰ خصوصاً
مے شود، و علامت شرح صدر بطریق
وجدان آنست، کہ چون و چرا از احکامِ
قضا مرتفع میشود، و درین مقام نفس مطمئنہ
میگردد، و بر مقام رضا ارتقاے فرماید
و در جمیع احوال راضی بقضا میماند، اگر بعد
قطع شدن این دوائر مراقبہ اسم الظاہر
نماید، و موردِ فیض این مراقبہ لطیفہ نفس
و لطائف خمسہ عالمِ امر خیال نماید، قوتے و
عرضے (فراخی ۱۲) در نسبت باطن پیدا می شود چنانچہ
حضرت پیر دستگیر بندۂ خود را این مراقبہ
(یعنی مصنف علیہ الرحمۃ ۱۲)
تلقین فرمودہ بودند، و فوائد آن را دریافتہ
ام، و یاران را این مراقبہ تلقین نمودہ ام
باید دانست، کہ ہمچنان کہ ظلالِ اسماء و
صفات مبادی تعینات خلائق اند سوائے
انبیاء کرام و ملائکہ عظام علیہم السلام

میں قلب کی وسعت اسقدر ہو گئی تھی، کہ کئی آسمان
میں نے اپنے قلب کے اندر مشاہدہ کئے تھے، اور
کئی ایک قلب بھی اپنے قلب میں دیکھے تھے، لیکن یہ
وسعت فقط قلب ہی تک محدود تھی، اور وسعت صدر
جو ولایت کبریٰ میں حاصل ہوتی ہے، وہ تو تمام سینہ میں عموماً
اور محل لطیفہ اخفیٰ میں خصوصاً ہوتی ہے، اور شرح
صدر کی علامت بطریق وجدان یہ ہے، کہ شرح صدر
میں قضا و قدر کے احکام سے چون و چرا و تمام اعتراضات
رفع ہو جاتے ہیں، اور نفس بھی مطمئنہ ہو جاتا ہے اور
عروج کر کے مقام رضا میں پہنچ جاتا ہے، اور تمام
احوال میں راضی بقضا رہتا ہے، اگر سالک ان
دوائر کے طے ہونیکے بعد اسم الظاہر کا مراقبہ کرے
اور اس مراقبہ میں مورد فیض لطیفہ نفس اور لطائف
خمسہ عالم امر کو تصور کرے، تو نسبت باطن میں
بڑی قوت اور وسعت پیدا ہو جاتی ہے، چنانچہ حضرت
پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو بھی اس مراقبہ کی تعلیم
فرمائی تھی، اور اسکے فوائد و نتائج بھی مجکو حاصل
ہو گئے تھے، اور اپنے یاروں کو بھی یہی مراقبہ تعلیم
کر دیا تھا، جاننا چاہیے، کہ جیسے اسماء و صفات کے
ظلال تمام خلائق کے باستثنائے انبیاء کرام و
ملائکہ عظام علیہم السلام مبادی تعینات ہیں، اور

Marfat.com

وسیر ایں مرتبہ را مسمّٰی بولایتِ صغریٰ ساختہ اند، سیر ایں مرتبہ اسما و صفات و شیونات راکہ مبادی تعینات انبیاء کرام اند، مسمّٰی بولایت کبریٰ میفرمایند و مبادی تعیناتِ ملائکہ عظام کہ مسمّٰی بولایت علیاست ہنوز در پیش ست،

فصل

دربیانِ ولایت علیا و سیر عناصر ثلثہ

سوائے عنصرِ خاک و فنا و بقاءِ آنہا چوں در دوائر ولایت کبریٰ حضرت پیر دستگیر بریں کمترین غلامانِ خود توجہات فرمودند واحوال و کیفیاتِ ہر دائرہ بریں بندہ فائض شد، تا آنکہ توجہ برائے شرح صدر فرمودند، دیدم کہ معاملۂ دماغی متعلق بصدر شد، و وسعت سینہ را دریافتم از پانزدہم جمادی الثانی از سالِ مسطور ۱۳۲۵ توجہ برعناصرِ غلام خود فرمودند دیدم کہ عناصر ثلثہ را جذبات الٰہیہ در رسید وعروجے واقع شد، واحوال لطیفہ وکیفیات بیرنگ برعناصر وارد شدند

اور اس مرتبہ کی سیر ولایت صغریٰ کے نام سے موسوم کیگئی ہے، یعنے اسماء صفات وشیونات جو انبیاء کرام کے مبادی تعینات ہیں انکی سیر کو ولایت کبریٰ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اور ملائکہ عظام کے مبادی تعینات جنکو ولایت علیا کہا جاتا ہے، ابھی تک ان کی سیر درپیش ہے

فصل

اس فصل میں تین امر کا بیان ہے

(۱) ولائت علیا (۲) عناصر ثلثہ آب و آتش کی سیر (۳) انہی تین کی فنا و بقا، حضرت پیر دستگیر نے جب ولایت کبریٰ کے دوائر میں اپنے اس کمینہ غلام پر توجہات فرمائیں، اور ہر دوائر کے احوال و کیفیات اس غلام پر وارد ہوئے، حتّٰی کہ شرح کیواسطے بھی توجہ فرمائی، تو مینے دیکھا، کہ دماغی معاملہ نے سینہ کیساتھ تعلق پکڑا، اور سینہ کی وسعت بھی مجھکو معلوم ہوئی، پھر سن بارہ سو پچیس ۱۳۲۵ ہجری کے ماہ جمادی الثانی کی پندرھویں تاریخ کو اپنے غلام کے عناصر پر توجہ فرمائی، میں نے دیکھا، کہ میرے عناصر ثلثہ پر الٰہی جذبات وارد ہوئے، اور عروج بھی واقع ہوا، اور پاکیزہ حالات اور

Marfat.com

وایں عناصر ثلثہ را فنائے درذاتیکہ مسمّٰی
الباطن ست، میسّر شد، واضمحلال و
استہلاکِ ایں عناصر را دراں مرتبہ مقدّسہ
حاصل گردید، وبقای بآں مرتبہ متعالیہ
میسّر شد، ومناسبتے بملائکہ کرام بہم رسید
زیارت ایں بزرگواراں نیز میسّر شد، و
خود را داخل درمقام ایشاں یافت بدانکہ
سیر در ولایتِ صغریٰ و ولایت کبریٰ سیر در
اسم الظاہر بود، وسیریکہ در ولایت
علیا حاصل میشود، سیر دراسم الباطن
ست وفرقے درمیان اسم الظاہر واسم
الباطن آنست، کہ درسیر اسم الظاہر تجلیات
صفاتی وارد میشود، بملاحظہ ذات و در
سیر اسم الباطن اگرچہ تجلیات اسما وصفات
ست لیکن احیاناً ذات ہم مشہود میگردد
تعالت وتقدست وصورت مثالی ایں
دائرہ ازعنایت حضرت پیر دستگیر براین
فقیر منکشف گشت، دیدم کہ دائرہ ولایت
علیا ظاہر شد لیکن

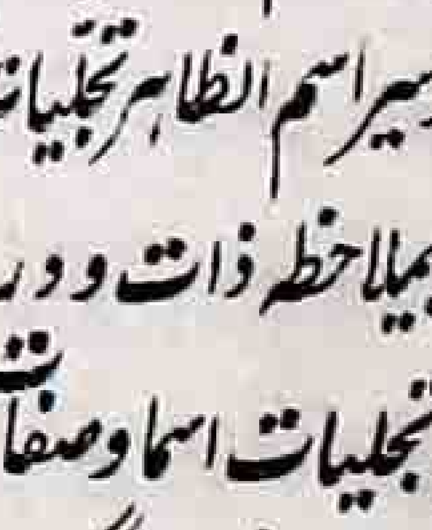

مانند خطوط شعاعی
آفتاب اسما وصفات

ہیرنگ کیفیات نے عناصر پر صدور فرمایا، اوران
عناصر ثلثہ کو اسم الباطن کی مسمّٰی ومصداق ذات
میں فنا میسّر ہوئی، اوراُس مرتبہ مقدسہ میں ان
عناصر کو نیستی واستہلاک بھی حاصل ہوا، اور
اس مرتبہ متعالیہ کے ساتھ بقا بھی حاصل ہوئی
اور ملائکہ کرام کے ساتھ بھی مناسبت پیدا ہوئی
اوران بزرگوں کی زیارت بھی نصیب ہوئی
اور اپنے آپ کو میں نے اس مقام کے اندر
داخل پایا، اب معلوم رہے، کہ ولایت صغریٰ اور
ولایت کبریٰ کی سیر اسم الظاہر کی سیر تھی، اور ولایت
عُلیا میں جو سیر حاصل ہوتی ہے، وہ اسم الباطن
کی سیر ہے، اور اسم الظاہر واسم الباطن کے درمیان
یہ فرق ہے، کہ اسم الظاہر کی سیر میں ذات کا لحاظ کرنے
کے بغیر ہی محض صفاتی تجلیات وارد ہوتی ہیں، اور
اسم الباطن کی سیر میں گو اسما وصفات کی بھی تجلیات
میسّر آتی ہیں، مگر کبھی کبھی ذات تعالت وتقدست
بھی مشاہدہ میں آہی جاتی ہے، اور حضرت پیر دستگیر
کی مہربانی سے اس دائرہ کی صورت مثالی بھی اس
فقیر پر منکشف ہوئی، میں نے دیکھا، کہ ولایت
علیا کا دائرہ ظاہر ہوا، مگر آفتاب کے شعاعی
خطوط کی مانند حضرت حق کے اسماء وصفات

Marfat.com

حضرت حق ایں دائرہ را احاطہ نمودہ لیکن
احیاناً بےخطوط ہم آں دائرہ مشہود میشود
امّا درکمال بیرنگی ظاہر میگردد، باز آں
خطوط شعاعی روپوش میشوند، بدانکہ ولایت
علیا مانند مغز است، و ولایت کبریٰ چوں
پوست بلکہ ہر دائرہ تحتانی نسبت بدائرہ (است)
فوقانی ہمیں مناسبت دارد، مگر در کمالات
نبوت کہ نسبت بولایت ایں مناسبت (یعنی مناسبت بمغز و)
ہم متصور نیست، و دریں دائرہ مراقبہ
ذاتے کہ مسمّیٰ الباطن است، اینجا بندہ
مورد فیض درینولایت عناصر ثلثہ اند،
سوائے عنصر خاک و تہلیل لسانی و
صلوٰۃ تطوع با طولِ قنوت ترقی بخش
اینمقام ست، و دریں مقام ارتکاب
رخصت شرعی ہم خوب نیست، بلکہ عمل
بعزیمت درینمقام ترقی می بخشد، سرّش
آنست، کہ عمل برخصت آدمی را بطرف
بشریت میکشد، و عمل بعزیمت مناسبتے
بملکیت پیدا میکند، پس ہر قدر کہ مناسبت
بملکیت زیادہ حاصل شود، ترقی دریں
ولایت زود تر میسر آید و اسراریکہ دریں

اس دائرہ کو احاطہ کئے ہوئے تھے، لیکن دائرہ
کبھی کبھی بغیر ان خطوط کے بھی مشہود ہوتا ہے، مگر
کمال بیرنگی میں ظاہر ہوتا ہے، اور پھر وہ خطوط
شعاعی روپوش ہو جاتے ہیں، مخفی نہ رہے، کہ ولایت
علیا مغز کی مانند ہے، اور ولایت کبریٰ چھلکے کی
مانند بلکہ ہر دائرہ تحتانی بھی دائرہ فوقانی کی نسبت
یہ ہی مناسبت رکھتا ہے، مگر کمالات نبوت میں
ولایت کی بہ نسبت اس قسم کی مناسبت بھی نہیں ہو
سکتی، اور اس دائرہ میں اسم الباطن کی مسمّی و
مصداق ذات کا مراقبہ کرتے ہیں، اور فیض کا مورد
اس ولایت میں عناصر ثلثہ آب آتش باد ہیں، اور کلمہ
توحید کا زبان سے ذکر کرنا اور نفلی نماز طول قیام و
قرات کے ساتھ ادا کرنا اس مقام میں ترقی بخشنے
والا ہے، اور اس مقام میں رخصت شرعی کا اختیار
کرنا بھی مستحسن نہیں خیال کیا گیا، بلکہ عزیمت پر عمل
کرنا اس مقام میں ترقی بخشتا ہے، اس میں راز یہ ہے
کہ رخصت پر عمل کرنا آدمی کو بشریت کیطرف کھینچ لیجاتا
ہے، اور عزیمت پر عمل کرنا ملکیت کے ساتھ مناسبت
پیدا کرتا ہے، پس جسقدر ملکیت کیساتھ زیادہ مناسبت
حاصل ہوگی، اسی قدر اس ولایت میں ترقی جلد تر
میسر آئیگی، اور اس ولایت کے حاصل شدہ اسرار

Marfat.com

ولایت حاصل می شود، مانند توحید وجودی
وشہودی نیست، کہ چیزے[1] بہ بیان در آید
بلکہ اسرار ایں ولایت لائق تر باستتار (پوشیدہ داشتن ۱۲)
اند، وبہیچ وجہ قابل اظہار نیستند خوش
گفت، **بیت**

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

واگر فی المثل (بالفرض ۱۲) چیزے گفتہ شود، عبارتے
از کجا پیدا آید، کہ ایں اسرار را بیان نماید
دریافت (علم ۱۲) ایں اسرار بدوں (بغیر ۱۲) توجہ شیخ
کہ دریں ولایت تحققے (مقتدا ۱۲) پیدا نمودہ وبایں
اسرار فائض (فیض مند ۱۲) گردیدہ است، محال ست
اینقدر وا مینمائم (اظہار میکنم ۱۲) کہ درینوقت باطن سالک
مظہر مسمی الباطن میشود، فہم من فہم و
درینولایت وسعتے در تمام بدن پیدا میشود و
احوال لطیفہ بر تمام قالب می آید، چوں
حضرت پیر دستگیر بر غلام خود توجہ تا ایں
مقام فرمودند، بندہ را ضرورتے پیش آمد
کہ قصد رفتن رامپور[2] کردم، واز جناب مبارک

توحید وجودی، اور توحید شہودی کی مانند نہیں ہیں، کہ
بیان میں آسکیں، بلکہ اس ولایت کے اسرار تو پوشیدہ رکھنے
کے ہی زیادہ لائق ہیں، اور کسیطرح بھی اظہار کے قابل
نہیں، کسی نے کیا اچھا کہا ہے، **بیت** مصلحت نیست الخ
ترجمہ راز کا پردہ سے باہر آنا مصلحت کے خلاف ہے
ورنہ رندوں کی مجلس میں تو ہر قسم کی خبر موجود ہے۔
اور بالفرض کسی راز کے اظہار کا قصد بھی کیا جائے
تو ایسی عبارت کہاں سے آئے، جو ان اسرار کو بیان
کرسکے، ان اسرار کا علم ایسے ہی شیخ کی توجہ سے حاصل
ہوسکتا ہے، جس نے اس ولایت میں کمال اتصاف پیدا
کیا ہو، اور ان اسرار کے فیض سے فیضیاب ہوچکا ہو
ورنہ ان اسرار کی دریافت تو بالکل محال ہے، میں صرف
اسقدر ظاہر کردیتا ہوں، کہ اسوقت سالک کا باطن اسم
الباطن کے مسمی ومصداق کا مظہر بن جاتا ہے سمجھنے
والے سمجھ گئے، اور اس ولایت کیوقت سالک کے تمام
بدن میں وسعت وفراخی پیدا ہوجاتی ہے، اور لطیف
لطیف احوال سارے جسم پر وارد ہوتے ہیں، جب حضرت
پیر دستگیر نے اپنے غلام پر اس مقام تک توجہ فرمائی
تو مجھ کو ایک ایسی ضرورت پیش آئی، جس کی وجہ سے

[1] یعنی آں اسرار بایں مشابہ نیست کہ چیزے از آنہا در بیان آید، و بہ بیان سنجد ۱۲ [a] یعنی صاحب حال شدہ ۱۲ [2] بلدہ ایست معروف در ممالک متوسط ہندوستان ریاست اسلامی ۱۲

حضرتِ ایشاں استدعای رخصت نمودم بندہ را در مجمع اصحابِ خود خلعت خلافت مرحمت فرمودند، و ملبوس خاص کہ کلاہ و قمیص و عصا و سجادہ است، عطا کردند و بدست خویش کلاہ مبارک برسر بندہ نہادند، و قمیص در بر پوشانیدند، و ایں الفاظ بر زبان شریف در آوردند، کہ چنانچہ حضرت مرزا صاحب قبلہ مرا بخلافتِ خویش ممتاز فرمودند، ما ہمچناں ترا اجازت طریقہ عطا کردیم، باز ارشاد کردند، کہ ترا در نسبتِ خاندان قادری و چشتی توجہ میفرمائم، و بندہ را برابر زانوے مبارک خویش بہ نشانیدند و عالمین ربانی و عارفین سبحانی اعنی حضرت مولٰنا خالد رومی و حضرت مولوی بشارت اللہ بھڑائچی را کہ از قدوہ اصحاب و از مخلص احباب حضرتِ ایشاں اند قریب بندہ بنشانیدند، اوّل فاتحہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواندہ، توجہ در نسبت قادری کردند، در مراقبہ دیدم، کہ جنابِ مبارک حضرت غوث الثقلین[۱]

میں نے رامپور جانیکا قصد کیا، اور حضرت پیر دستگیر کی خدمت مبارک میں رخصت کی درخواست کی، تو حضرت نے اپنے یاروں کے مجمع میں خلافت کی خلعت عطا فرمائی، اور اپنا ملبوس خاص (یعنی کلاہ و قمیص و عصا و سجادہ) مرحمت فرمایا، اور خاص اپنے ہاتھ کیساتھ کلاہ مبارک میرے سر پر رکھا، اور قمیص پہنائی، اور یہ الفاظ اپنی زبان مبارک پر مذکور فرمائے (جیسے حضرت مرزا صاحب قبلہ نے مجکو اپنی خلافت کیساتھ ممتاز فرمایا، ویسے ہی ہم نے بھی تجکو طریقہ کی اجازت عطا کی، اسکے بعد ارشاد کیا، کہ خاندان قادری اور چشتی میں بھی ہم تجکو توجہ دیتے ہیں، یہ فرماکر بندہ کو اپنے زانو مبارک کے برابر بٹھلا لیا، اور ہر دو عالم ربانی و عارف سبحانی مولٰنا خالد رومی اور حضرت مولوی بشارت اللہ صاحب بھڑائچی کو بھی جو جناب پیر دستگیر کے برگزیدہ اور مخلص احباب میں سے ہیں، بندہ کے قریب ہی بٹھلا لیا، بعد ازاں آپنے پہلے بروح پاک حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتحہ پڑھکر نسبت قادری میں توجہ دی، نتیجہ یہ ہوا، کہ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں، کہ جناب مبارک حضرت[۲]

[۲] یعنی شیخ عبد القادر جیلانی معروف پیر پیراں ۱۲

[۱] یعنی شیخ الشیوخ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف ارزانی فرمودند
وبطورے برگردنِ غلام خود نشستہ اند
کہ ہر دو پائے مبارک آں حضرت برابر
سینہ من ہستند، وآں حضرت تاجِ مکلّل
برسر ولباس فاخرہ دربر دارند، وانوار
مبارک آں حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مرا احاطہ فرمودند، و در رنگِ نسبت آں
حضرت رنگین گردیدم، بعدہٗ حضرت
پیر دستگیر دست مبارک بر زانوے
بندہ زدہ فرمودند، ترا در نسبتِ چشتیہ
توجہ میکنم، آگاہ باش، و فاتحہ بارواح
مبارک حضرات چشتیہ خواندہ متوجہ
شدند، دیدم کہ حضرتِ خواجہ خواجگان اعنی
حضرت خواجہ معین الدین وحضرت خواجہ
قطب الدین وحضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر
وحضرت سلطان المشائخ نظام الدین
اولیاؒ، وحضرت مخدوم علاؤ الدین علی
صابر قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم تشریف
آوردند، و نورِ نسبتِ ہریکے ازیں اکابر
جدا جدا معاینہ کردم، وآثارِ نسبتہائے ایں

غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما
ہوئے، اور اپنے غلام (مصنّف رسالہ) کی گردن پر
اس وضع سے بیٹھے ہوئے ہیں، کہ آپکے دونوں پاؤں
مبارک میرے سینہ کے برابر ہیں، اور آپنے اپنے سر پر
ایک جڑاؤ درخشاں تاج رکھا ہوا ہے، اور بدن میں مکلف
لباس پہنا ہوا ہے، اور آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
انوار مبارک مجھکو احاطہ کئے ہوئے ہیں، اور میں
آنحضرت کی نسبت کے رنگ میں رنگین ہو گیا ہوں
بعد ازاں حضرت پیر دستگیر نے میرے زانو پر ہاتھ
مار کر فرمایا، کہ اے اب میں تجھکو نسبت چشتیہ میں توجہ
دیتا ہوں، خبردار ہو جا، اور ارواح مبارکہ حضرتِ
چشتیہ فاتحہ پڑھکر توجہ فرمانی شروع کی، دیکھتا کیا
ہوں، کہ حضرت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ
معین الدین وحضرت خواجہ قطب الدین وحضرت
خواجہ فرید الدین گنج شکر وحضرت سلطان المشائخ
نظام الدین اولیا وحضرت مخدوم علاؤ الدین علی صابر
قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم تشریف لائے ہیں
اور ان اکابر میں سے ہر ایک کی نسبت کا نور
میں نے جدا جدا معاینہ کیا، اور نیز ان اکابر کی
نسبت کے آثار اپنے اندر پائے، میں نے

لہ از قبیل ان ابراہیم کان امۃ ۱۲

Marfat.com

اکابر در خود یافتم، دیدم، کہ حضرت نظام الدین
بکمالِ محبوبیتے کہ دارند ظہور فرمودند، و
در پائے مبارک آنحضرت رنگ حنا دریافتہ دریافت
شد، چوں ایں معاملہ گذشت، حضرت
پیر دستگیر فرمودند، کہ نسبت ایں اکابر
جدا جدا دریافتی، بندہ عرض کرد، کہ بلے
از تصدق آنحضرت اگر ارشاد شود جدا
جدا عرض نمایم، فرمودند، خاموش، و
ایں اسرار از مرداں بپوش باش، و اجازت
نامہ بدست خط خاص مزیّن بہ مہر خود
فرمودہ بہ بندہ عنایت کردند، و آں
اجازت نامہ ایں ست، کہ بطریق اختصار
ثبت نمودہ میشود

تحریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ فقیر عبد اللہ معروف غلام علی
عفی عنہ گذارش مینماید، کہ فضائل و کمالات
مرتبت صاحبزادہ والا نسب حضرت حافظ
محمد ابو سعید را اَسعدہُ اللہُ فِی الدّارین
اشتیاق کسب نسبت باطنی آباء کرام
خود رحمۃ اللہ علیہم پیدا شد، و رجوع
بہ فقیر آوردند، برعایت حقوق بزرگانِ

دیکھا، کہ حضرت نظام الدین نے اپنی کمال محبوبیت
کیساتھ ظہور فرمایا، اور آپکے پاؤں مبارک میں
مہندی کا اثر معلوم ہوا، جب یہ تمام معاملہ گذر چکا
تو حضرت پیر دستگیر نے فرمایا، کہ کیا تو نے ان اکابر
کی نسبت جدا جدا دریافت کرلی ہے، بندہ نے
عرض کیا، کہ جی ہاں حضور کے تصدق سے دریافت
کرچکا ہوں، اگر ارشاد ہو، تو جدا جدا عرض کروں
اسپر فرمایا، کہ خاموش رہ، اور یہ اسرار لوگوں سے
پوشیدہ رکھ اور اپنا خاص دستخطی اجازت نامہ
اپنی خاص مہر سے مزین فرماکر بندہ کو عنایت فرمایا
اور وہ اجازت نامہ یہ ہے، جو بطریق اختصار
اس جگہ نقل کیا جاتا ہے؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و صلوٰۃ کے بعد فقیر عبد اللہ معروف بہ غلام علی عفی
عنہ گذارش کرتا ہے، کہ صاحبزادہ عالی نسب صاحب
فضائل و کمالات حافظ محمد ابو سعید کو (اللہ اسکو دارین
میں سعادتمند کرے) اپنے آباء کرام رحمۃ اللہ علیہم
کی باطنی نسبت کے حاصل کرنیکا اشتیاق پیدا
ہوا، بناءً علیہ انہوں نے اس فقیر کیطرف رجوع
فرمایا، فقیر نے باوجود اپنی تمام عدم لیاقتی کے اُنکے بزرگوں

Marfat.com

ایشاں با ایں ہمہ عدمِ لیاقت خود از اجابت
مسئول چارہ ندیدم، و توجہات بر لطائف
ایشاں کردہ شد، بعنایت الٰہی بواسطۂ پیران
کبار رحمۃ اللہ علیہم در چندے لطائف
ایشاں را جذبات الٰہیہ در رسید، زیرا کہ
معمولِ منست، کہ توجہات بر لطائف خمسہ
معًا میکنم، و توجّہ و حضور با کیفیات و بعضے
علوم و اسرار ایشاں را دست داد، و آں توجّہ
استہلاکے یافت، و رنگے از فنا در باطنِ
ایشاں طاری شد، و ظہورِ پرتوی از توحیدِ
حالی افعال عباد را از نظر ایشاں مستور
گردانید، و منسوب بحضرتِ حق سبحانہ
یافتند، پس توجہ بر لطیفۂ نفس ایشاں
کردہ شد، بہ عروج و نزولِ آں در انجا
ایشاں مستہلک آں حالات گشتند، و انتساب
صفات خود بحضرت حق سبحانہ یافتند، و انا
را شکستگی رسید، کہ اطلاق انا بر خود متعذر
دانستند، و نورے از وحدت شہود بر
باطن ایشاں تافت، ممکنات را مرایائے
وجود و توابع وجودِ حضرتِ حق سبحانہ
شناختند، بعد ازاں توجّہ و القاء انوار

کے حقوق کی رعایت کے باعث اُنکے سوال کی
اجابت سے کسی طرح چارہ نہ دیکھا، اور اُنکے لطائف
پر توجہات کی گئیں، خدائیتعالیٰ کی مہربانی نے بطفیل
پیران کبار رحمۃ اللہ علیہم تھوڑے ہی عرصہ
میں اُنکے لطائف کو جذبات الٰہیہ نے آپایا، کیونکہ
میرا معمول یہ ہے، کہ لطائف خمسہ پر یکبارگی اپنی
توجہات عمل میں لاتا ہوں، و نیز اُنکو توجہ اور حضور
و کیفیات و بعضے علوم و اسرار حاصل ہوئے، اور
اُس توجہ کی وجہ سے ایک نوع کا استہلاک اُنمیں
پیدا ہوا، اور فنا کا رنگ اُنکے باطن میں ظاہر ہوا
اور توحید حالی کے پرتو کے حضور نے بندوں کے
افعال کو اُنکی نظر سے پوشیدہ کر دیا، اور انہوں
نے ان افعال کو حضرت حق سبحانہ کیطرف منسوب
پایا، پھر اُنکے لطیفہ نفس پر اُس کے عروج و نزول
کیساتھ توجہ ڈالی گئی، تو وہ اُس مقام میں اُن حالات
کے اندر مستہلک ہو گئے، اور اپنے صفات کو حضرت
حق سبحانہ کیطرف منسوب پایا، اور اُنکے انا کو اسقدر
شکستگی حاصل ہوئی، کہ اپنے اوپر لفظ انا کا اطلاق
دشوار جانا اور اُنکے باطن پر وحدت شہود کا نور
چمکا، اور تمام ممکنات کو حضرت حق سبحانہ کے
وجود و توابع وجود کا آئینہ شناخت کیا، بعد ازاں

Marfat.com

نسبت بر عناصر ایشاں کردہ میشود وجذبے وتوجہی عناصر را نیز دریافتہ است فالحمد للہ علیٰ ذٰلک وآنچہ درینجا نوشتہ ام باظہار واقرار ایشاں مسطور شد، وایں ہمہ حالات وواردات ایشاں را من ہم دریافتہ ام واصحاب من ہم شہادتِ آنہمہ عنایاتِ الٰہی سُبْحَانَہٗ دربارہ ایشاں دادند فالحمد للہ علیٰ ذٰلِکَ واز کرم کریم کارساز سبحانہٗ بواسطۂ مشائخ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ امید وارم کہ بشرطِ التزامِ صحبت ترقیات کثیرہ فرمایند، وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ پس دریں صورت ایشانرا اجازتِ تلقینِ طریقۂ نقشبندیہ احمدیہ دادہ شد، کہ تعلیم اذکار ومراقبات والقاء سکینہ در قلوبِ سالکان نمایند، بعنایتِ الٰہی سبحانہ وفاتحہ بارواح طیبہ مشائخ قادریہ وچشتیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ بجہت حصولِ توسل ایشاں بآں کبرائے عظام وافاضۂ فیوضِ آں اکابر در باطن ایشاں نیز خواندہ شد، تا دریں دو طریقۂ علیہ ہر کہ از ایشاں توسل خواہد بیعت از وگیرند، وشجرہ ایں حضرت باو

ایشاں
وبیعت کنندہ ۱۲

ان کے عناصر پر توجہ ونیز نسبت کے انوار کا القاءُ کیا جارہا ہے، اور انہوں نے عناصر کے جذب توجہ کو بھی معلوم کرلیا ہے، فالحمد للہ علیٰ ذالک اور اس جگہ میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے، اُنکے اظہار واقرار سے لکھا ہے، اور اُنکے ان تمام حالات وواردات کو میں نے خود بھی معلوم کرلیا ہے، اور میرے یاروں نے بھی اُنکے بارہ میں خدائے حق سبحانہٗ کے ان تمام عنایات کی شہادت دی ہے، فالحمد للہ علیٰ ذٰلِکَ اور خدائے کریم کارساز سبحانہٗ کے کرم سے بطفیل مشائخ کرام رحمۃ اللہ عَلَیْھِمْ میں امیدوار ہوں، کہ بشرط التزام صحبت اُنکو بہت کچھ ترقیات حاصل ہونگی، اللہ تعالےٰ پر تو یہ امر ہرگز ہرگز کسی طرح بھی دشوار نہیں ہے، لہٰذا اُنکو طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ کے تعلیم کی اجازت دیدی گئی کہ خدائے پاک کی عنایت ومہربانی سے اذکار ومراقبات کی تعلیم دیا کریں، اور طالبوں کے دلوں میں سکینت واطمینان بھی القاء کیا کریں، اور فاتحہ بہ نیت ایصال ثواب بارواح طیبہ مشائخ قادریہ وچشتیہ رحمۃ اللہ علیہم بھی پڑھی گئی، تاکہ اُنکو اُن کبرائے عظام کیساتھ توسل حاصل ہو اور نیز ان کے باطن میں اُن اکابر کے فیوض وبرکات واصل ہوں، اور ان دو طریقۂ علیہ میں جو کوئی ان سے توسل چاہے، یہ اس سے بیعت لیں اور ان حضرات کا

Marfat.com

عنایت فرمایند، وتلقین وتربیت بطریقہ
نقشبندیہ احمدیہ فرمایند، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ
لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا آمین تمّ کلامہ الشریف
وبعد از تمامی سلوک عبارتِ دیگر دریں
اجازت نامہ افزودند انشاء اللہ تعالیٰ
در جائے ازیں رسالہ اجازت نامہ را بجہت
تبرک ایراد خواہم کرد،

فصل

دربیان کمالات ثلثہ اعنی کمالات نبوت وکمالات رسالت وکمالات اولوالعزم

چوں بعد از چند ماہ از رام پور مراجعت
نمودہ بہ قدمبوسی حضرت پیر دستگیر مشرف
گردیدم، حضرتِ ایشاں از ماہ ذیقعدہ از
سالِ مسطورہ بر عنصرِ خاک غلام خود توجہ
فرمودند، وفیضے از کمالات نبوت کہ
عبارت از تجلی
ذاتی دائمی
ست بریں
لطیفہ ورود فرمودند

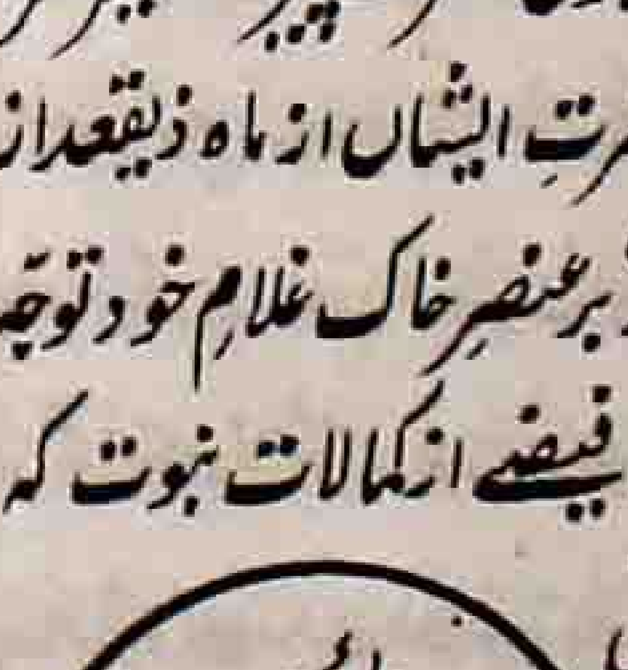

شجرہ اُسکو عنایت فرمائیں، اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ
کی تلقین اور اس کے موافق اس کی تربیت فرمائیں
اے خدا تو انکو متقین و پرہیزگاروں کا امام و پیشوا بنا
آمین یہاں تک ہمارے پیر دستگیر کا کلام تمام ہوا
اور میرا سلوک تمام ہونیکے بعد اس اجازت نامہ
میں حضرت پیر دستگیر نے اور عبارت زیادہ فرمائی،
انشاء اللہ تعالیٰ اسی رسالہ میں کسی اور جگہ اجازت نامہ تبرک
کے طور پر درج کردوں گا،

فصل

کمالات ثلثہ یعنی کمالات نبوت وکمالات رسالت وکمالات اولوالعزم کے بیان میں،

چند ماہ کے بعد رام پور سے جب میں نے واپس آکر
حضرت پیر دستگیر کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا
تو حضرت پیر دستگیر نے اُسی سال کے ذیقعدہ مہینہ
میں اپنے غلام کے عنصر خاک پر توجہ فرمائی، اور
کمالات نبوت کا فیض (یعنی تجلی ذاتی دائمی)
میرے اس لطیفہ پر وارد فرمایا، اس مقام
کے علوم ومعارف بس یہ ہی ہیں، کہ تمام علوم
ومعارف مفقود ہوجائیں، اور باطن کے تمام
حالات ہی بے شناخت ہوجائیں، اور اس مقام

Marfat.com

مَعَارِف ایں مقام فقدانِ ہمہ معارِف ست، و نکارت ہمہ حالاتِ باطن و بیرنگی و بے کیفی نقدِ وقت میشود، و در ایمانیات و عقائد قوتہا پیدا میشود، و استدلالی بدیہی میگردد، و معارف ایں مقام شرائع انبیا وست، و درینجا وسعت باطن آنقدر میشود، کہ وسعتِ جمیعِ ولایات چہ ولایت صغریٰ و چہ ولایت کبریٰ و چہ ولایت علیا در جنبِ ایں نسبت لاشی محض و ضیقِ صرف ست، و در ولایات البتہ مناسبتے بایکدیگر یافتہ میشود، اگرچہ مناسبتِ صورت و حقیقت باشد، اما درینجا آں نسبت ہم مفقودست، و با وجودِ فقدان و نکارتِ حالاتِ باطن و یأس و دیدِ قصور کہ خود را از کافرِ فرنگ بدتر میداند حقیقتِ وصل عُریانی اینجا حاصل ست، و پیش ازیں ہر وصلے کہ بود، داخلِ دائرہ وہم و خیال بود، سرابے بودہ آب نما کہ تشنہ وصل آب را در آنجا غیر از حسرت و ندامت چیزے بدست نبود، بندہ را وقتیکہ از

میں بیرنگی او بے کیفی حاصل الوقت ہو جاتی ہے اور ایمانیات اور عقائد میں بھی ہر طرح کی قوت پیدا ہو جاتی ہے، اور استدلالی علم بدیہی ہو جاتا ہے۔ اور اس مقام کے معارف انبیاء کرام کی شریعتیں ہیں اس مقام میں باطن کی وسعت اور فراخی اسقدر بڑھ جاتی ہے، کہ تمام ولایت (عام اس سے کہ ولایت صغریٰ ہو یا ولایت کبریٰ یا ولایت علیا) کی وسعت و فراخی اس نسبت کے پہلو میں محض ناچیز اور تنگی ہی تنگی ہے، اور کچھ بھی نہیں، ان ولایات کے آپس میں تو البتہ ایک قسم کی مناسبت پائی جاتی ہے، اگو صورت اور حقیقت کی ہی مناسبت ہو، ولیکن اسجگہ وہ نسبت بھی مفقود ہے، اور با وجود مفقود ہو جانے تمام معارف کے اور بے شناخت ہو جانے تمام حالات باطن کے اور پیدا ہو جانے یاس و ناامیدی کے اور معلوم کر لینے اپنے قصور کے اس حد تک کہ کافر فرنگ سے بھی اپنے آپ کو بدتر جاننے لگے حقیقتاً وصل عریانی (بے حجابانہ میل و ملاپ) اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے، اور اس سے پہلے پہلے جو جو وصل بھی تھے، وہ تو صرف وہم و خیال ہی کے دائرہ میں داخل تھے، اور ایک نوع کا سراب تھا، آب نما وہاں

۱ یعنی مناسبت صورت با حقیقت ۱۲ ۲ یعنی فقدان ہمہ معارف ۱۲

توجہات حضرت پیر دستگیر ایں مقام مکشوف گردید، معاملہ میسر آمد، کہ شبیہہ برویت بود، اگرچہ رویت نبود، کہ موعود بآخرتست، و برآں ایماں داریم، لیکن معاملہ کہ اینجا میسر میشود، نسبت بمشاہدات ولایت کالرؤیۃ ست، و چنانچہ رویت آخرت مخصوص بعالم خلق ست، ہمچناں معاملۂ اینجا نیز نصیب عالم خلق ست، لطائف عالم امر اینجا لاشی محض میگردند و ہمچنیں لطیفہ نفس و عناصر ثلثہ در اینجا ناچیز میشوند، ایں معاملہ مخصوص بہ عنصر خاک ست، اگر عناصر دیگر را ازیں دولت نصیب ست، بہ تبعیت ایں عنصر لطیف ست، احکام شرائع و اخبار غیب از وجود حق و صفات او سبحانہ و ہمچنیں معاملہ قبر و حشر و مافیہا و بہشت و دوزخ و غیر ہا کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم ازاں خبر دادہ است، دریں مقام بدیہی و عین الیقین میگردد، مثلاً اگر کسے گوید کہ حضرت حق موجود ست، ہیچ ریبے دراں نمے یابد و محتاج ہیچ دلیلے نمیگردد

پر تو پانی کے پیاسے کے ہاتھ میں سوائے حسرت اور ندامت کے اور کچھ بھی حاصل نہ تھا، حضرت پیر دستگیر کی توجہات سے جب اس غلام پر یہ مقام مکشوف ہوا تو رویت کے مشابہ معاملہ میسر آیا، اگرچہ وہ رویت نہ تھی کیونکہ اس کے وعدہ کا محل و موقع تو آخرت ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں، ولیکن جو معاملہ یہاں پر حاصل ہوتا ہے، ولایت کے مشاہدات کی نسبت وہ بھی رویت ہی کی مانند ہے۔ اور جیسے آخرت کی رویت عالم خلق ہی کے ساتھ مخصوص ہے ویسے ہی اسجگہ کا معاملہ بھی عالم خلق ہی کے حصہ میں ہے، عالم امر کے لطائف تو اس جگہ محض لاشی ہو جاتے ہیں علی ہذا القیاس لطیفہ نفس اور عناصر ثلثہ بھی اس مقام پر ناچیز ہو جاتے ہیں، یہ معاملہ تو عنصر خاک ہی کیساتھ مخصوص ہے اگر دوسرے عناصر کو اس دولت سے کچھ حصہ ملتا بھی ہے تو صرف اسی عنصر لطیف کے طفیل و تبعیت ہی سے ملتا ہے شریعت کے تمام احکام اور غیب کی تمام خبریں یعنی حق تعالیٰ کا وجود اور اس سبحانہ کے صفات اور اسیطرح قبر کا معاملہ اور حشر و مافیہا اور بہشت و دوزخ وغیرہ وغیرہ جس جس امر کی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے، اس مقام میں سب کے سب بدیہی اور عین الیقین ہو جاتے ہیں، مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے، تو اسمیں کوئی شک و شبہ نہیں پایا جاتا، اور نہ اسپر کسی

Marfat.com

مثل چیزے مرئی واگر کسے گوید، کہ زید موجود
ست، در موجودیت زید محتاج بنظر و فکر میشود
و وجود حضرت حق سبحانہ، مانند آئینہ میشود
و وجود اشیا مثل صور مرئیہ در آئینہ کہ وجود
ایں صور در وہم و خیال ست و وجود آئینہ
فی الواقع، لیکن در آئینہ صوری اول صورت
محسوس میشود، بعد ازاں آئینہ، و دریں جا
بخلاف آنست، کہ در اول نظر وجود آئینہ (ظاہر در اول)
مرئی میشود، و وجود اشیا (زیرا کہ ۱۲) بعد از دقت
نظر، لہٰذا وجود حضرت حق سبحانہ بدیہی میشود
و وجود ممکنات نظری معاملہ عجب تر بشنو
کہ باوجود علو و بساطت و بیرنگیہائے (میشود ۱۲) ایں
مقام وقتیکہ انکشاف تام دریں جا حاصل
میگردد، معلوم میشود، کہ مقابل نظر ایں مقام
بود، حیرت افزاید، کہ باوجود محاذی بودن (افزود)
ایں مقام (مقابل ۱۲) و اقربیت آں دریں مدت چرا
در نظر نمی آمد، و چرا دیدہا را نمی کشادیم و در
پس کوچہائے لطائف عالم امر مقصود را
می جستیم، طرفہ تر آنکہ برائے حصول ایں
مقام اذکارے کہ در صوفیہ معمول ست
ہیچ سودمند نیست، اما تلاوت قرآن مجید

دلیل کی حاجت پڑتی ہے، جیسے مشاہدے کی چیز
میں دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی، اور اگر کوئی شخص (مثلاً)
زید کے موجود ہونیکی خبر دے، تو سامع دلیل کا محتاج
ہوتا ہے، وجود حق میں نہیں ہوتا، اور اس مقام میں
حضرت حق سبحانہ کا وجود آئینہ کی مانند ہو جاتا ہے
اور اشیاء کا وجود ان صورتوں کی مانند جو آئینہ میں نظر
آتی ہیں ہو جاتا ہے، کیونکہ ان صورتوں کا وجود تو وہم
و خیال ہی میں ہے اور آئینہ کا وجود واقع اور نفس الامر
میں ہے، ولیکن ظاہری آئینہ میں پہلے صورت محسوس ہوتی
ہے، پھر بعد میں آئینہ، اور اس مقام میں اُسکے برخلاف
اول اول آئینہ کا وجود دیکھنے میں آتا ہے پھر کہیں بنظر
غور کرنیکے بعد اشیاء کا وجود دکھائی دیتا ہے، لہٰذا
حضرت حق سبحانہ کا وجود بدیہی ہو جاتا ہے اور ممکنات
کا وجود نظری، اس سے زیادہ تعجب ناک معاملہ سنو، کہ اس
مقام کی بلندی اور بساطت اور بیرنگی کے باوجود
جب اس مقام کا پورا پورا انکشاف حاصل ہوتا ہے،
تو معلوم ہوتا ہے، کہ یہ مقام تو بالکل نظر کے روبرو
ہی تھا، اُسوقت حیرانی بڑھ جاتی ہے، کہ باوجود
محاذی و قریب تر ہونے اس مقام کے اتنی مدت تک کیوں
نہیں نظر آتا تھا، اور ہمنے کیوں نہیں آنکھیں کھولیں (اپنے) (اور)
مقصود کو لطائف عالم امر کے کوچوں میں کیوں تلاش

باترتیل واداۓ صلوٰۃ باآداب آں و
اُذکارے کہ از حدیثِ شریف ثابت ست
دریں مقام ترقی می بخشند، از شغل علم حدیث
واتباع سنن حبیب خدا صلی اللہ علیہ
وسلم قوتے وتنویرے دریں مقام
بہم میرسد وحقیقت سِرِّ قَابَ قَوْسَیْنِ
اَوْ اَدْنٰی دریں دائرہ منکشف میشود اگرچہ
در ہر مقام سابق توہم ایں معرفت ناشی
شدہ بود، لیکن آنجا معاملہ باظلال یا صفات
بود وانجا باحضرت ذاتست تعالیٰ وتقدس
تفصیلِ ایں معاملہ آنچہ بفہم قاصر ایں نافہم
آمدہ است نوشتہ میشود، بگوش ہوش
استماع فرمایند، چوں سالک را فنا و بقا
بصفات واجبی کما ینبغی میسر شد وصفات
را باحضرتِ ذات قربے ہست، کہ اطلاقِ
لفظِ لَا هُوَ وَلَا غَیْرُہٗ درآنجا کردہ اند، و
سالک را از جہتِ فنائے کہ در مرتبہ
صفات حاصل گشتہ، ازیں قرب نصیب
یافتہ، بقرب قَابَ قَوْسَیْنِ قائل خواہد
شد، وچوں در مرتبہ حضرت ذات فانی

کرتے رہے، طرفہ تر یہ کہ اس مقام کے حصول کیواسطے
صوفیہ میں جو اذکار معمول ہیں، کچھ بھی مفید نہیں ہاں البتہ
قرآن مجید کی باترتیل تلاوت اسیطرح نماز کی باآداب ادائیگی اور جو
اُذکار حدیث شریف سے ثابت ہیں، یہ سب اس مقام میں ترقی بخش
ثابت ہوئے ہیں، علم حدیث کے شغل اور حبیب خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنن کی اتباع سے اس مقام میں ایک
طرح کی قوت اور نورانیت پیدا ہوتی ہے، اور قاب
قوسین اَوْ اَدْنٰی کے راز کی حقیقت اس دائرہ میں منکشف
ہوتی ہے اگرچہ ہر سابق مقام میں اس معرفت کا توہم
توضرور پیدا ہوا تھا، مگر وہاں پر معاملہ صرف ظلال یا
صفات ہی کے ساتھ تھا، اور یہاں پر تو خود حضرت ذات
تعالیٰ وتقدس کے ساتھ ہے، اس معاملہ کی تفصیل جو کچھ
اس نافہم قاصر کے فہم میں آئی ہے، لکھی جاتی ہے، ہوش کے
کان سے سنیں، سالک کو صفات واجبی میں جب کما
ینبغی فنا وبقا حاصل ہوگی اور صفات کو تو حضرت ذات
کیساتھ قرب لاعین ولا غیر حاصل ہے، اور سالک
نے اس فنا فی الصفات کی وجہ سے اس قرب کا حصہ
لے لیا ہی، تو سالک اب خواہ مخواہ قرب قاب قوسین
کا قائل ہوگا، اور جب سالک مرتبہ حضرت
ذات میں فانی ہوگا، اور اس مرتبہ میں بقا بھی

ؐ یعنی صفات حضرت حق نہ عین ذاتند و نہ غیر آں، غیر اینجا بمعنے مباین گفتہ اند فافہم ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

Marfat.com

خواہد شد، و دراں مرتبہ بقا خواہد یافت
لاجرم بقربِ اَوْ اَدْنیٰ تکلم خواہد نمود، و
حقیقتِ ایں معاملہ موقوف بر کشف ست
از تقریر و تحریر راست نمی آید، و اگر گویم
خدا داند کہ کسے چہ فہم نماید، و سِرِّ دَنیٰ
فتدلّیٰ کہ دریں مقام مکشوف میشود ازاں
ہم نازک ترست، لہٰذا عنان قلم از
میدانِ بیانِ آں برتافتہ، کہ فہم عوام
(و برمز و اشارت اکتفا نمودہ و)
بلکہ فہم خواص ہم ازاں قاصرست، باید
دانست کہ در تجلّی ذاتی دائمی سہ مرتبہ
اثبات کردہ اند، مرتبہ اَوْلیٰ را کمالات
نبوت قرار دادہ اند، چنانچہ بیان آں
کردہ شد، و در نیجام مراقبہ ذاتے کہ منشاءِ
کمالات نبوتست میفرمایند، و مرتبہ ثانیہ
را کمالات رسالت قرار دادہ اند، و در نیجام مراقبہ
ذاتے کہ منشاءِ کمالات رسالت ست،
میفرمایند و

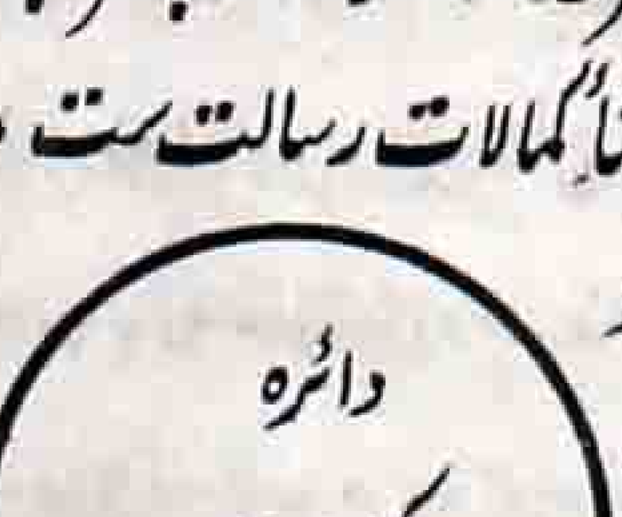

وفیض این مقام
بر ہیئت وحدانی
سالک مے آید
و ہیئت وحدانی عبارت از مجموع عالم

حاصل کرے گا، تو اب لامحالہ قرب اوادنیٰ کے
حصول کا مدعی ہوگا، اب رہی اس معاملہ کی پوری
پوری حقیقت سو اُس کا انکشاف کشف ہی سے
ہی ممکن ہے، تقریر و تحریر میں تو ہرگز آ ہی نہیں سکتا
اگر کچھ کہا بھی جائے، تو خدا جانے کوئی کیا سمجھے،
لہٰذا اتنے ہی پر کفایت کیجاتی ہے، باقی رہا سر
دنیٰ فتدلیٰ جو اس مقام میں مکشوف ہوتا ہے
وہ تو اُس مقام (قاب قوسین او ادنیٰ) سے بھی
زیادہ نازک ہے، لہٰذا اُسکے بیان کرنے سے
عنان قلم پھیری جاتی ہے، کیونکہ عوام کا فہم بلکہ خواص
کا بھی اس سے قاصر ہے، جاننا چاہیے، کہ مشائخ
کرام نے تجلّی ذاتی دائمی میں ترتیب وار تین مرتبے ثابت کئے ہیں
پہلا مرتبہ کمالات نبوت کا قرار دیا گیا ہے، چنانچہ اس امر کا بیان
مذکور ہوا، اور اس مرتبہ میں ذات منشا کمالات نبوت کا مراقبہ
کرتے ہیں، دوسرا مرتبہ کمالات رسالت کا ہے اور اس مرتبہ میں ذات
منشا کمالات رسالت کا مراقبہ فرماتے ہیں، اور اس
مقام کا فیض سالک کی مجموعی ہیئت وحدانی
پر وارد ہوتا ہے، اور ہیئت وحدانی سے
عالم امر و عالم خلق کا مجموع من حیث ھو
مراد ہے، جو ہر ایک کے تصفیہ و تزکیہ کے
بعد ان دونوں کی ایک دوسری مجموعی ہیئت

Marfat.com

امر و عالم خلق ست، کہ بعد تصفیہ و تزکیہ ہر کدام
را ہیئتے دیگر پیدا شدہ است مثلاً چنانچہ شخصے
خواہد، کہ معجونے از ادویہ چند مختلف التاثیر
درست سازد، اول ہر یک را ازاں ادویہ جدا
جدا کوفتہ و بیختہ می نہد من بعد ہمہ ادویہ را
در قوام قند یا عسل جمع بیسازد و ادویہ مذکورہ
ہیئتے دیگر و خواص دیگر پیدا کردہ، معجون نام مییابد
ہمچنیں لطائف عشرہ سالک یک ہیئت دیگر پیدا کردہ
در ہمقام و مقامات فوقانی عروجات کثیرہ
میفرمایند، و در ماہ ذی الحجہ ۱۲۲۵ از عام مذکور
حضرت پیر دستگیر بر ہیئت وحدانی ایں
غلام خود توجہ کردند، و ہمچنیں در ہر مقام
فوقانی الی آخر المقامات المجددیہ یک
یک ماہ توجہ فرمودند، و فیضے از کمالات
رسالت ورود فرمودہ و در ہمقام کثرت
انوار خود از مقام سابق و وسعتہا و بے
رنگیہا ورود فرمودند، نسبت ایمقام
بمقام سابق و ہمچنیں نسبت ہر مقام
فوقانی با مقام تحتانی چوں نسبت مغز
با پوست ست، بعد ازیں در مرتبہ ثالثہ
کہ عبارت از کمالات اولوالعزم ست توجہ

پیدا ہوگئی ہے۔ جیسے مثلاً کوئی شخص چاہے، کہ
مختلف التاثیر چند دواؤں سے ایک معجون
مرکب تیار کرے، تو پہلے اُن میں سے ہر ایک
دوا کوٹ چھان کر رکھ دیتا ہے، بعد ازاں تمام
کو قند یا شہد کے قوام میں ملا کر حل کر دیتا ہے،
اب تمام مذکورہ ادویہ ایک دوسری ہیئت
اور دوسرے خواص پیدا کر کے ایک خاص
معجون کے نام سے موسوم ہوتی ہیں، ایسے ہی
سالک کے لطائف عشرہ ایک دوسری صورت
و شکل پیدا کر کے اس مقام اور مقامات فوقانی
میں کثرت کیساتھ عروج حاصل کرتے ہیں، اور اسی
سال کے ماہ ذی الحجہ میں حضرت پیر دستگیر نے اپنے
اس غلام کی ہیئت وحدانی پر توجہ فرمائی، اور اسیطرح
ہر مقام فوقانی میں یکے بعد دیگرے مقامات مجددیہ کے
آخر تک ایک ایک ماہ توجہ دیتے رہے۔ اور کمالات رسالت
سے فیض وارد ہوتا رہا، اور اسمقام میں نسبت مقام سابق
اپنے انوار کثرت کیساتھ اور وسعت و بیرنگی بھی بکثرت
وارد فرمائی، اس مقام کی نسبت اپنے سابق مقام سے
اور ایسے ہی ہر مقام فوقانی کی نسبت مقام تحتانی کے
ساتھ ایسی ہے جیسے مغز کی نسبت پوست اور چھلکے
کیساتھ بعد ازاں تیسرے مرتبہ یعنی کمالات اولوالعزم میں

Marfat.com

دائرہ
کمالات
اولوالعزم

فرمودند، وفیض اینمقام درکمال علو وکثرت انوار بہیئت وحدانی وارد شد، درینجا مراقبہ ذاتے کہ منشأ کمالات اولوالعزم ست مینمایند، دریں مقام کشف اسرار مقطعات قرآنی ومتشابہات فرقانی منکشف میشود، وبعضے اکابر را محرم اسرارے کہ درمیان محب ومحبوب گذشتہ است میسازند، وبواسطہ اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم از الوش خاص آنجناب علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نصیبہ عطا میفرمایند ونقیکہ درینمقام حضرت پیر دستگیر ایں غلام خود را بتوجہ مخصوصہ خود سرفراز ساختند دراں ایام ایں بدنام را اسرار یک حرفے ازاں حروف کہ غالباً آں حرف ص ست یا حرف دیگر، در وقت تحریر در یاد بندہ نماندہ مکشوف شدہ بود، بیان آں اسرار درخور حوصلہ بشر ممکن نیست اگر گوید متکلم را تاب نماند ومستمع از ہوش رود، واگر

حضرت پیر دستگیر نے توجہ فرمائی، اور اس مقام کا فیض اپنی کمال بلندی اور کثرت کے ساتھ ہیئت وحدانی پر وارد ہوا، اس جگہ ذات منشار کمالات اولوالعزم کا مراقبہ کرتے ہیں، اور اس مقام میں مقطعات ومتشابہات قرآنی کے اسرار کھلتے ہیں، اور بعض بزرگوں کو تو ان اسرار کا محرم راز بنا دیا جاتا ہے، جو محب ومحبوب کے درمیان ہو گذرے ہیں اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے باعث آنجناب علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کے خاص پس خوردہ میں سے حصہ عطا فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں، کہ جب حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو اس مقام میں اپنی مخصوص توجہ کے ساتھ سرفراز فرمایا، انہی دنوں میں اس بدنام (مصنف رسالہ) پر ان حروف میں سے ایک حرف کے اسرار مکشوف ہوئے، غالباً وہ حرف ص ہے، یا کوئی اور تحریر کے وقت مجھے یاد نہیں رہا، ان اسرار کے بیان کی گنجائش بشر کے حوصلہ میں نہیں ہے، اگر بیان میں آ ہی بھی، تو متکلم بے تاب اور سامع بیہوش ہو جائے، اور بر تقدیر تسلیم اگر کچھ بیان کرنا بھی چاہے، تو ان اسرار کے بیان کے لئے وہ عبارت

لہ مانند الم - ن - حم - المص - ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالیٰ ۱۲

برتقدیر تسلیم[1] چیزے خواہد کہ بیان نماید،
عبارتے از برائے بیان آں اسرار از کجا
پیدا آید، کہ تقریر کند و اگر ایں اسرار ممکن
الاظہار می بودند، البتہ امام الطریقہ حضرت
مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چیزے
ازاں اسرار ارشاد میفرمودند، ایں کمینہ
درویشاں بلکہ ننگ و عار ایشاں راچہ
میرسد، کہ نام ایں چیزہا بگیرد، لیکن برائے
اظہار شکر جناب الٰہی جل شانہٗ و احسان
حضرت پیر دستگیر مدظلھم العالی اینچنیں
گفتگو در تحریر برآمدہ باید دانست، کہ از
وقتیکہ[2] معاملہ باطن بہ ہیئت وحدانی مے
افتد، ترقی باطن محض بہ تفضل میشود کہ
ہیچ عمل را دخل نمی ماند، اگرچہ در جمیع مقامات
بے فضل الٰہی جلشانہٗ از ہیچ عمل ترقی
ممکن نیست لیکن اعمال مانند اسباب
ہستند اما دریں مقامات ایں اسباب
راہم دخلے نیست اگرچہ در ازالہ کدورات
بشری ذکر اثر تمام دارد لیکن برائے
ترقی باطن نتیجہ نمی بخشند، مثلاً ہرگاہ مشغول

کہاں سے آئے جو ان کو بیان کرے، اور اگر یہ
اسرار ممکن الاظہار ہوتے، تو البتہ امام طریقہ
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان
اسرار میں سے ضرور کچھ نہ کچھ ارشاد فرماتے، یہ
کمینہ درویش بلکہ درویشوں کی ننگ و عار کو کیا
حق حاصل ہے، کہ ان چیزوں کا نام تک بھی لے لیکن
جناب الٰہی جل شانہ کے شکر اور حضرت پیر دستگیر
مدظلھم العالی کے احسان کے اظہار کیواسطے
ایسی گفتگو تحریر میں آئی، جاننا چاہیے، کہ جس وقت
سے باطن کا معاملہ ہیئت وحدانی کے ساتھ پڑتا
ہے، تبھی سے باطن کی ترقی فقط تفضل (فضل
خداوندی) ہی سے وقوع میں آتی ہے، کسی عمل
کا بھی اس میں دخل نہیں رہتا، اگرچہ تمام مقامات
میں فضل خداوندی کے بغیر کسی عمل سے بھی ترقی
ممکن نہیں، مگر اعمال اسباب کی مانند تو ضرور ہی ہیں، و
لیکن ان مقامات میں تو اسباب کا بھی کوئی دخل نہیں
دیکھو ذکر کو. اگرچہ کدورات بشری کے زائل کرنے
میں پورا پورا اثر ہے، و لیکن باطن کی ترقی میں
نتیجہ بخش واقع نہیں ہوتا، مثلاً سالک جب ذکر
اسم ذات یا نفی و اثبات یا تہلیل لسانی کے

[1] یعنی برتقدیر تسلیم تاب تکلم و ہوش مستمع ۱۲ [2] یعنی از آغاز کمالات رسالت ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

بذکر اسم ذات یا نفی و اثبات یا تہلیل
لسانی میشود، می بیند، کہ دریں مقامات
آں ذکر نمی رسد، و در راہ بیماند، مگر وقتیکہ
لفظ محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ با تہلیل ضم کردہ میشود، و درود
با او ضم کردہ میخواند، البتہ قوّتے در مقامات
فوقانی دست میدہد، بلکہ وسعت لفظ
مبارک محمدؐ رسول اللہ از تہلیل زیادہ
مفہوم می شود، و بواسطہ قرآن مجید ترقیات
ایں مقامات حاصل میشود، و بہر مرتبہ
کہ میرسد، بواسطۂ کلام مجید می رسد، باید
دانست کہ از کمالاتِ الوالعزم بدو طرف
سلوک کردہ میشود، و دریں امر اختیار
مرشد ست، بہر طرف کہ خواہد، طالب را
تسلیک فرماید، یک راہ بطرف حقائق
الٰہیہ میرود، و آں عبارت از حقیقتِ کعبہ
و قرآن و صلوٰۃ ست، و راہ دیگر بسوئے
حقائق انبیاء ست عَلَیْہِمُ السَّلَامُ و آں
عبارت از حقیقت ابراہیمی و موسوی و
محمدی و احمدی ست عَلَیْہِمُ السَّلَامُ
آنچہ بندہ را حضرت پیر دستگیر توجہ فرمودند

ساتھ مشغول ہوتا ہے، تو دیکھتا ہے، کہ ان
مقامات میں وہ ذکر نہیں پہنچتا، اور راہ ہی میں
رہجاتا ہے، مگر جب لفظ محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تہلیل کے ساتھ ملا دے، اور
درود بھی اُس کے ساتھ ملا کر پڑھے، تو البتہ
مقامات فوقانی میں ایک نوع کی قوّت پیدا ہو
جاتی ہے، بلکہ لفظ مبارک محمد رسول اللہ
کی وسعت تہلیل کی نسبت زیادہ معلوم ہوتی
ہے، اور قرآن مجید کے سبب سے ان مقامات
ترقیات واقع ہوتی ہیں، اور سالک جس مرتبہ
میں پہنچتا ہے، قرآن مجید ہی کے ذریعہ سے
پہنچتا ہے، جاننا چاہیے، کہ کمالات الوالعزم
سے دو طرف راستہ جاتا ہے، اس میں مرشد
کو اختیار ہے، کہ طالب کو جس طرف چاہے
اُسی طرف لیجائے ایک راستہ تو حقائق الٰہیہ
کیطرف جاتا ہے، یعنی حقیقت کعبہ و حقیقت
قرآن و حقیقت صلوٰۃ کیطرف اور دوسرا راستہ
حقائق انبیاء علیہم السلام کی طرف اور
حقائق انبیاء سے مراد حقیقت ابراہیمی و حقیقت
موسوی و حقیقت محمدی و حقیقت احمدی علیہم السلام
ہے، حضرت پیر دستگیر نے اس غلام کو پہلے حقائق

Marfat.com

اولاً بطرف حقائق الٰہیہ فرمودند، لہٰذا حقائق الٰہیہ را بر حقائق انبیاء مقدم ساختم و بذکر آں می پردازم،

فصل

دربیان حقائق الٰہیہ[۱] کہ عبارت از حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن و حقیقت صلوٰۃ ست، از اتفاقات زمانہ در آخر محرم الحرام ۱۲۲۶ھ[۲] وقتیکہ راقم را تا بکمالات اولی العزم توجہ شدہ بود، عزیمت رام پور اختیار کردم، و در ماہ جمادی الثانی از سال مسطور باز حاضر حضور پر نور گردیدم از ابتدائے ماہ رجب توجہ در حقیقت کعبہ فرمودند درینجا

عظمت و کبریائی حضرت حق سبحانہ مشہود شد، و ہیبتے بر باطن من مستولی گردید، درینجا مراقبہ ذاتیکہ مسجود ممکنات ست میفرمایند، و بعد از چندروز فنا و

الٰہیہ کی طرف توجہ فرمائی، لہٰذا حقائق الٰہیہ کو حقائق انبیاء پر میں نے مقدم کیا، اور انہی کے بیان میں مشغول ہوتا ہوں

فصل

حقائق الٰہیہ یعنی حقیقت کعبہ اور حقیقت قرآن اور حقیقت صلوٰۃ کے بیان میں، اتفاقاً محرم الحرام سن بارہ سو چھبیس (۱۲۲۶ھ) ہجری کے آخر میں جب کہ راقم الحروف (مصنف) کو حضرت پیر دستگیر نے کمالات اُولعزم تک توجہ فرمائی، تو رام پور کا میں نے قصد کیا، اور اسی سال کے ماہ جمادی الثانی میں پھر حضور پر نور کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپ نے ماہ رجب کے شروع میں حقیقت کعبہ میں توجہ فرمائی اس جگہ حضرت حق سبحانہ کی عظمت و کبریائی مشہود ہوئی، اور میرے باطن پر ایک عظیم الشان ہیبت طاری ہوئی، اس مقام میں اس ذات کا مراقبہ کرتے ہیں، جو تمام ممکنات کی مسجود ہے، اور اس کے بعد چند ہی روز میں اس مرتبہ مقدمہ میں فنا و بقا حاصل ہوئی، میں نے اپنے آپکو

[۱] میگویند، کہ کمالات در رنگ دریاست، و حقائق امواج آن دریا ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالےٰ،

[۲] یعنی یک ہزار و دو صد و بست و شش ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالےٰ ۱۲

بقا بایں مرتبہ مقدسہ حاصل شد، خود را
متصف بایں شان یافتم، و توجہ ممکنات
بجانب خویش دانستم، اگرچہ در مرتبۂ کمالات یعنی کمالات نبوت و رسالت و کمالات اولو العزم ۱۲
بیرنگی ہائے بسیار حاصل بود و دریں
مقامات آنمقدار نیست، لیکن علو و وسعت
نسبت باطن بیش از بیش ست، و در
حقائق انبیاء با ایں ہمہ علو و وسعت از
حقائق الہٰیہ ہم بیرنگی کمتر ست، سرّش
آنچہ بخاطر فاتر بندہ میرسد آنست کہ چونکہ
سالک را فنا و بقا بمرتبہ ذات بحت میسر
شد، و متخلق باخلاق آنمرتبہ مقدسہ گردید
لاجرم در مدرکہ نیز قوتے بہم میرسد، کہ بآں
ادراک نسبتہاے فوقانی میکند، ازیں
باعث بیرنگی آں مقامات دریافت نمیکند

مصرع

کہ رستم را کشد ہم رخش رستم
چہ نسبت کمالات با نسبتہائے فوقانی از
یک جنس معلوم میشود، اگرچہ مناسبت
در صورت باشد، و در نسبت کمالات

اس شان سے موصوف پایا، اور تمام ممکنات کی
توجہ اپنی طرف دیکھی، اگرچہ کمالات کے مرتبہ
میں بہت سی بیرنگیاں حاصل تھیں، اور ان مقامات
میں اس قدر نہیں ہیں، لیکن نسبت باطن کی بلندی
و وسعت زیادہ سے زیادہ ہے، اور حقائق انبیاء
میں باوجود اس تمام بلندی و وسعت کے حقائق
الہٰیہ سے بیرنگی بھی بہت کم ہے، اس کا راز بندہ
کے ناقص خیال میں جو کچھ آتا ہے، وہ یہ ہے، کہ
سالک کو اس مقام پر فنا و بقا مرتبہ ذات بحت میں
حاصل ہوتی ہے، اور سالک اس مرتبہ مقدسہ کے اخلاق
کیساتھ متخلق (موصوف) بھی ہو جاتا ہے، تو بالضرور
سالک کی مدرکہ (ذہن) میں ایک نوع کی ایسی قوت
تو پیدا ہو جاتی ہے، کہ جس کے باعث فوقانی نسبتوں
کا ادراک تو کر لیتا ہے، مگر اس کی وجہ سے ان
فوقانی مقامات کی بیرنگی کو دریافت نہیں کر سکتا
مصرع کہ رستم را کشد ہم رخش رستم را، ترجمہ رستم پہلوان
کو رستم ہی کا گھوڑا اٹھا سکتا ہے (فوقانی نسبتوں کے ادراک
کی وجہ یہ ہے) کہ کمالات کی نسبت اور فوقانی نسبتیں ایک
ہی جنس کی معلوم ہوتی ہیں، اگرچہ یہ جنسیت و مناسبت

لہ یعنی حقائق الہٰیہ ثلثہ مذکورہ ۱۲ ؎ بالفتح رنگ سپید و سرخ درہم آمیختہ و چوں اسپ رستم ہمیں قسم رنگ داشت
ازیں جہت اسپ رستم را رخش گفتندے، و مجازاً ہر اسپ را رخش گویند ۱۲ غیاث مصححہ سلمہ اللہ تعالےٰ ۱۲

Marfat.com

بیرنگی ازاں ممر بود، کہ سالک را ازپیش (یعنی
در ولایت فنا وبقا) بمرتبہ صفات وشیونات
حاصل شدہ بود، ہمانقدر قوتے در مدرکہ
او حاصل بود، لہذا ادراک مرتبہ حضرت
ذات خیلے دشوار بود، چہ کمالات ولایت
از مرتبہ دیگر حاصل بود، وکمالات مرتبہ
نبوت از باب دیگر ست، کہ باہم ہیچ مناسبتے
ندارند اگرچہ مناسبت صوری باشد، وآنچہ
بعضے اکابر مرتبہ ولایت را ظل[1] مرتبہ نبوت
فرمودہ اند، نزد فقیر این سخن ثابت نشدہ
وآنچہ من دریافتہ ام، در ہیچ امر فیما بین
اینہا نسبتے نمی یابم، و مرتبہ کمالات را با
حقائق نسبتے ثابت ست، بلکہ محققان[2]
فرمودہ اند، کہ حقائق نسبت بکمالات مانند
امواج اند، معنی این سخن آں باشد، کہ
چونکہ در کمالات ظہور تجلیات ذاتی دائمی
ست، لاجرم ہر نسبتے کہ فوقانی ست،
خارج از مرتبہ ذات نمی تواں شد، پس
اطلاق لفظ امواج راست آمد، وآنچہ

صورت ہی صورت میں کیوں نہ ہو، بلکہ کمالات کی
نسبت میں اسی وجہ سے بیرنگی حاصل تھی، کہ سالک کو
اسسے قبل (یعنی مرتبہ ولایات میں) فنا وبقا صرف صفات
وشیونات کے مرتبہ ہی میں حاصل ہوئی تھی، اور اسکی
مدرکہ میں قوت بھی اسی قدر پیدا ہوئی تھی، لہذا حضرت
ذات کے مرتبے کا ادراک اس پر بہت ہی دشوار تھا
اسلئے کہ ولایت کے کمالات اور مرتبہ سے حاصل ہوئے
تھے، اور مرتبہ نبوت کے کمالات اور قسم سے ہیں، یہ دونو
آپسمیں کچھہ بھی مناسبت نہیں رکھتے، اگرچہ صوری ہی
مناسبت کیوں نہ ہو، اور بعض اکابر کا یہ قول کہ مرتبہ
ولایت مرتبہ نبوت کا ظل ہے، بفقیر (مصنف رسالہ ہذا) کے
نزدیک یہ ثبوت کو نہیں پہنچا، اور جو کچھہ میں نے دریافت کیا ہے
وہ یہ ہے، کہ ان دونوں میں باہم کوئی نسبت بھی متحقق نہیں
ہاں البتہ مرتبہ کمالات وحقائق الہیہ ثلثہ کے مابین ایک
نوع کی نسبت ثابت ہے، بلکہ بعض محققین فن نے تو یہ بھی فرمایا
ہے، کہ حقائق الہیہ کمالات کی بہ نسبت ایسی ہیں، جیسے دریا
کی موجیں، اس کلام کا معنی یہ ہے، کہ چونکہ کمالات میں ذاتی
دائمی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے، تو لامحالہ ہر فوقانی نسبت ۱۰
مرتبہ ذات سے کسی طرح باہر نہیں ہو سکتی، اسیوجہ سے لفظ

[1] یعنی فیما بین کمالات ولایت وکمالات نبوت نسبت ظلیت واصلیت فہمیدہ اند نزد فقیر الخ ۱۲ [2] یعنی محققان آں نسبت اجمالیہ را بمرتبہ تفصیل آوردہ فرمودہ اند، کہ حقائق الخ ۱۲ لمصححہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

دراد راک ایں ناقص العقل آمدہ است و نسبتِ[ل] حقائق چیزہا ظہور میکنند، کہ در نسبت کمالات آن ظہور نیست، مثلاً در حقیقت کعبہ معظمہ ظہور عظمت وکبریائی ومسجودیت آں مر ممکنات را بہ نحوے ظہور میفرماید کہ عقل در ادراکِ آں تنگ وعاجز می ماند، ومیدانم کہ حصولِ ایں مرتبہ متعالیہ بدوں توجہ مرشد درانمقامات متعذرست اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وچوں حضرت پیر دستگیر درحقیقتِ قرآن مجید توجّہ فرمودند، در معاملہ معاینہ نمودم کہ درونِ آں سراوقات (سراپردہ ہائے ۱۲)

عظمت وکبریائی جائے یافتم ودر عالمِ مثال چناں دیدم، کہ گویا بربام خانہ کعبہ برآمدہ ام، آنجا زینہ نہادہ اند، کہ ازاں زینہ (نردبان ۱۲) عروج فرمودہ، داخلِ حقیقت قرآنی شدم وآں عبارت از مبداُ وسعتِ بیچونی حضرت ذات ست، ووسعت حضرت ذات ازیں مقام شروع میشود، واحوالے (یعنے ۱۲) ظاہر میگردد

اُمواج کا اطلاق یہاں پر بالکل صحیح ہے، اور اس بارے میں جو کچھ مجھ ناقص العقل کے فہم وادراک میں آیا ہے وہ یہ ہے، کہ حقائق کی نسبت میں وہ اشیا ظاہر ہوتی ہیں جو کمالات کی نسبت میں ظاہر نہیں، مثلاً کعبہ معظمہ کی حقیقت میں عظمت وکبریائی اور تمام ممکنات کی مسجودیت اس طرز پر ظہور کرتی ہے، کہ اسکے ادراک میں عقل بھی عاجز اور تنگ ہوجاتی ہے، اور میں معلوم کرتا ہوں کہ اس عالی مرتبہ کا حصول مرشد کی ان مقامات میں توجہ کرنیکے بغیر نہایت ہی دشوار ہے، اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ اور جب حضرت پیر دستگیر نے قرآنجید کی حقیقت میں توجہ فرمائی تو میں نے مراقبہ میں معاینہ کیا، کہ عظمت وکبریائی کے سراوقات (شاہی پردوں) کے اندر میں نے جگہ پائی اور میں نے عالم مثال میں ایسا دیکھا، کہ گویا میں کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا ہوں اور وہاں پر ایک زینہ رکھا ہے، میں اس زینہ سے حقیقت قرآنی میں داخل ہوگیا اور حقیقت قرآنی سے مراد حضرت ذات کی بیچونی و بے کیفی کی وسعت وفراخی کا ابتدائی مرحلہ ہے اور حضرت ذات کی وسعت اسی مقام سے شروع ہوتی ہے، یعنی وہ حالات وکیفیات ظاہر ہوتے ہیں، جو وسعت کے شبیہ ہیں، ورنہ لفظ وسعت

[ل] یعنی آں ست، کہ در نسبت حقائق الخ ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالےٰ

Marfat.com

کہ تشبیہ بوسعت ست، والاَّ اطلاق لفظ
وسعت در آنجا از تنگی میدان عبارت ست
وسر شگفتن غنچہ دہنِ محبوب حقیقی ایں جا
دریافت میگردد، فَاقْصُصْ وَلَا تَکُنْ مِّنَ
الْقَاصِرِیْنَ بواطن کلام اللہ دریں مقام
میگردد، ہر حرفے راز حروف قرآنی
دریائے یافتم بے پایاں کہ موصل کعبہ
مقصود ست مگر نکتہ عجب تر بشنو کہ باایں
ہمہ قصص مختلفہ و اوامر ونواہی متباینہ
در وقت قرأت چیزہا ظہور میکند و اسرار
بمیان می آید، وقدرت او تعالیٰ وحکمتِ
بالغہ حق سبحانہ ظاہر میگردد، کہ برائے
تعلیم وتفہیم ہمہ عوام قصص وحکایاتِ
انبیا، عَلَیْهِمُ السَّلَامُ ذکر فرمودہ است
وبرائے ہدایتِ بنی آدم احکام شریعت
ارشاد کردہ و در بطون ایں حروف چہ
کیفیات وچہ معاملات ست حیرت بر
حیرت سے افزاید و در ہر حرفے بشانے
خاص ظہور میفرماید و دلہائے جان بازاں
را در صید می آرد، خوش گفت

بیت

کا اطلاق اس جگہ عبارت والفاظ کے میدان کی تنگی
کیوجہ سے ہے، اور محبوب حقیقی کے غنچہ دہن کا کھلنا
اسی مقام میں معلوم ہوتا ہے خوب سمجھ لو اور کسی قسم
کی کوتاہی نہ کرو، اور کلام اللہ کے بطون (مخفی
راز) اسی مقام میں ظاہر ہوتے ہیں، میں نے
قرآن کریم کا ایک ایک حرف دریائے بے
کنار پایا، جو کعبہ مقصود تک موصل پہنچانیوالا ہے
ایک اور عجیب تر نکتہ سنو، کہ باوجود ان تمام مختلف
قصص وحکایات کے اور متباین اوامر ونواہی کے
قرأت کیوقت اقسام اقسام کے اشیا، اور انواع
انواع کے اسرار کھلتے ہیں، اور خدا تعالیٰ کی قدرت
کاملہ اور اس کے اسرار بالغہ معرض ظہور میں آتے
ہیں دیکھو تمام عوام کی تعلیم وتفہیم کی خاطر تو قصص
وحکایات انبیاء علیہم السلام کے ذکر فرمائے گئے ہیں
اور بنی آدم کے ارشاد وہدایت کیواسطے احکام شریعت
ارشاد کئے گئے، اور قرآن کریم کے حرفوں کے باطن میں
کیا کیا کیفیتیں اور کیسے کیسے معاملے موجود ہیں، کہ حیرت
پر حیرت بڑھتی ہے، ہر ہر حرف میں ایک خاص شان
کے ساتھ ظہور فرماتا ہے اور جانبازوں کے دل
کا شکار کرتا ہے، کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے

بیت نہ حسنش غایتے الخ ترجمہ

Marfat.com

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی
در وقت قرآن مجید لسانِ قاری حکم
شجرہ موسوی پیدا میکند و برائے قرأتِ
قرآن تمام قالب زبان میگردد، و علوِ
نسبت اینجا بمثابہ ایست کہ نسبتِ
کمالات با ایں ہمہ علو و وسعت بلکہ حقیقتِ
کعبہ معظمہ با ایں عظمت و کبریائی در تحتِ
شہود میگردد و دریں جا مراقبہ مبدأ وسعتِ
بیچوں حضرت ذات میفرمایند، و موردِ
فیض ایں مقامات ہیبت و وحدانی سالک
ست، بعد ازیں حضرت پیر دستگیر در
دائرہ حقیقتِ صلوٰۃ توجہ فرمودند،

دائرہ
حقیقت
صلوٰۃ

دریں دائرہ
کمالِ وسعتِ
بیچون حضرت ذات
مشہود گردیدہ از وسعت و علو ایں مقام
چہ وانماید، کہ حقیقت قرآن مجید یک جزو
اوست، و جزو دیگر حقیقتِ کعبہ ست
از کیفیات و واردات ایں مقام چہ
گوید، و اگر گوید کیست کہ فہم نماید خوش

نہ اس کے حسن کی کوئی غایت ہے، نہ سعدی کے سخن کی
نہایت، استسقا والا تو پیاسے کا پیاسا ہی مر جائے
اور دریا ویسے کا ویسے ہی رہے، قرآن مجید کی قرأت کے وقت
قاری کی زبان شجرہ موسوی کا حکم پیدا کرتی ہے، اور
قرآن مجید کی قرأت کے وقت سارا قالب (بدن تمام) ہی زبان
ہی زبان ہو جاتا ہے، اور نسبت کی بلندی اس حد تک تو اس
درجہ کی ہے، کہ کمالات کی نسبت باوجود اس اپنی تمام
علو و وسعت کے بلکہ حقیقت کعبہ معظمہ باوجود اس
عظمت و کبریائی کے حقیقت قرآن کے تحت میں مشہود
ہوتی ہے، اور اس مقام میں بیچوں حضرت ذات کی
وسعت کے مبدا کا مراقبہ کرتے ہیں، اور ان مقامات
کے فیض کا محل و مورد سالک کی ہیبت و وحدانی ہی ہے
ازاں بعد حضرت پیر دستگیر نے دائرہ حقیقت صلوٰۃ
میں توجہ فرمائی، اس دائرہ میں بیچوں حضرت ذات
کی کمال وسعت مشاہدہ میں آئی، اس مقام کی وسعت
اور بلندی کا کیا حال بیان کرے، مگر اسقدر تو ضرور
جان لو، کہ حقیقت قرآن مجید اس کا ایک جزو ہے
اور دوسرا جزو حقیقت کعبہ ہے، اس مقام کے
واردات و کیفیات کی کیا وصف بیان کرے
بالفرض اگر کچھ بیان کرے بھی تو کون سمجھے
کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے، بیت بطرازِ دامنِ ناز

Marfat.com

گفت **بیت**

بطرازِ[1] دامنِ نازِ او چہ زِ خاکساریِ مارسد
نہ زد آنکہ مژہ بہ بلندی کہ ز گرد سرمہ دعا رسد

درینجا مراقبہ کمالِ وسعت بیچون حضرت ذات بیفرمایند، سالکے کہ ازیں حقیقتِ مقدسہ حظّے یافتہ دارا دائی وقت صلوٰۃ گوبا ازیں نشأہ می برآید و در نشأہ اُخروے می درآید، و شبیہہ رویت اُخروی حاصل می نماید، در وقت تحریمہ[2] دست از ہر دو جہاں شستہ و ہر دو جہاں راپس پشت انداختہ اللہ اکبر گویاں در حضور حضرت سلطان ذیشان جلّ شانُہٗ حاضر میشود، و پیشِ ہیبت و عظمت و کبریائی آنحضرت جلّ جلالُہٗ خود را متبذّل ولاشی محض دانستہ قربان محبوب حقیقی میگرداند و در وقت قرأت بوجود موہوب کہ لائق آنمرتبہ ست موجود گردیدہ متکلم با حضرت حق سبحانہ و مخاطب از آنجناب مقدس میشود، بلسان او گویا

مژگان چشم ۱۲ — عالم دنیا ۱۲ — ذلیل ۱۲ ناچیز ۱۲ — زبان ۱۲

اوالخ ترجمہ اس کے دامن ناز کے سنجاف تک ہماری خاکساری و نیاز مندی کی رسائی کہاں اس نے اپنی آنکھ کی پلک اتنی بلندی پر نہیں جھپکی، کہ اس کے سرمہ کے گرد اگر د ہماری دعا کی رسائی ہو جائے، اس مقام میں حضرت ذات بیچوں کی کمال وسعت کا مراقبہ کرتے ہیں، جس سالک نے اس مقدس حقیقت سے کچھ بھی حظ حاصل کیا ہے، وہ گویا ادائے نماز کیوقت عالم دنیا سے نکلکر عالم آخرت میں داخل ہو جاتا ہے اور رویت اُخروی کے مشابہ حالت حاصل کرلیتا ہے تکبیر تحریمہ کیوقت دونوں جہاں سے ہاتھ اٹھا اور دونوں جہاں پس پشت ڈالکر اللہ اکبر کا نعرہ لگاتا ہوا حضرت سلطان ذی شان جل شانہٗ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے، اور بارگاہ جل جلالہٗ کی عظمت و کبریائی کی ہیبت کے آگے اپنے آپ کو ذلیل و ناچیز خیال کر کے محبوب حقیقی پر قربان ہوئے جاتا ہے، اور قرأت کیوقت موہوب وجود سے جو اس مرتبہ کے لائق ہے موجود ہو کر حضرت حق سبحانہ کیساتھ متکلم اور اس جناب سے مخاطب ہوتا ہے، اس کی زبان گویا موسوی

---

[1] طراز بکسر نقش و نگار ہر چیز و نقش و علَم جامہ و بمعنے سنجاف ۲، غیاث [2] تفصیل ما قبل ست بایں نہج کہ در وقت تحریمہ الخ ۱۲ - لمصححہ سلمہ اللہ تعالےٰ

Marfat.com

شجرہ موسوی میگردد، کما مر[1] انفا فی حقیقۃ القرآن المجید وقتیکہ برکوع میرود، وغایت خشوع می نماید، بمزید قرب ممتاز میشود ودروقت قرأت تسبیح بکیفیتے دیگر مشرف میگردد، لاجرم برایں نعمت تحمید گویاں قومہ می نماید، و باز درحضور حضرت حق داست می ایستد، و سِر دراداۓ قومہ آنچہ درفہم قاصر بندہ می درآید، آنست کہ چونکہ قصد اداۓ سجود دارد، پس از قیام بسجود رفتن مُوجب مزید تذلل و انکسار ست ازانکہ ازرکوع بسجود دررود وقربیکہ درحین اداۓ سجود حاصل میشود چہ بیان نمودہ شود، کہ عقل درادراک آں عاجز و قاصر ست، مفہوم میگردد کہ خلاصہ ہمہ نماز سجود ست، اَلسَّاجِدُ یَسْجُدُ عَلٰی قَدَمِیِ اللّٰہِ حدیث شریف است وآیۃ کریمہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ایماۓ باین قرب مبصر باید، خوش گفت

بیت

سر درقدمش بروں ہر بار چہ خوش باشد
راز دل خود گفتن با یار چہ خوش باشد

شجرہ بن جاتی ہے، چنانچہ ابھی ابھی حقیقت قرآن میں اس کا ذکر ہوا، جب رکوع کرتا ہے، اور رعایت درجہ کا خشوع بھی، تو بالضرور زیادہ قرب کے ساتھ ممتاز ہوتا ہے، اور تسبیح کرنیکے وقت ایک اور خاص کیفیت سے مشرف ہو جاتا ہے، پھر اب تو خواہ مخواہ حمد و ثنا کرتا ہوا قومہ کرتا ہے، اور دوبارہ حضرت حق کے حضور میں برابر سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے، اور قومہ کرنے میں میرے فہم ناقص میں یہ راز ہے، کہ چونکہ اب اداۓ سجود کا ارادہ کرتا ہے، تو قیام سے سجدہ کیطرف جانے میں رکوع سے سجود کی جانب جانیکی نسبت تذلل اور انکسار زیادہ ہے اداۓ سجود کیوقت ایک خاص جو قرب حاصل ہوتا ہے، اُسکا کیا بیان کیا جاۓ، اُسکے ادراک میں تو عقل بھی عاجز و قاصر ہے، معلوم ہوتا ہے، کہ ساری نماز کا خلاصہ سجود ہی سجود ہے، حدیث شریف میں ہے، کہ سجدہ کرنیوالا تو اللہ تعالیٰ کے دو قدموں پر سجدہ کرتا ہے اور آیہ کریمہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ اور سجدہ کر اور نزدیک ہو اسی قرب کیطرف اشارہ کرتی ہے، کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے

بیت سر درقدمش بروں الخ **ترجمہ** بار بار اُس کے قدموں پر سر رکھنا کیا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے، یار سے اپنے

---

[1] چنانچہ دربیان حقیقت قرآن مجید عنقریب گذشتہ - مصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

وچوں دریں قرب توہم آں شدہ بود، کہ عنقا بدام افتاد، باز تکبیر گویاں در جلسہ بہ نشست یعنی اَللّٰہُ اَکۡبَرُ مِنۡ اَنۡ اَعۡبُدَہٗ حَقَّ عِبَادَتِہٖ وَاَقۡرَبَ اِلَیۡہِ حَقَّ قُرۡبِہٖ و در جلسہ سوالِ مغفرت میکند، از جریمہ ایں توہم کہ ناشی شدہ بود، باز بجہت طلبِ مزید قرب بسجدہ میرود، و باز در تشہد نشستہ شکر و تحیات بجناب باری بر احسان ایں قرب بجامے آرد، و کلمہ شہادتین از جہت آنست کہ دولت ایں قرب بدون تصدیق و اقرارِ توحید و رسالت محال ست باز درود میخوانند، از جہت آنکہ ایں نعمت بطفیل و تبعیت آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ حاصل گشتہ و اختیار صلوٰۃ ابراہیمی برائے آنست کہ در عین ادائے نماز خلوتی با محبوب حقیقی دست دادہ بود و ندیمی خاص و مصاحبت با اختصاص کہ عبارت از منصب خلت ست، نصیب

دل کا بھید کھولنا کیا ہی خوش آتا ہے، اور چونکہ قرب سجود سے خیال ہوا تھا، کہ عنقا (مطلوب حقیقی) ام میں آپھنسا اللہ اللہ اکبر کہتا ہوا جلسہ میں بیٹھ گیا یعنی اللہ تعالیٰ اس سے برتر ہے، کہ میں اُسکی کما حقہ عبادت کر سکوں، اور کما ینبغی اُس کا قرب حاصل کروں، اور اُسی سابق جرم کی جلسہ میں معافی مانگتا ہے، کہ اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ الخ پھر اور زیادہ قرب طلب کرنیکے واسطے دوبارہ سجدہ کرتا ہے ازاں بعد تشہد میں بیٹھکر اُس نعمت قرب کے احسان و انعام پر بار تعالیٰ کی جناب میں شکر و تحیات بجا لاتا ہے، اور کلمہ شہادت کی یہ وجہ ہے، کہ یہ سارا قرب وغیرہ کا معاملہ توحید و رسالت کی تصدیق و اقرار کے بغیر ناممکن ہے، پھر درود شریف اس واسطے پڑھتا ہے، کہ یہ تمام نعمتیں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ہی کی طفیل حاصل ہوئی ہیں، اور ابراہیمی درود شریف اس وجہ سے اختیار کیا گیا ہے، کہ ادائے نماز کے وقت محبوب حقیقی کیساتھ خلوت میسر آتی ہے، اور خاص ہمنشینی اور بالخصوصیت مصاحبت (منصب خلت) تو صرف حضرت

لہ یعنی مطلوب حقیقی را یافتم و بمراد خود رسیدم ۱۲ سہ یعنی معنی ایں تکبیر چنیں خیال کند و فہمہ کہ اللہ تعالیٰ برتر ست ازینکہ پرستم او را سزاوار پرستیدن او و نزدیک شوم باو چنانکہ شاید و باید در رنگ آنکہ گفتہ اند ما عَبَدۡنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ وَمَا عَرَفۡنَاکَ حَقَّ مَعۡرِفَتِکَ سہ یعنی ایں کہ من حق را یافتم ۱۲ - لمصنفہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

حضرت خلیل ست علیٰ نبیّنا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام گویا کہ از برکت ایں درود آں ندیمی را طلب مے کند فافہم باید دانست، وقتیکہ در اداۓ نماز سنن و آداب آں کما ینبغی بجا آوردہ میشود مثلاً از آداب نماز ست، کہ در وقت قیام جاۓ سجود را نظر دارد و در رکوع بر قدمین و در سجود بر پرۂ بینی و در قعود بر ہر دو زانو ہمچنیں ہمہ آداب را رعایت کند، البتہ حقیقت صلوٰۃ جلوہ میفرماید و آنکہ براۓ حضور و جمعیت در قیام چشم بند کردہ متوجہ میشوند، ازیں چیزہا حضور لطائف البتہ پیدا می شود، لیکن براۓ ظہور نسبت ہاۓ فوقانی حاجت بند کردن چشم نیست، بلکہ اینجا ہر حضوریکہ ہست، قالب راست و حضور قالب در رعایت آدابیکہ موافق سنت خواہد افتاد، البتہ خواہد شد، و بند کردن چشم در قیام نماز بدعت ست، اگرچہ براۓ حضور جائز داشتہ اند، ہمچنیں در سماعت قرآن مجید اگر از شخصے خوش خوانے شنودہ

بند کردن چشم در نماز بدعت است

خلیل علیٰ نبیّنا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہی کا حصہ ہے، گویا درود شریف کی برکت سے باعث اسی ندیمی و ہمنشینی کو طلب کرتا ہے، خوب سمجھ لو جاننا چاہیے، کہ جب اداۓ نماز میں اس کے سنن و آداب کما حقہٗ بجالاۓ جائیں، تو البتہ اس وقت نماز کی حقیقت اپنا جلوہ دکھاتی ہے، مثال کے طور پر جان لو، کہ نماز کے آداب میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ نمازی قیام کیوقت اپنی نظر سجدہ گاہ کیطرف رکھے، اور رکوع میں قدموں پر اور سجود میں ناک کے نرمہ پر اور قعود (بیٹھنے) میں دونو گھٹنوں پر، اس کی اور ایسے ہی تمام آداب کی بھی رعایت کرے اور بعض لوگ جو حضور و جمعیت کے خیال سے قیام میں آنکھ بند کر کے متوجہ ہوتے ہیں، ان چیزوں سے لطائف کا حضور تو البتہ پیدا ہوتا ہے، مگر فوقانی نسبتوں کے حضور کیواسطے آنکھ بند کرنیکی ضرورت نہیں، بلکہ اس جگہ تو ہر قسم کا حضور قالب ہی کے واسطے ہے، اور قالب کا حضور اُن ہی کی آداب کی رعایت سے ہوگا، جو سُنّت کے موافق ہوں، اور نماز میں آنکھ بند کرنا تو بدعت ہے، اگرچہ حضور کے خیال سے جائز رکھا گیا ہے، ایسے ہی قرآن مجید کی سماعت میں بھی اگر کسی خوش الحان سے سنا جاوے تو ولایت کی نسبت ظہور کرتی ہے، اور اگر صحیح

Marfat.com

بیشود نسبتِ ولایات ظہور میکند، واگر
از شخص درست خوانے شنودہ بیشود،
نسبتِ حقائق فوقانی ظہور خواہد کرد، چہ
باآوازِ خوش قلب رامناسبتے کلی ست
لاجرم ظہور خواہد نمود، وچوں بصحتِ الفاظ
واداءِ حروف از مخرج وترتیلِ قراءۃ
بخواند، اگرچہ خوش آوازی نباشد، تاگریز
آں حقائق جلوہ خواہند فرمود، بعد ازاں
حضرت پیر دستگیر در مرتبہ مقدسہ معبودیت
صرفہ توجہ فرمودند

ایں جاقدم را گنجائش
نماند، وسیر قدمی تمام
شد، کہ آں در مقامات عابدیت بود، لیکن
بعنایت الٰہی نظر را موقوف نساختند، و
سیر نظری میشود، ؎

بلا بودے اگر ایں ہم نبودے

چوں بندہ را دریں مقام عالی توجہ فرمودند
در معاملہ دیدم، کہ در مقامی ہستم فوقِ آں
مقام مقامی بس عالی ومتعالی وبیرنگ
ظہور فرمود، وہر چند خواستم، کہ در آں مقام
بروم، میسر نشد، آنوقت معلوم گردید، کہ

پڑھنے والے سے سُنا جائے، تو فوقانی حقائق
کی نسبت ظہور کریگی، کیونکہ خوش آوازی کے
ساتھ دل کو پوری پوری مناسبت ہے الہٰذا
وہ مناسبت ظاہر ہوگی، اور جب الفاظ کی
صحت اور مخارج سے حروف کی ادائیگی اور
قرأت کی ترتیل کے ساتھ پڑھا جائے، اگو خوش
آوازی نہ ہو، تو خواہ مخواہ حقائق فوقانی جلوہ گر
ہونگی، ازاں بعد حضرت پیر دستگیر نے مقدس
مرتبہ معبودیت صرفہ میں توجہ فرمائی، اس مقام
میں قدم کی گنجائش بالکل نہیں ہے، اور قدمی سیر تمام ہوچکی
کیونکہ وہ عابدیت ہی کے مقام تک تھی، لیکن خدا کی
عنایت ومہربانی سے نظر کو موقوف نہیں کیا گیا، اور
سیر نظری ہوتی رہتی ہے، مصرعہ بلا بودے الخ ترجمہ
اگر یہ بھی نہ ہوتا، پھر تو بڑی بھاری آفت تھی، پھر جب
حضرت پیر دستگیر کو اپنے غلام کو اس عالی مقام میں
توجہ فرمائی، تو معاملہ میں کیا دیکھتا ہوں، کہ میں ایک
مقام میں ہوں، اُس سے اوپر کی جانب ایک
بہت بڑا بلند بیرنگ مقام ظاہر ہوا، میں نے
ہر چند اُس مقام میں پہونچنا چاہا، مگر نہ ہوسکا
اُسوقت معلوم ہوا، کہ یہ معبودیت صرفہ کا
مقام ہے، قدم کی وہاں گنجائش نہیں ہے، مگر

Marfat.com

این مقام معبودیت صرفہ است، کہ قدم
را آنجا گنجائشی نیست، مگر نظر تا ہر کجا کہ
تماشا کند، خوش گفت **بیت**

ما تماشا کنانِ کوتہ دست
تو درختِ بلند بالائی

و سر معنی کلمہ طیبہ لا معبود الا اللہ اینجا
جلوہ گر گردید، ظاہر شد کہ فی الحقیقت
استحقاقِ عبادت بہر نوعی کہ باشد، غیر از
حضرت احدیتِ مجردہ کسی ندارد، اگرچہ
اسما و صفات باشند، چہ جائے آنکہ
ممکنات لیاقتِ این امر داشتہ باشند
کان من کان حقیقتِ شرکت درین جا
نمی ماند، و از بیخ و بن کندہ میرود بدانکہ
سیر حقائق الہیہ تا اینجا بود، الحال بیانِ
حقائق انبیا علیہم السلام نمودہ میشود
بگوش ہوش استماع فرمایند،

فصل

در بیان حقائق انبیا کہ عبارت از
حقیقتِ ابراہیمی وحقیقت موسوی و
حقیقت محمدی وحقیقتِ احمدی ست علی

نظر جہاں تک پہنچے، اُس کو تو گنجائش ہے،
کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے **بیت** ما تماشا
کنان الخ ترجمہ تو تو بلند قامت درخت ہے
ہم تو صرف نظر باز دست نارس ہیں، اور کلمہ
طیبہ لا معبود الا اللہ کا راز اس مقام پر جلوہ گر
ہوا، صاف طور پر ظاہر ہو گیا، کہ درحقیقت ہر
نوع کی عبادت کا استحقاق بجز حضرت
احدیت مجردہ کے اور کسی کو بھی حاصل نہیں
اگرچہ اسما، وصفات ہی کیوں نہ ہوں ممکنات
بچارے سارے کے سارے جو بھی ہوں
ان کی حقیقت ہی کیا ہے، کہ اس امر کی لیاقت
رکھیں، شرک اس جگہ میں ہرگز نہیں رہتا،
بلکہ بیخ وبن سے اکھڑ جاتا ہے، مخفی نہ رہے
کہ حقائق الہیہ کی سیر یہیں تک تھی، اب انبیاء
علیہم السلام کی حقائق کا بیان ہوتا ہے
گوش ہوش سے سنو۔

فصل

حقائق انبیاء علیہم السلام یعنی حقیقت ابراہیمی
وحقیقت موسوی، حقیقت محمدی اور حقیقت
احمدی کے بیان میں جاننا چاہیے، کہ جیسے حقائق

Marfat.com

خاتمهم اولاً وعلیٰ اجمعهم ثانیاً الصلوٰة
والسلام، باید دانست که چنانکه در حقائق
الٰهیه ترقی موقوف بر تفضل ست همچناں
در حقائق انبیا علیهم السلام ترقی موقوف
بر محبت ست، چوں حضرت پیر دستگیر
غلام خود را در حقیقت ابراهیمی توجه فرمودند
مراقبه ذاتیکه منشأ حقیقت ابراهیمی ست
ارشاد کردند از عنایت حضرت ایشاں
در هماں توجه کیفیت آنمقام فائض گردید
در چندے[1] انوار و اسرار آنمقام عالی که
عبارت از خلت حضرت حق ست سبحانہ
ورود فرمود، دریں
مقام انسے خاص
و خلوتے با اختصاص
بحضرت ذات هویدا شد، و همیں معامله
از آنحضرت جلت و عظمت بایں
کس مفهوم گردید، و کیفیتے که دریں مقام
عالی حاصل شده است در مقامات عالیه
دیگر بایں خصوصیت و کیفیت ظهور نه
فرموده، اگرچه از قسم فضل جزئی باشد،

دائرہ
خلت اعنی
حقیقت
ابراہیمی

[1] یعنی در کمتر از مدتے ۱۲

الٰہیہ میں ترقی محض تفضل پر موقوف ہے ویسے
ہی حقائق انبیاء علیہم السلام میں ترقی محبت
پر موقوف ہے، جب حضرت پیر دستگیر نے اپنے
اس غلام کو حقیقت ابراہیمی میں توجہ فرمائی، تو
ذات منشا حقیقت ابراہیمی کا مراقبہ ارشاد
فرمایا، حضور کی مہربانی سے اُسی ایک توجہ
میں اُس مقام کی کیفیت مجھپر وارد ہوئی، اور
تھوڑے ہی عرصہ میں اُس عالی مقام یعنی خلت
حضرت حق سبحانہٗ کے انوار و اسرار فائض
ہوئے، اس مقام میں حضرت ذات کے
ساتھ ایک خاص اُنس اور باخصوصیت خلوت
بھی پیدا ہوئی، اور حضرت ذات جلت
وعظمت کی جانب سے بھی اس عاجز کے
ساتھ یہی معاملہ مفہوم ہوا، اور جو کیفیت
اس عالی مقام میں حاصل ہوئی ہے، دوسرے
عالی مقامات میں اس خصوصیت و کیفیت کے
ساتھ ظاہر نہیں ہوئی، پس اس عالی مقام کو
دوسرے عالی مقامات پر ایک نوع کی
فضیلت ثابت ہے، گو یہ فضیلت جزئی
فضیلت ہی کا قسم ہے، اس مقام کی خصوصیت

Marfat.com

چہ دریں مقام محبوبیت صفاتی جلوہ گر
میشود، و در حقیقتِ محمدی و احمدی محبوبیت
ذاتی معنی ایں عبارت آنست کہ چنانکہ
ذات متعالیہ خود را دوست میدارد،
ہمچنیں صفاتِ خود را نیز دوست میدارد
قسم اول حقیقت محمدی و احمدی ست
و قسمِ ثانی خلت نام یافتہ، حقیقت ابراہیمی
شد، محبوبیت صفاتی مثل محبوبیت خد
و خال و قد و عارض ست و ازیں جہت
ایں قدر رنگینی درینمقام نیست بخلاف
محبوبیت ذاتی کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ
و دریں مقام حضرت پیر دستگیر راشانے
خاص دریافتم، و بہ یقین دانستم، کہ صاحب
منصب ایں مقام عالی ہستند، و ایں معنی
را در حضور پر نور عرض کردہ بودم فرمودند
کہ من ہم خصوصیت خود بحضرت خلیل علیٰ
نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دریافتہ ام
لیکن متوجہ غیر از حبیب خدا صلی اللہ علیہ
وسلم بطرف دیگر نے شوم، وللہ درہ
ما احسن صدرہ در ایں مقام سالک
را نحوے انس بحضرت ذات پیدا میشود

اس لئے ہے، کہ اس مقام میں صفاتی محبوبیت
جلوہ گر ہوتی ہے، اور حقیقت محمدی واحمدی
میں ذاتی، اس عبارت کا معنے یہ ہے، کہ اللہ
تعالیٰ کی متعالی ذات جیسے اپنے آپ کو دوست
رکھتی ہے، ویسے ہی اپنے صفات کو بھی دوست
رکھتی ہے، پہلی قسم کو حقیقت محمدی واحمدی کہا
جاتا ہے، اور دوسری قسم خلت کے نام سے موسوم
ہو کر حقیقت ابراہیمی کہلاتی ہے، محبوبیت صفاتی
جیسے خد و خال، قد و رخسار کی محبوبیت اور اسی وجہ
سے اس مقام میں کامل رنگینی نہیں ہے، برخلاف ذاتی
محبوبیت کے جیسا کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ذکر
آئیگا، حضرت پیر دستگیر کو میں نے اس مقام (خلت
ابراہیمی) میں ایک خاص شان کے ساتھ موصوف پایا،
اور یقیناً جان لیا، کہ آپ اس عالی مقام کے منصبدار
ہیں، اور یہ مضمون حضور پر نور کی خدمت عالی میں میں نے
عرض کیا، اسپر فرمایا، کہ ہاں میں بھی حضرت خلیل علیٰ
نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنی ایک
خصوصیت پاتا ہوں، لیکن حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے غیر کیطرف میں متوجہ نہیں ہوتا، وللہ درہ ما
احسن صدرہ، ترجمہ اللہ اُس کی نیکی اور کیا ہی
غضب کا سینہ اس مقام میں سالک کو حضرت ذات کیسا

Marfat.com

که بطرفِ دیگر رُو نمی آرد، اگرچه اسماو صفات باشند، و بطرفِ دیگر توجه نمی فرماید اگرچه مزارات مشائخ کبار باشند، و استمداد و استعانت از غیر او تعالیٰ خوش نمی آید اگرچه ارواح و ملائکه باشند، و دریں مقام تکرار صلوٰۃِ ابراهیمی یعنی درودیکه در نماز میخوانند، ترقی می بخشد، بعد ازیں در دائرہ محبّت ذاتیه صرفه حضرت پیر دستگیر توجه فرمودند و درینجا

مراقبه ذاتیکه منشاءِ حقیقتِ موسوی ست، و محبِ خود ست، ارشاد کردند، کیفیت اینمقام بقوتِ تمام ورود فرمود و محبّیت او تعالیٰ مر ذاتِ خویش را که حقیقت موسوی عبارت از آنست، آشکارا شد و آنکه بعضے بزرگان حضرتِ موسیٰ علیہ السّلام را محبوبیت اثبات فرموده اند مرادِ آں اکابر اگر آنست، که ایشاں محبوب حضرتِ حق اند، سُبحانه سلّمنا که مرتبه نبوت و رسالت و الوالعزم بے محبوبیت حاصل نمیشود، که انبیاء کرام

اس نوع کا اُنس پیدا ہوتا ہے، کہ غیر کیطرف اگرچہ اسماء وصفات ہی کیوں نہ ہوں، رُخ نہیں کرتا اور دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا، گو مشائخ کبار کے مزارات ہی ہوں، اور غیر سے استمداد و استعانت اُسکو خوش نہیں آتی، اگرچہ ارواح و ملائکہ ہی ہوں، اور اس مقام میں درود ابراہیمی کا جو نماز میں پڑھا جاتا ہے بار بار و بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے، اس کے بعد حضرت پیر دستگیر نے محبّت ذاتیہ صرفہ کے دائرہ میں توجہ فرمائی، اور اس جگہ اُس ذات کا مراقبہ ارشاد فرمایا جو حقیقت موسوی کا منشاء ہے، اور خود اپنے آپکو دوست رکھتی ہے، اور اس مقام کی کیفیت بڑے زور کیساتھ وارد ہوئی، اور اللہ تعالیٰ کی محبّیت یعنی خدا تعالیٰ کی اپنی ذات سے محبّت و دوستی جو حقیقت موسوی کے نام سے موسوم ہے، آشکارا ہوئی، اور بعض بزرگوں نے جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے واسطے محبوبیت ثابت کی ہے اگر ان بزرگوں کی مراد یہ ہے، کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام حضرت حق سبحانہ کے محبوب ہیں، تو یہ امر بالکل مسلّم ہے، اس لئے کہ نبوت و رسالت اور اولو العزم کا مرتبہ محبوبیت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا، انبیاء کرام علیہم

Marfat.com

عَلَیْھِمُ السَّلَامُ محبوباں مر آنحضرت حق سبحانہ را اند وراہ ایشاں راہ اجتبا است واین سخن منافیِ مطلب ما نیست ، واگر مراد آں اکابر آنست کہ حقیقتِ موسوی عبارت از محبوبیتِ ذاتی ست الطوریکہ حضرتِ مجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقتِ احمدی را قرار دادہ اند ، پس محلِ تامّل ست و در فہمِ ناقص این نافہم نمی آید ، وخلافِ مکشوف صاحب طریقہ و تابعانِ آنحضرت ست ، روزی این کمترین بر شخصے از اصحاب خود دراین مقام توجہ میکردم بے اختیار کیفیتے روے داد ، کہ از زبانِ من آیہ کریمہ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ برآمد ، اگرچہ دراین مقاماتِ عالیہ ظہورِ اینچنیں الفاظ کم میشود ، لیکن این از خصوصیاتِ این مقام ست ، عجب آنست ، کہ درینجا با وجود ظہور محبت ذاتی شانِ استغنا و بے نیازی ظہور میفرماید واین را اجتماعِ ضدین[له] ست ، وہمیں ہم معلوم میشود در آنچہ در بعضے مواقع از حضرتِ کلیم عَلٰی

السَّلَام حضرت حق سبحانہ کے محبوب ہیں ، اور ان کی راہ اجتبا کی راہ ہے ، اور یہ امر ہمارے مطلب کے ہرگز منافی و مخالف نہیں ، اور اگر ان اکابر کی مراد یہ ہے ، کہ حقیقت موسوی سے مراد محبوبیت ذاتیہ ہے جس طور سے حضرت مجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقت احمدی قرار دی ہے ، تو یہ محل غور ہے ، اور مجھ نافہم کے ناقص فہم میں نہیں آتا ، اور صاحب طریقہ اور اس کے تبعین کے مکشوف کے بھی برخلاف ہے ، ایک روز یہ کمترین اپنے یاروں میں سے ایک شخص کو اس مقام میں توجہ دے رہا تھا کہ بے اختیار ایک کیفیت مجھ پر وارد ہوئی کہ بے ساختہ میری زبان پر یہ آیہ کریمہ جاری ہوئی ، رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ یعنی اے مرے پروردگار دکھا مجھکو (اپنا آپ) کہ میں تیری طرف نظر کروں ، ان عالی مقامات میں ایسے الفاظ کا ظہور اگرچہ کم ہوتا ہے ، لیکن یہ . . . اسی مقام کی خصوصیات سے ہے ، عجب معاملہ ہے ، کہ اس مقام میں باوجود ظہور محبت ذاتی کے استغنا و بے نیازی کی شان بھی ظاہر ہوتی ہے ، اور یہ ضدین کا اجتماع ہے ، حضرت کلیم علیٰ

[له] محبت و بے نیازی ۱۲ [سه] انہلکنا بما فعل السفہاء منا ان ہی الا فتنتک تضل بہا من تشاء الخ ۱۲

وفرزندان حضرت

نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام صدور
بعضے کلمات ۱؎ کہ در ظاہر گستاخانہ مفہوم
میشود، واقع شدہ اند، والعلم عند اللہ
سبحانہ، دریں جا اللّٰھم صل علی سیدنا
محمد وعلی آلہ واصحابہ وعلی جمیع
الانبیاء والمرسلین خصوصاً علی کلیمک
موسیٰ نیز ترقی می بخشند، بعد ازیں حضرت
پیر دستگیر در حقیقت الحقائق کہ عبارت
از حقیقت محمدی ست، علی صاحبہما
الصلوۃ والسلام بر غلام خود توجہ فرمودند
و در انجام مراقبہ ذاتیکہ محب خود و محبوب
خودست، و منشأ حقیقت محمدی ست
ارشاد کردند، و درینجا بہ عنایت حضرت
پیر دستگیر محبیت ممتزجہ با محبوبیت
ظہور فرمودہ،

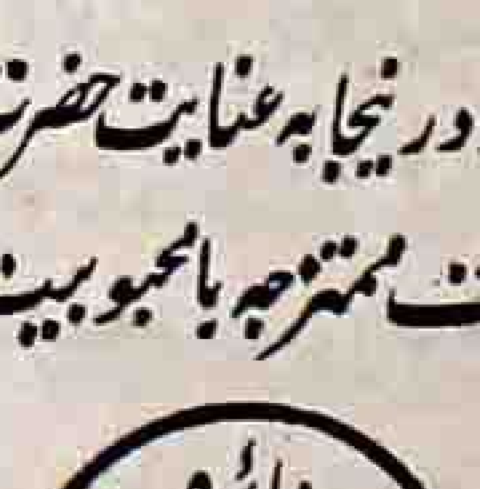

و بیان اجتماع ایں
دو نشأہ دریں دائرہ
کیفیتے دارد، کہ از تحریر راست نمے
آید، و دریں مرتبہ مقدسہ فنا و بقا دست
داد، و اتحاد خاص باآں سرور دین و دنیا

نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے بعض موقعوں
پر بعض ایسے کلمات صادر ہوئے، جو بظاہر گستاخانہ
مفہوم ہوتے ہیں، انکے صدور میں بھی یہ ہی راز مضمر
معلوم ہوتا ہے، اسجگہ یہ درود شریف (اللّٰھم صل
علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وعلی
جمیع الانبیاء والمرسلین خصوصاً علی کلیمک
موسیٰ) بھی ترقی بخشتا ہے، ازیں بعد حضرت پیر
دستگیر نے حقیقۃ الحقائق یعنی حقیقت محمدی
علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں اپنے اس
غلام پر توجہ فرمائی، اور اس مقام میں اُس ذات
کا مراقبہ ارشاد فرمایا، جو آپ ہی اپنی محب اور
آپ ہی اپنی محبوب ہے، اور نیز حقیقت محمدی کا
منشأ بھی ہے، اور اسجگہ حضرت پیر دستگیر کی عنایت
و مہربانی سے محبیت نے جو محبوبیت کے ساتھ ممتزج
ہے، ظہور فرمایا، اور اس دائرہ میں ان دو مرتبوں کے
اجتماع کا بیان ایک خاص کیفیت رکھتا ہے جو
تحریر میں پورے طور پر نہیں آسکتی، اور فنا
و بقا اس مقدس مرتبہ میں بھی حاصل ہوئی، اور
سرور دین و دنیا علیہ الصلوۃ والسلام کے
ساتھ ایک نوع کا اتحاد بھی میسر آیا، اور سید

۱؎ انھلکنا بما فعل السفہاء منا ان ھی الا فتنتک تضل بہا من تشاء الخ ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ،

Marfat.com

بیسر آمد و بطفیل سید عالم صلی اللہ علیہ
وَسَلَّمَ بمرتبہ رسانیدند، و اسرارے
بمیان آوردند، کہ اظہار آں موجب ایقاظ
فتنہ است ؛ معنی رفع توسط کہ اکابر اولیاءُ
بآں قائل اند، اینجا ظاہر میشود و مشہود
میگردد، کہ ایں کس را با آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ معاملہ شدہ است کہ ہم
آغوش یک کنار اند، وہم بستر یک نگار
و با ایں ہمہ محبتے خاص با حبیب خدا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پیدا میشود، کہ
سرّ سخن حضرتِ امام الطریقہ مجدد رضی
اللہ تعالیٰ عنہ ہویدا میگردد، آنجا کہ
فرمودہ اند، خدائے را جَلَّ شَانُهٗ برائے
آں دوست میدارم کہ ربِّ محمد ست،
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و دریں مقام
در جمیع امور جزئی و کلی و دینی و دنیاوی
مشابہتے و مناسبتے با حبیب خدا صلی
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خوش مے آید، و
بہمیں جہت ست آنچہ حضرت ایشاں
رضی اللہ عنہ رغبت کلی در عمل بر
حدیث دارند، و تشویق و ترغیب ایں امر

عالم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی طفیل ایک بہت
بڑے خاص مرتبہ میں مجکو پہنچا یا گیا، اور ایسے ایسے
اسرار و راز ظہور میں لائے گئے، جنکا اظہار فتنہ
کے بیدار کرنیکا باعث ہے، رفع توسط کا معنی جس
کے اکابر اولیاء قائل ہیں، اس جگہ ظاہر ہوتا ہے،
اور یہ امر بھی مشہود ہوتا ہے، کہ اس شخص (صاحب
واقعہ) کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک
خاص قسم کا معاملہ (واقعہ) پیش آیا، کہ دونوں (صاحب
واقعہ اور حضور علیہ السلام ایک ہی معشوق کے ہمکنار و
ہم بستر ہیں، اور با ایں ہمہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہوتی ہے
اور حضرت امام الطریقت مجدد رضی اللہ عنہ کے قول
کا راز بھی اس مقام میں کھلتا ہے، جو آپنے فرمایا،
کہ خدائے جَلَّ شَانُهٗ کو میں اس لئے دوست رکھتا ہوں
کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پروردگار ہے، اور
اس مقام میں حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر امر
جزئی و کلی دینی و دنیوی میں مشابہت و مناسبت
اچھی معلوم ہوتی ہے، اور اسیوجہ سے حضرت پیر دستگیر
رضی اللہ عنہ خود بھی عمل بالحدیث کی پوری رغبت
رکھتے ہیں، اور دوسروں کو بھی اس کا شوق
اور رغبت دلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو

میفرمایند، اللہ تعالیٰ ایشاں را بطورے
درینمقام قوتے ورسوخے کرامت فرمودہ
است، کہ بواسطہ اتباع آنحضرت صَلَّی
اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مجلس شریف ایشاں
شبیہ محفلِ صحابہ پیغمبر خدا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ
وَسَلَّمْ گردیدہ است، چنانچہ بعضے
از اصحاب کرام رضی اللّٰہ عنہم فرمودہ
اند، کہ وقتیکہ در محفلِ مقدسِ نبوی حاضر
میشوم، معاملہ میگذرد، کہ کَاَنَّا رَاْیُ
عَیْنٍ وصفِ حال آنمقام ست، راقم
گوید عفی عنہ کہ ایں بندہ را ہمیں معاملہ
در حضور پر نور حضرت پیر دستگیر خود
بارہا گذشتہ است فَہِمَ مَنْ فَہِمَ،
بعد ازیں حضرت پیر دستگیر بندہ را در
حقیقتِ احمدی عَلٰی صاحبہا الصَّلٰوۃ
والسَّلَام توجہ

فرمودند، و درینجا
مراقبہ ذاتیکہ محبوب
خودست، ومنشاءِ حقیقتِ احمدی ست

اس مقام میں اس طور سے قوت ومہارت عطا
فرمائی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی متابعت کے باعث آپ کی مجلس شریف حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کی
مجلس مبارک کے مشابہ ہے، چنانچہ بعض
صحابہ کرام (حضرت حنظلہ) رضی اللہ تعالیٰ
عنہم فرماتے ہیں، کہ جب میں مجلس مقدس
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتا ہوں
تو وہاں یہ معاملہ پیش آتا ہے، کہ کانا رای عین
(گویا کہ ہم مغیبات کا مشاہدہ ومعاینہ کر رہے ہیں،
اس مقام کی حالت کا بیان ہے، راقم الحروف عفی عنہ
(مصنف رسالہ ہذا) کہتا ہے، کہ حضرت پیر دستگیر کے
حضور پر نور میں یہ معاملہ بھی بارہا گذرا ہے، پانے
والوں نے پالیا، اس کے بعد حضرت پیر دستگیر نے
حقیقت احمدی میں اپنے غلام کو توجہ فرمائی، اور
اس مقام میں اس ذات کا مراقبہ ارشاد فرمایا، جو
آپ ہی اپنی محبوب ہے، اور نیز حقیقت
احمدی کا منشا بھی ہے، اس مقام میں نسبت
کی بلندی اور انوار کا غلبہ ظاہر ہوتا ہے اور

لہ ای کانا نری الجنۃ والنار رای العین فھو بالنصب مفعول مطلق او بالرفع علی الخبریۃ
من قبیل زید عدل وھذا قطعۃ من حدیث طویل رواہ مسلم عن حنظلۃ رض لصحیحہ سلمہ اللّٰہ
تعالے

Marfat.com

ارشاد کردند، درا ینمقام علو نسبت باشتغال
انوار ظہور میفرمایند، ودرانجا بعضے اسرار
بمیان آوردند، روزے در حلقہ پیر دستگیر
حاضر بودم، ومتوجہ اینمقام عالی گردیدم،
معاملہ گذشت، کہ خود را عریانِ محض ملقیٰ
بین یدی الرحمن یافتم، زیادہ ازیں
چہ وانمایم، از مدتے بخاطرِ قاصر این
مسکین مے آمد، کہ حضرت مجدد رضی
اللہ تعالیٰ عنہ درجائے تحقیق فرمودہ
اند، کہ حقیقت کعبہ معظمہ بعینہ حقیقتِ
احمدی ست، معنی این سخن در فہم قاصر
نمی آمد، چہ حقیقت کعبہ در حقائق الٰہیہ
ست وحقیقتِ احمدی در حقائق انبیاء
است، پس چہ طور یک حقیقت باشد
روزے در حقیقتِ احمدی متوجہ بودم
ناگہان دیدم، کہ ظہور حقیقتِ کعبہ معظمہ
واقع شد، وندا، در دادند، کہ عظمت
وکبریائی ہم خاصہ محبوب ست ومحبوبیت
ومسجودیت ہر دو از شیوناتِ آنحضرت
ست پس در سخن صاحب الطریقہ جای
ریب وتردد نیست وحضرت پیر دستگیر

اس مقام میں بعض خاص اسرار مکشوف ہوئے
ایک روز میں حضرت پیر دستگیر کے حلقہ ذکرو
مراقبہ میں حاضر تھا، اور اس عالی مقام کیطرف
میں متوجہ ہوا، واقعہ یہ پیش آیا، کہ میں نے اپنے
آپکو حضرت رحمن جلشانہ کے سامنے برہنہ پڑا
ہوا پایا، اس سے بڑھکر میں اور کیا ظاہر کروں
ایک مدت درازسے اس مسکین کے کمزور دل
میں یہ خطرہ گذرتا تھا، کہ حضرت مجدد رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے کسی جگہ تحقیق فرمایا ہے کہ حقیقت
کعبہ معظمہ بعینہا حقیقت احمدی ہی ہے آپکے
اس کلام کا معنی میرے قاصر فہم میں نہیں آتا
تھا، کیونکہ حقیقت کعبہ حقائق الٰہیہ میں سے
ہے، اور حقیقت احمدی حقائق انبیاء میں
سے ہے، پس یہ دونو کیونکر ایک ہو سکتی
ہیں، ایک روز حقیقت احمدی میں میں متوجہ
تھا، کہ یکایک کعبہ معظمہ کی حقیقت کا ظہور ہوا
ندا آئی، کہ عظمت وکبریائی بھی محبوب کا خاصہ
ہے، اور محبوبیت اور مسجودیت بھی دونوں
کے دونوں آنحضرت کے شیونات ہی سے
ہیں، پس صاحب طریقہ کا کلام ہرگز شک و
شبہ کا محل نہیں، اور میں نے اپنے پیر دستگیر کو

Marfat.com

خود را دریں مقام عالی بشان خاص یافتم
و دریں مقام محبوبیت ذاتی منکشف میشود
چنانچہ در خُلّت محبوبیت صفاتی بود و معنی
محبوبیت ذاتی آنست، کہ محبوب را قطع
نظر از صفات جمیلہ او کہ عبارت از مثل
خط و خال وغیرہ است، دوست میدارند
فقط در ذات او چیزی می باشد، کہ موجب
تعشق میگردد، شاعرے میگوید،

بیت

شاہد آں نیست کہ موئے میانے دارد
بندۂ طلعتِ آں باش کہ آنے دارد

درانیجا درود اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَفْضَلَ
صَلَوٰتِکَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ
کَذٰلِکَ ترقی می بخشد، بعد ازیں بندہ را
پیر دستگیر در حب صرفہ ذاتیہ توجہ فرمودند
درانیجا مراقبہ حُبِّ
صرفہ ذاتیہ ارشاد
کردند، درانیجا کمالِ

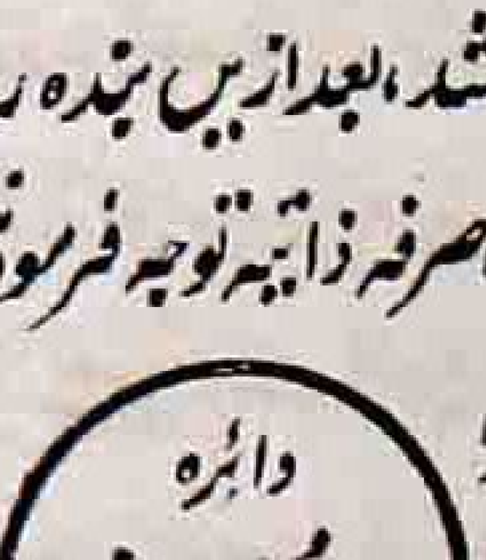

علو و بیرنگی نسبت باطن ظاہر میشود،
ایں مرتبہ بحضرت اطلاق و لاتعین اقرب

اس بلند مقام میں ایک خاص شان کے ساتھ پایا
اور اس مقام میں ذاتی محبوبیت کا انکشاف
ہوتا ہے، اور خلت میں صفاتی محبوبیت کا
اور ذاتی محبوبیت سے یہ مراد ہے، کہ اپنے
محبوب کو اُس کی صفات جمیلہ مثلاً خط و
خال وغیرہ سے قطع نظر کر کے دوست رکھیں
صرف اُس کی ذات ہی ذات اُس کے تعشق
کا موجب ہو، کسی شاعر نے کہا ہے،

بیت شاہد آں الخ ترجمہ معشوق وہ
نہیں، جو سیاہ زلف اور باریک کمر رکھتا ہو
بلکہ اُس زیبا صورت کا بندہ بن، جو ناز و ادا والی
ہو، اس مقام میں یہ درود شریف ترقی کا موجب ہے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ اَفْضَلَ صَلَوٰتِکَ عَدَدَ
مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ کَذٰلِکَ اس
کے بعد حضرت پیر دستگیر نے اپنے غلام کو حُبِّ ذاتی
محض میں توجہ فرمائی، اس جگہ حب صرفہ ذاتیہ
کا مراقبہ ارشاد فرمایا، اس مقام پر نسبت باطن
کی بلندی و بے رنگی ظاہر ہوتی ہے، یہ مرتبہ
حضرت اطلاق و لاتعین سے بہت ہی قریب
ہے، اور یہ مقام بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ

Marfat.com

ست وایں ہم از مقامات مخصوصہ پیغمبر ما
است صلی اللہ علیہ وسلم حقائق انبیاء
دیگر دریں مقام نزد فقیر ثابت نمیشود اچہ
نزد صاحب الطریقہ امام ربانی اول تعینے
کہ حضرت لاتعین را لاحق گردیدہ تعین
حب ست وہماں تعین اول را حقیقت
محمدی قرار دادہ اند، بعد ازیں مرتبہ
لاتعین وحضرت اطلاق ست، درینجا
حضرت پیر دستگیر
نیز غلام خود را
بتوجہ خود

سرفراز فرمودند، وایں ہم از مقامات
خاصہ حضرت رسالت پناہی ست صلی
اللہ علیہ وسلم درینجا ہم سیر قدمی نمیشود
اما سیر نظری البتہ میشود، لیکن نظر تا کجا
کار خواہد کرد خوش گفت

بیت

داماں نگہ تنگ وگل حسن تو بسیار
گل چین بہار تو ز داماں گلہ دارد

ایں ست بیان سلوکے کہ حضرت پیر
دستگیر ایں بندہ شرمندہ را در آں مقامات

علیہ وسلم کے مقامات مخصوصہ میں سے ہے، دوسرے انبیاء کرام کے حقائق میرے نزدیک اس مقام میں ثابت نہیں، اس لئے کہ صاحب طریقہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حضرت لاتعین کو پہلا تعین جو لاحق ہوا ہے، وہ تعین حب ہی ہے، اور اسی تعین اول ہی کو انہوں نے حقیقت محمدی قرار دیا ہے، ان تمام مراتب کے بعد لاتعین وحضرت اطلاق کا مرتبہ ہے اس مقام میں بھی حضرت پیر دستگیر نے اپنے اس غلام کو اپنی توجہ کے ساتھ سرفراز فرمایا، اور یہ مقام بھی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامات مخصوصہ میں سے ہے، یہاں پر بھی قدمی سیر کا حصول نہیں ہے، البتہ نظری سیر تو واقع ہوتی ہے، مگر نظر کہاں تک کام کرےگی، کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے،

بیت داماں نگہ تنگ الخ ترجمہ نگاہ کا دامن تو بہت ہی تنگ ہے اور تیرے حسن کے پھول ڈھیروں کے ڈھیر، تیری بہار کے پھول چننے والے دامن کی تنگی کے شاکی ہیں، یہ ہے بیان اُن مقامات کے سلوک کا کہ حضرت پیر دستگیر

Marfat.com

توجہ شریف ممتاز فرمودہ اند، اگر تمام عمر مصروفِ شکرِ ایں احسان شوم و خود را باخاک برابر ساختہ از خود نامے و نشانے نگذارم، ہنوز از ہزار یکے را ادا نکردہ باشم ؎

گر بر تنِ من زبان شود ہر موئے
یک شکرِ وے از ہزار نتوانم کرد

فصل

دربیان بعضے مقامات کہ

از راہِ[1] سلوک علیحدہ افتادہ اند، و در بعضے ازاں ایں بندہ را حضرت پیر دستگیر توجہ خود ممتاز فرمودہ اند، اظہاراً للشکر بیان بنماید، بدانکہ دائرہ سیف قاطع محاذیِ دائرہ ولایت کبریٰ واقع شدہ است، اگرچہ ایں بندہ را دراں دائرہ توجہ نشدہ است، لیکن بندہ از حضور پرنور استفسا

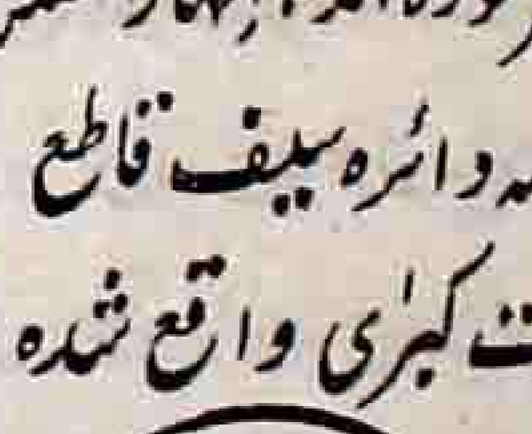

نے اپنے اس شرمسار غلام کو اپنی توجہ کے ساتھ ممتاز فرمایا، اگر میں اپنی تمام عمر اس احسان کے شکریہ میں صرف کردوں، اور اپنے آپکو انکے قدموں کی خاک کے برابر کرکے اپنا نام ونشاں مٹادوں، تو بھی میں نے ہزار میں سے ایک شکریہ بھی ادا نہیں کیا

بیت گر بر تن من الخ ترجمہ میرے بدن کا بال بال اگر زبان ہوجائے، تو آپکے ہزار شکر میں سے ایک بھی ادا نہیں کرسکتا،

فصل

بعض اُن مقامات کے بیان میں

جو سلوک کی راہ سے علیحدہ واقع ہوئے ہیں، اور حضرت پیر دستگیر نے اُن میں سے بعض میں اس غلام کو اپنی توجہ سے ممتاز فرمایا ہے، اظہار شکر کے لئے اُن کو بھی بیان کرتا ہوں معلوم رہے، کہ سیف قاطع کا دائرہ ولایت کبریٰ کے دائرے کے سامنے واقع ہوا ہے، حضرت پیر دستگیر نے اگرچہ اپنے اس غلام کو اس دائرہ میں توجہ تو نہیں فرمائی، لیکن اس غلام نے حضور پرُنور سے اس دائرے کے حالات دریافت

[1] یعنی ازیں راہ مذکور کہ حضرت پیر دستگیر ایں بندہ را ممتاز فرمودہ اند، المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ،

Marfat.com

احوال ایں دائرہ کردہ بودم وعرض بیان
وجہ ایں اسم مرایں دائرہ رانمودہ ارشاد
فرمودند، کہ سیف قاطع نام ایں دائرہ
برائے آنست کہ وقتیکہ سالک دریں
دائرہ قدم مے نہد، مانندِ شمشیر برندہ ہستی
سالک رانیست ونابود میسازد، واز سالک
نامے ونشانے نمیگذارد، لہذا ایں دائرہ
راسیف قاطع نام نہادہ اند، و دائرہ قیومیت
از دائرہ کمالاتِ اولوالعزم ناشی شدہ
است اگرچہ در راہ
سلوک واقع ست
لیکن معمولِ حضرت

دائرہ قیومیت

پیر دستگیر برائے توجہ دریں دائرہ نبود
سرّش آں تواند بود، کہ قیومیت منصب
انبیاء اولوالعزم ست، و بایں منصب
عظیم الشان دریں امت مرحومہ اللہ تعالیٰ
حضرت مجدد الف ثانی را و حضرت ایشاں
وبعضے فرزنداں وخلفاے ایشاں را
رضی اللہ عنہم سرفراز فرمودہ چنانچہ
درانوقت حضرت پیر دستگیر قیوم زماں
وقطب دوراں ہستند، ہرکسی راکہ مشیت

کئے تھے، اور اس دائرے کی وجہ تسمیہ بھی دریافت
کی تھی، ارشاد فرمایا، کہ اس دائرے کا نام
سیف قاطع اس لئے ہے، کہ سالک جب
اس دائرے میں قدم رکھتا ہے، تو شمشیر براں
کی طرح یہ دائرہ سالک کی ہستی کو نیست و
نابود کر دیتا ہے، اور سالک کا نام ونشان
تک نہیں چھوڑتا، اسی واسطے اس دائرہ کا نام
سیف قاطع رکھا گیا ہے، اور نیز معلوم رہے، کہ
دائرہ قیومیت دائرہ کمالات اولوالعزم سے پیدا ہوا
ہے، اگرچہ یہ دائرہ بھی اثنا، راہ سلوک میں
واقع ہے، لیکن اس میں توجہ دینا حضرت پیر
دستگیر کا معمول نہیں ہے، اس کا راز یہ
ہو سکتا ہے، کہ قیومیت انبیاء اولوالعزم
علیہم الصلوٰۃ والسلام کا منصب ہے
اور اس امت مرحومہ میں اس منصب عظیم الشان
کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانی اور
حضرت ایشاں (خواجہ محمد معصوم صاحب) اور
حضرت ایشاں کے بعض فرزندوں اور خلفاء
رضی اللہ عنہم کو سرفراز فرمایا ہے، چنانچہ
حضرت پیر دستگیر اس وقت قیوم زماں اور
قطب دوراں ہیں، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے

Marfat.com

ایزدی تعلق میگیرد، بایں منصب سرفراز
میفرمایند، حاجت توجہ نیست، از روزے
بندہ فاتحہ پیراں خواندہ متوجہ ایں دائرہ
بودم، احوالے واسرارے بمیاں آوردند
کہ تعبیر آں بزبان راست نے آید وبفیضے
خاص دریں دائرہ مشرف گردیدم ایں
معنی را بحضور پر نور ایشاں عرض نمودہ
بودم، فرمودند، دریں دائرہ متوجہ شدہ
باشی، ازیں سخن امیدوارم، کہ اللہ تعالیٰ
بتصدق فرق حضرت پیردستگیر سرفراز فرماید

بیت

فیض روح القدس از باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

الحمد للہ کہ بعد مدتے در سال یکہزار
ودوصد وسی وسوم نصف ماہ جمادی
الاول حضرت ایشاں بندہ را بشارت
قیومیت عطا فرمودند، وارشاد کردند
کہ مرا الہام شد، لہذا بتو ارشاد کردم، ودر
مرض اخیر بندہ را از بلدہ لکھنؤ طلبیدند
وفرمان والاشان بجہت طلب بندہ
فرستادند، دراں مکتوبات عالی وسرفراز

اس منصب کے ساتھ سرفراز فرماتا ہے، اس میں
توجہ کی کوئی حاجت ہی نہیں، میں ایک بار بارواح
مشائخ فاتحہ پڑھکر اس دائرہ میں متوجہ تھا، کہ
ایسے ایسے حالات واسرار منکشف ہوئے
کہ زبان سے ان کا بیان نہیں ہوسکتا، اور نیز
اس دائرہ میں ایک خاص فیض کے ساتھ مشرف
ہوا، اور یہ مضمون حضور پرنور کی خدمت میں
عرض کیا، آپ نے فرمایا، کہ تم اس دائرہ میں
متوجہ رہا کرو، آپکی اس بات سے میں امیدوار
ہوں، کہ اللہ تعالیٰ حضرت پیردستگیر کے سر کے تصدق
سے مجکو اس دائرے کے فیض سے بھی سرفراز فرمائیگا،
بیت فیض روح القدس الخ **ترجمہ** فیض روح القدس گر
دے مدد تو اور بھی کر دکھائیں کام جو کچھ کہ مسیحا نے کیا
الحمد للہ کہ ایک مدت دراز کے بعد سن یکہزار دو سو
تینتیس ۳۳ ماہ جمادی الاول کی پندرھویں کو حضرت
پیردستگیر نے بندہ کو قیومیت کی بشارت عطا
فرمائی، اور ارشاد فرمایا، کہ چونکہ مجکو الہام
ہوا ہے، اسی واسطے میں نے تجکو یہ خوش
خبری دی ہے، اور آخری مرض میں بندہ کو
لکھنؤ شہر سے طلب کیا، اور فرمان عالیشان بندہ
کی طلب کیواسطے بھی بھیجا، جو مکاتیب سرفراز نامے

Marfat.com

نامہاے متعالی نیز بشارت ایں منصب
عالی بر بندہ عنایت فرمودند، از انجملہ
دو مکتوبات راتبرگا ابراد مینماید،

مکتوب اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت شریف صاحبزادہ عالی نسب والا
حسب حضرت شاہ ابوسعید صاحب سلمکم
ربکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ دریں
ولا ایں فقیر را مرض خارش وضعف و
شدت تنفس مستولی گردیدہ کہ طاقت
نشست و برخاست خیلے دشوار علاوہ
اینکہ درد در کمر از چندے طاری شدہ
کہ نماز بر اقعا خواندن ہم محال حضرت
شاہ رفیع الدین صاحب میفرمودند کہ
حضرت شاہ ابوسعید صاحب بالضرور
پیش شما باشند، پس دریں وقت
شدت امراض بجائے رسیدہ کہ طاقت
نشستن نماند، وفتور کلی در رشتہ ضروریہ
آمدہ دریں وقت آمدن شما بسیار
مناسب ست جلد تر خود را برسانید و

بندہ کے نام پر پروانہ فرمائے، انہیں بھی اس عالی منصب
کی بندہ کو بشارت عطا فرمائی، انہیں سے دو
مکتوب تبرکًا درج کئے جاتے ہیں

مکتوب اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت شریف صاحبزادہ عالی نسب والا حسب حضرت
شاہ ابوسعید سلمکم ربکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ اسوقت
اس فقیر پر مرض خارش اور کمزوری اور شدت تنفس
استقدر غالب ہوگئی ہے، کہ بیٹھنا اٹھنا بھی بہت ہی دشوار
ہوگیا ہے، علاوہ بریں درد کمر اس قدر لاحق ہوا ہے
کہ ادائے نماز بحالت اقعا (زمین پر دونوں ہاتھ رکھکر
گھٹنے کھڑے کرکے سرینوں کے بل بیٹھنا) دشوار بلکہ
محال ہے، حضرت شاہ رفیع الدین صاحب فرماتے تھے
کہ حضرت شاہ ابوسعید صاحب کا اسوقت آپکے پاس ہونا
نہایت ہی ضروری امر ہے، پس اسوقت امراض کی شدت
اس حد تک پہنچ گئی ہے، کہ بیٹھنے کی طاقت بھی نہیں
رہی، اور میرے رشتہ ضروریہ (تنفس کھانا پینا، سونا
جاگنا، حرکت وسکون، پاخانہ پیشاب، رنج وراحت)
میں پورا خلل واقع ہوگیا ہے، پس اسوقت آپکا آنا
بہت ہی مناسب ہے، لہذا بہت جلد تشریف لے آویں

Marfat.com

قبل ازیں خطوط متواتر در طلب شما
مع برکات تبرکات جدیدہ روانہ کردہ شد
تعجب ست، کہ قصد آمدن اینجا نکردہ اید
ایں فقیر را بحسب ظاہر صحت محال افسوس
کہ شما ایں قدر تاخیر مینمائید ع
خوباں دریں معاملہ تاخیرے کنند
می بینم کہ منصبِ آخر مقامات ایں خاندان
عالیشان بشما متعلق و وابستہ شد و پیشتر
ازیں در بیماری سابق دیدہ بودم کہ شما
بر چہار پائی ما نشستہ اید، و قیومیّت
بشما عطا کردند، سوائے شما قابل ایں
توجہات غریبہ و عجیبہ کسے نیست بمجرد
رسیدن ایں خط خود را جریدہ روانہ ایں صوب
نمایند، و برخوردار احمد سعید را بجائے خود
بگذارند و بدعا حسن خاتمہ و درود و استغفار
و ختم کلمہ طیبہ و قرآن مجید و ختم پیران کبار
و لقائے جان افزا و اتباع حبیب خدا محمد
مصطفیٰ مدد فرما باشید والسلام انتہی مکتوبہ الشریف

مکتوب ثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سے قبل متواتر خطوط اور جدید تبرکات روانہ
کئے گئے تعجب ہے، کہ آپنے یہاں آنیکا قصد نہیں کیا
اس فقیر کی صحت بظاہر محال معلوم ہوتی ہے افسوس
ہے، کہ تم اسقدر تاخیر کر رہے ہو، مصرع خوباں دریں
معاملہ الخ ترجمہ محبوب اس معاملہ میں تاخیر کیا
ہی کرتے ہیں، میں دیکھ رہا ہوں، کہ اس عالیشان
خاندان کے مقامات کا آخری منصب تمہارے
متعلق کیا گیا ہے، اور اس سے قبل اپنی سابق بیماری
میں میں نے دیکھا تھا، کہ تم میری چارپائی پر بیٹھے ہو
اور منصب قیومیت تم کو عطا کیا گیا ہے، ان توجہات
عجیبہ غریبہ کے قابل تمہارے سوا اور کوئی نظر
نہیں آتا، لہٰذا اس خط کے دیکھتے ہی تن تنہا
اس طرف روانہ ہو جاؤ اور برخوردار احمد سعید
کو اپنی جگہ چھوڑ آؤ، اور دعا حسن خاتمہ
اور درود شریف اور استغفار اور ختم کلمہ طیبہ
اور قرآن مجید اور ختم پیران کبار اور جان افزا
ملاقات اور اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے امداد
کرو، آپکا پہلا مکتوب شریف یہاں ختم ہو گیا،

دوسرا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Marfat.com

بجناب صاحبزادہ عالی نسب والاحسب
حضرت شاہ ابوسعید صاحب واحمد سعید
صاحب جعلھما اللہ للمتقین اماماً
بعد از سلام مسنون ودعائے عافیت
مشحون واضح مینماید، کہ مکرر رقیمہ ہائے
فقیر برائے طلب شما فرستادہ شد معلوم
نیست، کہ بخدمت میرسند، یا در راہ
تلف مے شوند، احوالِ مزاج فقیر
بسیار سقیم ست، طاقت نشستن نماندہ
ہجوم امراض وندائے الرحیل در دادند فقیر را
بجز دیدن شما ہیچ آرزوئے نیست بلکہ
از غیب القامی شود، کہ ابوسعید را باید
طلبید، و روحِ مبارک حضرت مجددِ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ برایں باعث ست
و دیدہ ام کہ شمارا بر ران راست خود نشاندہ
ام و منصبے کہ آثار آں عنقریب عائد شما
میشود، مفوض نمودہ خانقاہ شمارا مبارک
باد، جلد تر بیایند و توکلاً علی اللہ اینجا
آمدہ بنشینید، اگر اللہ تعالیٰ مرا بیام زید
بصدقہ پیران کبار رضی اللہ تعالیٰ عنھم
از توجہ وہمت قاصر نیستم ہرچہ فتوح از

بجناب صاحبزادہ عالی نسب والاحسب حضرت
شاہ ابوسعید صاحب واحمد سعید صاحب اللہ
تعالیٰ تم دونوں کو متقین کا پیشوا بنائے، سلام
مسنون اور عافیت سے بھری ہوئی دعا کے
بعد واضح کیا جاتا ہے، کہ فقیر کے مکرر خطوط تمہاری
طلب کیواسطے بھیجے گئے، معلوم نہیں، کہ آپ
تک پہنچتے ہیں، یا راستہ ہی میں ضائع ہوجاتے
ہیں، فقیر کی حالت بہت ہی نازک ہے بیٹھنے
کی طاقت بھی نہیں رہی، امراض کا ہجوم ہے، اور
صدائے کوچ بلند فقیر کی بجز آپکے دیدار کے اور کوئی
بھی آرزو ہی نہیں، بلکہ غیب سے القا ہو رہا ہے
کہ ابوسعید کو طلب کرنا چاہیے، اور حضرت مجدد رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک بھی اسپر باعث ہے
اور میں نے دیکھا ہے، کہ تمکو میں نے اپنی دائیں
ران پر بٹھایا ہے، اور وہ منصب جس کے
آثار عنقریب تم پر وارد ہونگے، تمہارے سپرد
کیا ہے، یہ خانقاہ تم کو مبارک ہو، بہت جلد
تشریف لائیں، اور توکلاً علی اللہ یہاں بیٹھ جائیں
اگر اللہ تعالیٰ نے پیران کبار رض کے صدقے میں
مجکو بخشدیا، تو توجہ اور ہمت سے میں قاصر
نہیں ہوں، غیب سے جو کچھ آمد ہو، اپنی اور

Marfat.com

غیب برسد، صرف مایحتاج خود و وابستہ ہائے
خود نمایند، وآنچہ باقی ماندہ بر فقراء تقسیم
کنند، ہمہ اہل خانقاہ واکثر مردمانِ شہر
شمارا میخواہند، مثل احمد یار و ابراہیم بیگ
ومیر خورد ومولوی عظیم ومولوی شیر محمد
بلکہ جمیع مردماں شہر بارہا میگویند، کہ میاں
ابوسعید لائق اند، کہ درانجا نشینند، و
حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب واکثر اعزہ
شہر بر اخلاقِ حسنہ ومسکنت وشکست
وحفظ ومشغولی وبردباری شما نظر کردہ
مجوزِ طلبیدنِ شما بلا شرکت غیر میشوند بہر
صورت عازم اینجا شوند، در چوپالہ یا در
گاڑی بیایند، اجرۂ کہاراں اینجا دادہ خواہد
شد، اجتماعِ اہل خانقاہ برایں شد، کہ ایشاں
را یعنی شمارا باید طلبید، ومرا نیز الہام کردند
کہ قابلیت ایں کار فقط در شما ست بعد
استخارہا بیایند، وحاجت دیگرے نیست
اینجا باشید ورواج طریقہ شریفہ فرمائید
وتدبیر معاش را حوالہ بخدا کنید حسبنا اللہ
ونعم الوکیل وعدہ الہی کافی ست بگذار
دنیا سا (یعنی آرام بکن ودر راحت باش)

اپنے متعلقین کی ضرورتوں میں صرف کریں، اور باقی
ماندہ فقراء پر تقسیم فرمادیں، خانقاہ والے اور شہر
کے اکثر لوگ تمہارے ہی خواہاں ہیں، جیسے
احمد یار، ابراہیم بیگ، میر خورد، مولوی عظیم
اور مولوی شیر محمد، بلکہ تمام لوگ شہر کے بار بار
کہتے ہیں، کہ میاں ابو سعید خانقاہ کی سکونت و
بود وباش کے لائق ہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز
صاحب اور شہر کے اکثر رؤسا آپ کے اخلاق
حسنہ اور مسکنت طبع اور شکستہ حالی وسادگی
مزاج اور امانتداری اور ذکر وشغل اور تحمل وصبر
پر اعتماد کرکے آپ کے بلوانے کو بلا شرکت احدے
صحیح ودرست سمجھ رہے ہیں، بہر حال اسطرف آنے
کا عزم مصمم فرمائیں، پینس یا گاڑی پر تشریف
لادیں، کہاروں کی اجرت یہاں سے دیجائیگی، اہل خانقاہ
اس امر پر متفق ہیں، کہ آپ ہی کو طلب کیا جائے اور
مجھکو بھی الہام ہوا ہے، کہ اس کام کی قابلیت صرف
آپ ہی میں ہے چند بار استخارہ کرکے تشریف لے آویں
کسی دوسرے کی ضرورت نہیں، یہاں رہو، اور
طریقہ شریفہ کو رواج دو، اور روزگار ومعاش کی تدبیر
بحوالہ خدا کرو حسبنا اللہ ونعم الوکیل خدا تعالیٰ
کا وعدہ کافی ہے، آؤ اور آرام اٹھاؤ ہمارا اب آخری

Marfat.com

وقت ما آخر رسید چند انفاس باقی ماندہ را بہ بینید، و فیضہا بر دارید شاید ایں آرزو بوقوع آید،

بیت

مرگ آرزو کنم چو شوی مہربان من
یعنی بہ بختِ خویش مرا اعتماد نیست

جنابِ حضرتین[1] در وقتِ انتقال حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بودند رضی اللہ تعالیٰ عنہم و مردماں میگویند، کہ ازیں ہر دو شخص یکی را تعین کنید، تا بعد شما نزاع واقع نشود، اگرچہ در کاغذ وصیت نامہ مہر فقیر بگواہی ہر سہ میاں[2] صاحب و دیگر اعزہ نام شما را اولیٰ والیق نوشتہ ام بالفعل شما را ترجیح دادم و برخوردار احمد سعید را آنجا گذاشتہ بمجرد رسیدن رقیمہ ہمہ را جواب دادہ نزد ما بیایند، قبر ما در صحن ہمیں مکان خواہد شد و تبرکات بر بالین بر گنبد ضیق و مردماں وابستہ شما ہر وقتیکہ خواہند آمد، در ہر دو حویلی باشند و شما اینجا ہمراز ما باشید و اخراجات خانقاہ

وقت ہے، ہمارے باقی ماندہ چند سانس کو پاؤ، اور فیض اٹھاؤ، شاید یہ آرزو پوری ہو جائے بیت مرگ آرزو کنم الخ ترجمہ جب کبھی بھی تو مجھپر مہربان ہو جائے، تو اسی وقت ہی میں موت کی تمنا کروں گا، کیونکہ اپنے اس بخت کمبخت پر تو مجکو ہرگز اعتماد ہی نہیں، یہ واقعہ ایسا ہی ہے، جیسا کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال پر ملال کیوقت دونوں حضرات خواجہ محمد سعید و خواجہ محمد معصوم رض حاضر ہیں، اور لوگ کہتے ہیں کہ ان دونوں حضرات میں سے اپنی جانشینی کیواسطے ایک کو متعین فرمادیں تاکہ جناب کے بعد کسی قسم کی نزاع وقوع میں نہ آئے اگرچہ میں نے وصیت نامہ میں ہر سہ میاں صاحبان (شاہ رفیع الدین و شاہ عبد القادر و شاہ عبد العزیز) و دیگر معزز حضرات کی شہادت کے ساتھ تمہارے نام کو اولیٰ والیق لکھا ہے ولیکن اب میں تمکو ترجیح دیکر متعین کرتا ہوں، برخوردار احمد سعید کو وہاں چھوڑ کر اس خط کے پہنچتے ہی سبکو جواب دیکر ہمارے پاس آ پہنچ جاؤ، ہماری قبر اسی مکان کے صحن میں ہوگی، اور تبرکات ہمارے سرہانے تنگ گنبد میں رکھے جائیں اور تمہارے متعلقین جب چاہیں یہاں آکر دونوں حویلیوں

[1] یعنی حضرت خازن الرحمت خواجہ محمد سعید و حضرت ایشاں خواجہ محمد معصوم رح [2] یعنی شاہ رفیع الدین و شاہ عبد القادر و شاہ عبد العزیز صاحباں رحمہم اللہ تعالیٰ ۱۲ المصحح سلمہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ہمہ بر طور شماست بہر طور کہ مناسب دانید
و بردباری و تحمل بسر برید و دعائے حسن خاتمہ
و لقائے جان افزا و اتباع حبیبِ خدا محمدؐ
مصطفےٰ فرمائید زیادہ والسلام انتہی کلامہ
الشریف * دائرہ

حقیقت صوم محاذی
حقیقت قرآنی واقع
شدہ است در رمضان در سال یکہزار و
دو صد و بست و ہفت حضرت پیر دستگیر
بندہ را دریں حقیقتِ عالی توجہ فرمودند، و
آثار و انوارِ ایں حقیقتِ عالی بریں ذرہ
بمقدار ورود فرمودند، و عدمیتے خاص
و صمدیت با اختصاص ظہور نمودہ ازیں حقیقت
حظے وافر فراگرفت فالحمد للہ علیٰ ذالک
استغنا ۱۲
بدانند کہ از سالہا آرزوئے آں داشتم، کہ
حضرت پیر دستگیر بندہ را بضمنیتِ خود
سرفراز فرمایند چہ ضمنیت آنحضرت بعینہ
ضمنیت حبیب خداست صلی اللہ علیہ
وسلم چہ حضرت پیر دستگیر را حضرت
ایشاں شہید میرزا صاحب قبلہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ بضمنیت خود بشارت فرمودہ اند

میں رہیں، اور تم اس جگہ ہمارے مزار پر رہو، اور خانقاہ
کے سارے اخراجات تمہاری رائے کے موافق ہونگے جس
طرح تم مناسب سمجھو صرف کرو، اور تحمل اور بردباری سے
کام لو، اور دعا حسن خاتمہ اور جان افزا ملاقات اور
اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھو والسلام
آپکا کلام شریف ختم ہوا، اب معلوم رہے، کہ حقیقت
صوم کا دائرہ حقیقت قرآنی کے مقابل واقع ہوا ہے
سن ہجری ایک ہزار دو سو ستائیس کے رمضان شریف
میں حضرت پیر دستگیر نے اس غلام کو اس حقیقت عالیہ
میں توجہ فرمائی، اور اس عالی حقیقت کے انوار و آثار
اس ذرہ بیمقدار پر وارد ہوئے اور ایک قسم کی خاص
عدمیت و نیستی اور با اختصاص صمدیت و بے نیازی
نے ظہور کیا، اور اس حقیقت سے میں نے بہت کچھ حصہ
لیا، فالحمد للہ علی ذالک جاننا چاہیے، کہ مجھ کو
برسوں سے یہ آرزو تھی، کہ حضرت پیر دستگیر مجھے اپنی
ضمنیت سے سرفراز فرمائیں، کیونکہ آپکی ضمنیت بعینہ
حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمنیت ہے،
اس لئے کہ حضرت پیر دستگیر کو حضرت میرزا
مظہر جان جاناں شہید قبلہ رضی اللہ تعالی عنہ نے
اپنی ضمنیت کی بشارت فرمائی ہوئی ہے، اور
حضرت میرزا صاحب قبلہ کو حضرت شیخ الشیوخ

Marfat.com

وحضرت میرزا صاحب قبلہ را حضرت شیخ
الشیوخ شیخ محمد عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بضمنیت خود مبشر ساختہ وحضرت شیخ از
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بضمنیت
کبریٰ امتیاز یافتہ واین معنی را بارہا بخدمت
فیضدرجت حضرت پیر دستگیر عرض کردہ بودم
تا آنکہ در سال ہزار ودوصد وسی ہجری در ماہ
صفر بندہ ختم قرآن مجید کہ در حضور در نوافل
اوابین ختم میکردم باختتام رسید بعد از ختم
بہ بندہ ارشاد کردند کہ از ما چیزے خواہشے
داری بخواہ بندہ عرض کردم کہ امیدوار
ضمنیت حضرت ہستم بندہ را از غایت بندہ نوازی
نزدیک خود طلبیدہ بسینہ مبارک چسپانیدہ تا دیر
توجہ فرمودند احوالے برمن ورود نمودہ کہ اظہار
آن اسرار ممکن نیست ودر انوار مبارک آنحضرت
استغراقے بہم رسید دیدم کہ باطن من آئینہ وار
مقابل باطن مبارک آنحضرت ایشان شدہ ہر چہ در باطن
آنحضرت موجود است بعینہ در باطن بندہ نمودار
گردیدہ است، برنہجے کہ فرق درمیان
ہر دو باطن باقی نماندہ الا ماشاء اللہ
سبحانہ قربان حضرت پیر دستگیر خود

شیخ محمد عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ضمنیت سے
مبشر فرمایا، اور حضرت شیخ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سے ضمنیت کبریٰ کی امتیاز حاصل کی ہے اور اس امر
کو بارہا حضرت پیر دستگیر کی خدمت فیضدرجت میں
میں نے عرض کیا، یہانتک کہ سن ہجری ایک ہزار دوسو
تیس کے ماہ صفر میں حضور کے روبرو نوافل اوابین میں
قرآن مجید جو پڑھا کرتا تھا، ختم کیا، ختم قرآن مجید کے
بعد حضرت نے بندہ کو ارشاد فرمایا، کہ ہمسے کچھ
خواہش رکھتے ہو تو کہو، بندہ نے عرض کیا کہ حضرت
کی ضمنیت کا امیدوار ہوں، اسپر آپنے غایت بندہ
نوازی سے بندہ کو اپنے نزدیک طلب فرماکر اپنے
سینہ مبارک سے لگاکر دیر تک توجہ فرماتے رہے
ایسے حالات مجھ پر وارد ہوئے، کہ اُن کا اظہار
ممکن نہیں، اور حضور کے مبارک انوار میں مجکو
پورا استغراق حاصل ہوا، میں نے دیکھا، کہ میرا باطن
آئینہ کی مانند حضور کے باطن مبارک محاذی و
مقابل ہوا، اور جو کچھ بھی حضور کے باطن میں
موجود ہے، بعینہ میرے باطن میں اس طرح
نمودار ہوا، کہ ہر دو باطن میں کچھ بھی فرق نہ رہا
الا ماشاء اللہ سبحانہ حضرت پیر دستگیر کے
قربان جاؤں، اللہ تعالیٰ نے جناب کو کیا ہی کمال

Marfat.com

شوم کہ او تعالیٰ چہ کمالے وچہ قوتے حضرت
ایشاں را عطا فرمودہ است، کہ سگ گرگین
را از یک توجہ بمرتبہ قرب مے نوازند، و
مرغکے بے بال و پر را باز اشہب مے
سازند، رَزَقَنَا اللّٰہُ تعالیٰ مِنْ بَرَکَاتِہٖ وَ
نَفَعَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَنْ کَمَالَاتِہٖ وَ
جَعَلَنِیَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ فِی الدَّارَیْنِ مِنْ
عَبِیْدِ خِدْمَتِہٖ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ
اٰمِیْن وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ چوں دریں
مقاماتِ مسطورہ بندہ را توجہ فرمودند نقل
اجازت نامہ تمام کہ وعدہ ترقیم آں نمودہ ام
تبرکا ایراد مینمایم، در اجازت نامہ سابق
بعضے عبارات زیادہ فرمودہ، بندہ را
عنایت کردند،

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فقیر عبداللہ معروف غلام علی عفی عنہ گذارش
مینماید، کہ فضائل وکمالات مرتبت صاحبزادہ
والا نسب حضرت حافظ محمد ابوسعید را
اَسْعَدَہُ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ اشتیاقِ کسب
نسبت باطنی آباد کرام خود رحمۃ اللّٰہ علیہم

اور کیا ہی قوت عطا فرمائی ہے، کہ خارش زدہ کتے
کو ایک ہی توجہ سے مرتبہ قرب کے ساتھ سرفراز
فرماتے ہیں، اور کبھی بے پر و بال مرغ کو باز اشہب (باز سفید)
بنا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمکو اُن کے برکات عطا فرمائے
اور اُنکے کمالات سے نفع پہنچائے، اور مجکو دارین
میں انکے خدمتگار غلاموں سے بنائے، اور اس
دعا پر آمین کہنے والے پر بھی رحم فرمائے، و
صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ
اجمعین چونکہ حضرت نے ان تمام مقامات مسطورہ
میں اس عاجز بندہ پر توجہ فرمائی، اور بعد ازاں اجازت
نامہ بھی عطا فرمایا، لہٰذا اب پورے اجازت نامہ کی
حسب وعدہ تبرکاً نقل کرتا ہوں، سابق اجازت
نامہ ہی میں کچھ اور عبارتیں اضافہ فرما کر اپنے
غلام کو اجازت نامہ عنایت فرمایا، وہ
یہ ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فقیر عبداللہ المشہور بہ غلام علی عفی عنہ گذارش
کرتا ہے، کہ فضائل و کمالات مرتبت صاحبزادہ والا
نسب حضرت حافظ محمد ابوسعید (اللہ تعالیٰ اُس کو دارین
میں سعادتمند کرے) کو اپنے آباد کرام رحمۃ اللہ علیہم کی
باطنی نسبت حاصل کرنیکا اشتیاق پیدا ہوا، بنا علیہ

Marfat.com

پیدا شد، رجوع بہ فقیر آوردند، برعایت حقوق بزرگان
ایشان با این ہمہ عدمِ لیاقت خود از اجابت مسئول
چارہ ندیدم، و توجہات بر لطائف ایشاں کردہ شد
بعنایت الٰہی بواسطۂ پیراں کبار رحمۃ اللہ علیہم
در چندی لطائف ایشاں را جذبات الٰہیہ در رسید
زیرا کہ معمول منست کہ توجہات بر لطائف خمسہ
معًا میکنم، و توجہ و حضور با کیفیات و بعضے اسرار
ایشاں را دست داد، و آں توجہ استہلاکے یا
رنگے از فنا در باطن ایشاں طاری شد و ظہور
پرتوی از توحید حالی افعالِ عباد را از نظر ایشاں
مستور گردانید، و منسوب بحضرت حق سبحانہ
یافتند، پس توجہ بر لطیفہ نفس کردہ شد بعروج
و نزول در آنجا مستہلک آں حالات گشتند
و انتساب صفات خود بحضرت حق سبحانہ یافتند
و انانا را شکستگی رسید، کہ اطلاق لفظ انا بر خود
متعذر دانستند و نوری از وحدت شہود در
باطن ایشاں تافت، ممکنات مرایای وجود و
توابع وجود حضرت حق سبحانہ شناختند، بعد ازاں
توجہ و القائے انوار نسبت بر عناصر ایشاں
کردہ میشود، و جذبی و توجہی عناصر را دریافتہ
فالحمد للہ علی ذالک و آنچہ در ینجا نوشتہ ام

انہوں نے اس فقیر کی طرف رجوع فرمایا، فقیر نے
باوجود اپنی اس تمام عدم لیاقت کے ان کے بزرگوں
کے حقوق کی رعائت کر کے اُنکے سوال کی اجابت سے
کوئی چارہ نہ دیکھا اور اُنکے لطائف پر توجہات کی
گئیں، خدا تعالیٰ کی مہربانی سے بطفیل پیران کبار
رحمۃ اللہ علیہم تھوڑے ہی عرصہ میں اُنکے لطائف کو جذبات
الٰہیہ نے آپایا، کیونکہ میرا معمول یہ ہے، کہ لطائف
پنجگانہ پر یکبارگی ہی توجہ کرتا ہوں، اور نیز اُنکو توجہ
اور حضور اور کیفیات اور بعضے اسرار حاصل ہوئے
اور اُس توجہ کی وجہ سے اُن میں ایک نوع کا استہلاک
پیدا ہوا، اور فنا کا رنگ اُنکے باطن میں لاحق ہوا،
اور توحید حالی کے پرتو کے ظہور نے بندوں کے افعال
کو اُنکی نظر سے پوشیدہ کر دیا، اور انہوں نے ان افعال کو
حضرت حق سبحانہ کی جانب منسوب پایا، بعد ازاں اُنکے
لطیفہ نفس پر اُس کے عروج و نزول میں توجہ کیگئی تو وہ
اُس مقام کے حالات میں وہاں مستہلک ہو گئے، اور انہوں
نے اپنی صفات کو حضرت حق سبحانہ کیطرف منسوب پایا
اور اُنکے انا کو اسقدر شکستگی حاصل ہوئی کہ انہوں نے اپنے
اوپر لفظ انا کا بولنا دشوار جانا، اور اُنکی باطن کو وحدت شہود کا کچھ
نور چمکا، اور تمام ممکنات کو حضرت حق سبحانہ کے وجود و
توابع وجود کا آئینہ شناخت کیا، بعد ازاں اُنکے عناصر پر توجہ

Marfat.com

باظہار واقرار ایشاں نوشتہ شد و نیز ہمہ حالات وواردات ایشاں من ہم دریافتہ ام ، واصحاب من ہم شہادت آں ہمہ بعنایت الٰہی سبحانہ دربارہ ایشاں دادند فالحمد للہ علیٰ ذالک واز کرم کریم کارساز سبحانہ بواسطۂ مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم امید دارم ، کہ بشرط التزام صحبت ترقیات کثیرہ فرمایند ، وماذالک علی اللہ بعزیز پس دریں صورت ایشاں را اجازت تلقین طریقہ نقشبندیہ احمدیہ دادہ شد ، کہ تعلیم اذکار ومراقبات و القائے سکینہ در قلوب سالکان نمایند بعنایت الٰہی وفاتحہ برائے ارواح طیبہ قادریہ وچشتیہ رحمۃ اللہ علیہم بجہت حصول توسل ایشان بآں کبرائے عظام وافاضہ فیوض آں اکابر درباطن ایشاں نیز خواندہ شد تا دریں دو طریقہ علیہ ہر کہ از ایشاں توسل خواہد بیعت از ایشاں گیرند وشجرہ ایں حضرات باو عنایت نمایند وتلقین وتربیت بطریقہ نقشبندیہ احمدیہ فرمایند اللّٰہم اجعلہ للمتقین اماما پس وصیت میکنم ، ایشاں را بدوام

اور نسبت کے انوار کا القا کیا جا رہا ہے ، اور انہوں نے عناصر کے جذب اور انکی توجہ کو بھی معلوم کر لیا ہے ، فالحمد للہ علی ذالک اور اسجگہ میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے ، انکے اظہار واقرار سے لکھا ہے اور انکے ان تمام حالات وواردات کو میں نے خود بھی معلوم کر لیا ہے اور میرے یاروں نے بھی انکے بارے میں خدائے حق سبحانہ کی ان عنایات کی شہادت دی ہے ، فالحمد للہ علی ذالک اور خدائے کارساز کریم سبحانہ کے کرم سے بطفیل مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم میں امیدوار ہوں کہ بشرط التزام صحبت انکو بہت کچھ ترقیات عنایت ہونگی اور اللہ تعالیٰ پر یہ امر ہرگز ہرگز دشوار نہیں پس اس صورت میں انکو طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیم کی اجازت دیدی گئی کہ خدائے پاک کی عنایت ومہربانی سے اذکار ومراقبات کی تعلیم دیا کریں ، اور طالبوں کے دلوں میں سکینت واطمینان بھی ڈالا کریں ، اور فاتحہ بہ نیت ایصال ثواب باروح طیبہ مشائخ قادریہ چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم بھی پڑھی گئی تاکہ انکو ان کبرائے عظام کیساتھ توسل حاصل ہو ، اور نیز انکے باطن میں ان اکابر کے فیوض وبرکات حاصل ہوں اور ان دو طریقہ علیہ میں جو کوئی ان سے توسل چاہے وہ اس سے بیعت لیں اور ان حضرات کا شجرہ اس کو عنایت فرمائیں اے خدا تو انکو متقین اور پرہیزگاروں کا پیشوا بنا ، آمین

اب میں ان کو امور ذیل کی وصیت کرتا ہوں

نمبر ۱ اپنی باطنی نسبت کو ہمیشہ محفوظ رکھنا نمبر ۲

Marfat.com

حفظ نسبت باطن و پرداخت حضور و توجہ
و یاد داشت، در جمیع اوقات و اوضاع
و در جمیع اعمال اتباع سنن حبیب رب
العالمین صلی اللہ علیہ وسلم و تعمیر
اوقات بنوافل و عبادات و ادائی صلوٰۃ
بکمال تعدیل ارکان و اذکار و تلاوت
و درود و استغفار و تفویض امور بحضرت
کارساز سبحانہ اللھم کن لہ کفیلا فی الامور
کلھا برحمتک یا ارحم الراحمین، الحمد
للہ کہ بعد ازیں در مدتی بالتزام صحبت
کار سلوک بآخر مقامات برسانیدند، و با
جمیع درجات طریقہ احمدیہ مناسبت پیدا
کردند، اللہ تعالیٰ در عرض و طول نسبتہائے
احمدیہ ایشان را رسوخے عطا فرماید، و از
انوار و اسرار و کمال و تکمیل ایں طریقہ بہرہ
وافر عطا و کرامت فرماید و طالبان را از جمیع
مقامات ایں طریقہ بتوجہات ایشان از
نسبت قلبی و نسبت فوقانی بہرہ ور گرداند
فالحمد للہ علی ذالک مقصود از سلوک
طریقہ تہذیب اخلاق و دوام توجہ بجناب
الٰہی ست تا انکسار و نیاز و اخلاص نقد

حضور و توجہ میں مشغول رہنا، نمبر۳ جملہ اوقات
وحالات میں یاد داشت کو نہ چھوڑنا، نمبر۴ تمام
اعمال میں حضرت حبیب رب العالمین کے سنن کی
متابعت کرنا، نمبر۵ اپنے تمام اوقات کو نوافل و عبادات
کے ساتھ گذارنا اور کمال تعدیل ارکان کیساتھ ادائے نماز
کرنا اور دوسرے اوراد و اذکار و تلاوت کلام مجید
و درود و استغفار و تفویض امور بحضرت کردگار سبحانہ
سے معمور رکھنا، اے خدا انکے تمام امور میں انکا کفیل
بنا رہو، برحمتک یا ارحم الراحمین، الحمد
للہ کہ اس کے بعد انہوں نے کچھ مدت میں التزام صحبت
کی وجہ سے سلوک کا کام آخر مقامات تک پہنچایا اور
طریقہ مجددیہ کے تمام مدارج سے مناسبت حاصل
کی، اللہ تعالیٰ زمین کے عرض و طول میں انکی مجددیہ
نسبتوں کو رسوخ عطا فرمائے، اور اس طریقہ کے
انوار و اسرار و کمال و تکمیل سے کامل حصہ عنایت
کرے، اور اس طریقہ کے تمام مقامات سے انکی توجہات
کے باعث طالبوں کو نسبت قلبی اور نسبت فوقانی
سے بہرہ مند کرے، فالحمد للہ علی ذالک طریقہ
کے سلوک سے مقصود اخلاق کی آراستگی اور جناب
الٰہی میں ہمیشہ متوجہ رہنا ہے، تاکہ شکستگی و نیازمندی
اور اخلاص ہر وقت موجود رہے، اس کا ظاہر

Marfat.com

وقت باشد، ظاہر متبع سنن حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم و باطن مُعرِض از ماسوای متوجہ بجناب کبریائی سبحانہ گردد،

مثنوی

قربِ نے بالا و پستی رفتن ست
قربِ حق از قیدِ ہستی رستن ست

واقعات را از تقدیر الٰہی یا از افعال الٰہی سبحانہ دیدہ، بتوکل و رضا و تسلیم باید پرداخت والحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ کذالک راقم گوید، بعد ترقیم ایں رسالہ در حضور حضرت پیر دستگیر بردم، بعد مطالعہ ایں عبارت ارقام فرمودند، آں عبارت را تبرکاً ایراد مینمائم،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والمنہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ محمد وآلہ واصحابہ کہ فقیر عبداللہ عرف غلام علی عفی عنہ ایں رسالہ را مطالعہ نمودہ از آنچہ دریں رسالہ مذکور ست بسیار مسرور و محفوظ گردید، و برائے صاحب ایں رسالہ دعائے خیر کرد، و میکند

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا پابند اور باطن ماسوائے حق سے روگرداں اور جناب کبریائی سبحانہٗ کی طرف متوجہ رہے،

مثنوی قربِ نے بالا والخ ترجمہ

اوپر اور نیچے جانا قرب حق نہیں ہے، قرب حق تو قید ہستی سے چھوٹنا ہے، واقعات و حوادث زمانہ کو تقدیر الٰہی یا اللہ تعالیٰ کے افعال سے خیال کرکے توکل اور رضا و تسلیم کے ماتحت رہنا چاہیئے، والحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ کذالک راقم الحروف (مصنف رسالہ) کہتا ہے کہ یہ رسالہ لکھکر حضرت پیر دستگیر کے حضور میں پیش کیا، آپنے مطالعہ فرمانے کے بعد یہ عبارت تحریر فرمائی تبرکاً نقل کرتا ہوں،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والمنہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ محمد وآلہ واصحابہ کہ فقیر عبداللہ عرف غلام علی عفی عنہ نے اس رسالہ کا مطالعہ کیا، اس میں جو کچھ مذکور ہے، اس سے بہت ہی مسرور و محفوظ ہوا، اور صاحب رسالہ کے حق میں دعائے خیر کی اور کرتا ہے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ بواسطۂ پیران کبار رحمۃ اللہ
علیہم ایشاں را وسیلہ شیوع طریقہ احمدیہ
کثّر اللہ سبحانہ اہلہا فرماید، وآنچہ
دریں اوراق نوشتہ اند بمستفیدان
ایشاں برساند چنانچہ آباء کرام ایشاں
را رحمۃ اللہ علیہم امام ومرشد ومروّج
ایں طریقہ عالیہ فرمودہ است، ایشاں
را نیز سراج ہدایت وشمس رشادت گرداند
ودر عمر ایشاں برکت نمودہ معمّر وصالح نماید
وآنچہ تحریر کردہ اند، موافق علوم ومعارف
حضرت مجدد ست، رضی اللہ عنہم
اللّٰہم زد فزد ذکر ایں بندہ ناچیز در
ایں رسالہ ضروری نیست آرے اظہار
نعمت وشکر منعم لازم ست وذکر واسطۂ
آں ست اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوۃُ وَ
السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَالْبَرَکَاتُ وَالزَّاکِیَاتُ
الحمد للہ والمنہ کہ بفضلہ وکرمہ تعالیٰ تصحیح
ایں رسالہ مبارکہ بردست فقیر حقیر
نور احمد عفی عنہ مصحح مکتوبات مجددیہ
باختتام رسید ناظرین کرام بدعائے خیر یاد دارند

بطفیل پیراں کبار رحمۃ اللہ علیہم انکو طریقہ مجددیہ
کے شیوع کا ذریعہ بنائے، اللہ سبحانہ اس
طریقہ کے اہل کو ترقی وکثرت عنایت فرمائے
اور جو کچھہ انہوں نے ان اوراق میں تحریر کیا
ہے، انکے مستفیدین کو پہنچائے، اور جیسے
انکے آبا، کرام رحمۃ اللہ علیہم کو امام ومرشد
اور اس طریقہ عالیہ کا مروّج فرمایا، انکو بھی ہدایت
کا چراغ اور رشد کا آفتاب بنائے، اور انکی
عمر میں برکت عطا کرکے دراز عمر اور صالح کرے
اور اس رسالہ میں جو کچھہ انہوں
نے درج کیا ہے، وہ تمام حضرت مجدد رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے علوم ومعارف کے موافق اور مطابق
ہے، اللّٰہم زد فزد اس ناچیز بندہ کا تذکرہ
اس رسالہ میں ضروری نہ تھا، ہاں البتہ نعمت کا
اظہار اور منعم کا شکر تو واجب ولازم ہے اور ذکر
ذکر اس کا ذریعہ ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَالْبَرَکَاتُ وَالزَّاکِیَاتُ
الحمد للہ والمنہ کہ اس مبارک رسالہ کا اردو ترجمہ
اس خاکسار سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم کے ساتھ
آخر تک پہونچایا، تاریخ اختتام ترجمہ ۲۹ ذی الحج
۱۳۴۴ ھجری — ناظرین کرام خاکسار کو دعائے خیر سے فراموش
نہ فرمائیں

Marfat.com